شجرة الاساتذة

فی اسانید

القراءات العشر المتواترة

تالیف

حضرت صاحب الفضیلة الأستاذ الجلیل

المقری اظهار احمد التهانوی

تکمیل و ترتیب

أستاذُ القراء والمجودین الشیخ القاری

المقری محمد ادریس العاصم مدظلہ

قرائت اکیڈمی ®
لاهور

شجرة الأساتذة

فی اسانید

القراءات العشر المتواترة

تالیف

حضرت صاحب الفضیلۃ الأستاذ الجلیل

المقری إظہار احمد التھانوی

تکمیل و ترتیب

أستاذ القراء والمجودین الشیخ القاری

المقری محمد إدریس العاصم مدظلہ

قراءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 712 24 23
Mob: 0300 - 4785910

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتباہ

لیگل ایڈوائزر: شفیق احمد چاولہ۔ ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ

نام کتاب ------ شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراءات العشر المتواترہ
تالیف ------ اظہار احمد تھانویؒ
طابع وناشر ------ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور
کمپوزنگ و ------ یونیک گرافکس۔ الفضل مارکیٹ
سرورق ڈیزائن ------ اردو بازار لاہور۔ 0300-42 40 141

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی الہ و اصحابہ اجمعین.

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے قبلہ والد صاحب استاذ القراء والمجودین حضرت قاری مقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ کی اپنے موضوع کے لحاظ سے ندرت کی حامل کتاب ''شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراءات العشر المتواترۃ'' زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ قبلہ والد صاحب نور اللہ مرقدہ اس کے معتد بہ حصے پر کام کر چکے تھے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے حضور حاضر ہو گئے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَام کا قانون اٹل ہے۔

حضرت قبلہ والد صاحبؒ کی وفات کے بعد نامکمل کتب کو مکمل کروا کر حُلہ طباعت سے آراستہ وپیراستہ کرنے کا بیڑا اس کمترین نے اٹھایا۔ ناشکر گزاری اور ناسپاسی ہو گی اگر اس اہم کام میں میرا دست و بازو بلکہ حقیقی طور پر کام کرنے والے اپنے دو محسنوں کے نام ذکر نہ کروں یعنی برادرم قاری مقری محمد ادریس العاصم دامت برکاتہم اور برادر عزیز قاری نجم الصبیح التھانوی سلمہ۔

اس سلسلے میں اب تک امام شاطبیؒ کی عقیلہ کی شرح ''ایضاح المقاصد'' کو برادرم قاری محمد ادریس العاصم دامت برکاتہم نے مکمل کیا اور امام القراء حضرت قاری مقری عبدالمالک صاحبؒ کی شاطبیہ کی عربی شرح ''تشریح المعانی'' کے عربی حواشی جو حضرت قبلہ والد صاحبؒ نے تحریر فرمائے تھے اور اسی طرح تجوید کی معروف کتاب ''الرشد فی مسائل التجوید والوقف'' پر عزیزم قاری نجم الصبیح التھانوی سلمہ نے کام کیا۔

قبلہ والد صاحبؒ کے دیگر کام بھی ان شاء اللہ اسی طرح تکمیل وتبویب سے آراستہ کروا کر

پیش کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور قبول فرمائے۔

سردست حضرت قبلہ والد صاحبؒ کی اسناد سے متعلق یہ کتاب جو نامکمل رہ گئی تھی برادرم حضرت قاری مقری محمد ادریس العاصم صاحب سے مکمل کروا کر پیش کر رہا ہوں۔

آئندہ کے پروگرام میں حضرت قبلہ والد صاحبؒ کی پرانی والی شرح شاطبیہ افضل الدرر شرح رائیہ کے عربی حواشی اور الشیخ عبدالفتاح القاضی المصریؒ کی مشہور تصنیف ''تاریخ المصحف الشریف'' کا ترجمہ و حواشی پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں قرآن اور تجوید و قرآءت کے فروغ میں مصروف عمل رکھے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد و على اله و اصحابه اجمعين۔

خیر اندیش و طالب دعا

عزیر احمد التھانوی

مدیر قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

۵ مئی ۲۰۰۵

بروز جمعرات

تمنن وتشکر

الحمد لله الرحیم الرحمن، الذی علم القرآن، خلق الانسان، علمہ البیان و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ الملك الدیان، و اشھد ان سیدنا و نبینا محمداً عبدہ و رسولہ سید ولد عدنان، صلی اللہ علیہ و علی الہ و اصحابہ و من تبعھم باحسان، صلوۃً و سلاماً تامّین اکملین ما تعاقب الجدیدان.

امابعد! اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے راقم السطور کو اپنے شیخ اپنے مربی استاذ القراء والمجودین حضرت القاری المقری اظہار احمد التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کی تکمیل وضروری حواشی کی توفیق بخشی۔ حضرت شیخ نے ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۷دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل اس دارفانی کو خیر باد کہا۔

حضرت شیخؒ کا امتیازی وصف تصنیف وتالیف میں یہ تھا کہ جس موضوع کو بھی احاطہ تحریر میں لاکر لکھنا شروع فرماتے اس میں اپنا ایک منفرد اور یکسر اچھوتا انداز پیش کرتے۔ زبان وادب پر مضبوط گرفت، اردو، عربی اور فارسی شعروادب پر مکمل دسترس کتاب کے انداز تحریر میں سونے پر سہاگہ ہوتیں۔

علوم حدیث میں فن رجال پر تو بیش بہا کام ہوا ہے مگر تجوید وقرآءت کے علوم بھی جو صحیح اور متواتر اسناد سے آنحضرت ﷺ سے منقول ومنصوص ہیں ان کی اسناد پر قابل قدر کام کی کافی حد تک کمی ہے۔ اس سلسلے میں مطبوع کوششوں میں امام قراءات علامہ ابوعمرو عثمان بن سعید الدانیؒ م ۴۴۴ھ کی "التیسیر فی القراءات السبع" ہے جس میں امام موصوفؒ نے اپنی اسناد سبع قراءات کا بیان کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ الحدیث والقراءات شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری م ۸۳۳ھ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "النشر فی القراءات العشر" میں بیش بہا کام کیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شیخ موصوف کے اس عظیم الشان عالی مرتبت کام سے ناقدین تجوید و

قرآءات کے دندان شکن جوابات دینے کا بہت بڑا سرمایہ امت کے پاس محفوظ ہوا ہے۔

اس کے علاوہ اسناد کا تذکرہ درج ذیل کتب میں بھی ملتا ہے:

(۱) ''المبسوط فی القراءات العشر'' لابی بکر احمد بن الحسین بن مہران الاصبہانیؒ (۲۹۵ھ۔ ۳۸۱ھ)

(۲) ''کتاب السبعۃ فی القراءات'' لابی بکر بن احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہدؒ (۳۲۴ھ)

(۳) ''التذکرہ فی القراءات الثمان'' للامام ابی الحسن طاہر بن عبدالمنعم بن غلبون المقریؒ (۳۹۹ھ)

(۴) ''التبصرہ فی القراءات السبع'' للامام المقری ابی محمد مکی بن ابی طالب القیسیؒ (۴۳۷ھ)

(۵) ''کتاب ارشاد المبتدی وتذکرۃ المنتہی فی القراءات العشر'' للامام المقری ابی العز محمد بن الحسین بن بندار الواسطی القلانسیؒ (۵۲۱ھ)

(۶) ''الاقناع فی القراءات السبع'' للامام الشیخ ابی جعفر احمد بن علی بن احمد بن خلف الانصاریؒ (۵۴۹ھ)

(۷) ''غایۃ الاختصار فی قراءات العشرۃ ائمۃ الامصار'' للامام المقری الحافظ ابی العلاء الحسن بن احمد بن الحسن الہمدانی العطار'' (۵۶۹ھ)

(۸) ''الکتاب الموضح فی وجوہ القراءات وعللہا'' للامام نصر بن علی بن محمد ابی عبداللہ الشیرازی الفارسی النحوی المعروف ابن ابی مریمؒ (۵۶۵ھ)

(۹) ''فتح الوصید شرح القصید'' للشیخ السخاویؒ (۶۴۳ھ) شیخ موصوف نے اپنی اس شرح شاطبیہ میں علامہ شاطبیؒ کی وہ اسناد ذکر کی ہیں جو علامہ شاطبیؒ کو ان کے دو شیوخ قرآءت نے عطاء کی۔ اسناد مذکورہ کی اہمیت کی پیش نظر یہ اسناد ہم اپنی کتاب میں نقل کر رہے ہیں۔

(۱۰) ''الکنز فی القراءات العشر'' للامام الشیخ عبداللہ بن عبدالمومن بن الوجیہ الواسطیؒ (۷۴۰ھ)

(۱۱) ''المكرر فيما تواتر من القراءات السبع وتحرر'' للامام ابی حفص عمر بن قاسم بن المصری الانصاری المعروف بالنشار'' جو نویں صدی ہجری کے علماء قراءات میں ہوئے ہیں۔ ان تمام مؤلفین کرام نے بھی اپنی کتب میں اسناد ذکر کی ہیں بعض حضرات نے مختصراً اور بعض نے خوب تفصیلی کام کیا ہے۔

بعد کے آنے والوں میں اس موضوع پر کام کرنے والوں میں خاتمة المحققین الشیخ محمد بن احمد بن الحسن بن سلیمان المعروف متولی شافعی ازہری مصری'' م ۱۳۱۳ھ اور ماضی قریب کے محقق عظیم الشیخ علی محمد الضباع المصری الازہری الشافعی'' کے نام نمایاں ہیں مگر ان دونوں حضرات کا کام مخطوط ہی ہے منصہ شہود پر نہ آسکا۔

ایک مختصر کام ''الرسالة الترمسية فی اسناد القراءات العشرية'' الشیخ محمد محفوظ بن عبداللہ الترمسی'' کا ۱۳۳۰ھ میں بھی ہوا ہے۔ راقم کے پاس اس کا نسخہ محفوظ ہے۔ شیخ موصوف نے اسناد پر ایک تفصیلی کام ''کفایة المستفید فیما علامن الاسانید'' کے نام سے بھی کیا ہے۔ مگر افسوس یہ نایاب ہے۔

اس کے علاوہ میرے عظیم المرتبت شیخ القاری المقری عبدالفتاح سید العجمی المرصفی'' نے اپنی شاندار تصنیف ''ہدایة القاری الی تجوید کلام الباری'' میں بھی اپنی اسناد کو کتاب مذکور میں بیان کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک مختصر کام ''قواعد التجوید علی روایة حفص عن عاصم بن ابی النجود'' میں شیخ ابو عاصم عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری سابق عمید کلیة القرآن الکریم والدراسات الاسلامیة جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے کیا ہے۔

ایک بہت عمدہ اور تحقیقی کام الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری نے اپنے مقالہ ''الامام المتولی وجهوده فی علم القراءات'' ۱۹۹۹ء/۱۴۲۰ھ میں کیا ہے۔ جس میں اسناد کا بیان بہت عمدہ اور دلنشین انداز میں کیا گیا ہے۔ (مطبوعہ مکتبة الرشد الریاض)

نیز زمانہ حال کے استاذ عظیم الشیخ تمیم الزعبی مدظلہ نے اپنے مطبوعہ متون الشاطبیہ۔ الدرہ اور الطیبہ میں بھی اپنی اسناد کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔

برصغیر پاک وہند میں اس منفرد اور اچھوتے موضوع پر دو کاوشیں نظر آتی ہیں:

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی صاحب تھانویؒ م ۱۳۶۲ھ نے اپنی سبع قراءات کی کتاب ''الوجوہ المثانی'' سے ملحق ایک مختصر رسالہ میں اپنے تمام علوم کی اسناد کا مختصر بیان کیا ہے۔ دیگر علوم کے ہمراہ حضرت تھانویؒ نے اپنی تجوید کی سند بھی اس میں بیان فرمائی ہے۔ افسوس الوجوہ المثانی بھی گم گشتہ خزانہ ہے اور نایاب ہے۔ راقم کے پاس الحمدللہ موجود ہے۔

(۲) شیخ القراء والمجودین القاری المقری ابو محمد محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتیؒ م ۱۳۷۲ھ کی نہایت معلومات افزاء کتاب ''شجرہ سبع قراءات'' جس میں شیخ موصوف نے نہایت وضاحت سے اپنی اسناد کو بیان فرمایا ہے اور سبع قراءات متواترہ کی اسناد کو آنحضرت ﷺ تک بیان فرمایا ہے۔ مگر جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہے کہ یہ کتاب صرف سبع قراءات کی اسناد کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کے علاوہ مختصر طور پر اپنی اسناد کا بیان درج ذیل کتب میں علماء قراءات نے کیا ہے:

(۱) ''خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن'' شیخ القراء والمجودین القاری المقری محمد ضیاء الدین احمد صدیقی صاحبؒ

(۲) ''ہدیۃ الوحید فی علم التجوید'' شیخ القراء والمجودین القاری المقری محمد عبدالوحید الہ آبادیؒ سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند

(۳) ''ضوابط نبلاء التجوید'' شیخ القراء والمجودین القاری المقری محمد عبدالمعبود صاحبؒ

(۴) ''توضیح العشر فی شرح طیبۃ النشر'' شیخ القراء والمجودین القاری المقری محمد عبداللہ مراد آبادی سابق صدر مدرس مدر۔ شاہی مراد آباد

(۵) میرے شیخ محترم اور مربی شیخ القراء والمجودین حضرت القاری والمقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنی تالیف ''المرشد فی مسائل التجوید والوقف'' میں بھی اپنی روایت حفص کی سند بیان کی ہے۔

(۶) ''عذار القرآن'' شیخ القراء حضرت قاری مقری محمد اسماعیل پانی پتیؒ

(۷) ''کمال الفرقان شرح جمال القرآن'' محترم جناب قاری محمد طاہر رحیمی صاحب مدظلہ

(۸) ''تجوید المبتدی'' قاری مقری جناب محمد اسماعیل صادق خورجوی صاحب مدظلہ

(۹) اور راقم السطور نے بھی اپنی دو کتب میں مختصراً روایت حفص کی سند بیان کی ہے یعنی ''تحبیر التجوید'' اور ''زینۃ المصحف''

ضرورت اس امر کی تھی کہ عشرہ متواترہ کی اسناد کا بیان نہایت واضح انداز میں ہو اور اسماء شیوخ میں جو اغلاط پیدا ہوگئی ہیں ان کو دور کیا جائے۔ میرے زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے میں جب اپنے مربی شیخ قاری المقری اظہار احمد تھانوی نور اللہ مرقدہ سے تجوید اور سبع قراءات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ کی غرض سے پہنچا اور اپنی اسناد فراغت' قراءت کے عظیم استاذ شیخی وسیدی واستاذی شیخ عبدالفتاح سید العجمی المرصفی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کی تو شیخ محترم نے بغور میری اسناد کو پڑھا اور تجوید اور قراءت سبع کی اسناد میں بعض شیوخ قراءات کے اسماء کے غلط ہونے کا ذکر فرمایا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ بعض اسماء ایسے بھی درج ہیں جن کا سند سے کوئی تعلق نہیں حقیقی معنوں میں راقم نے حضرت شیخ مرصفی نور اللہ مرقدہ کی ان باتوں کو بہت محسوس کیا۔ اور آئندہ جب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعطیلات کی وجہ سے پاکستان آنا ہوا تو حضرت شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام عرض معروض کی۔ اللہ پاک میرے شیخ رحمہ اللہ پر اپنی بیش بہا رحمتوں کا مینہ برسائے آمین۔ حضرت شیخ نے فوری طور پر اس اہم اور ضروری علمی مسئلے کی اہمیت کو محسوس کیا اور فرمایا کہ میں ان شاء اللہ اس اہم علمی موضوع پر کام کروں گا۔ کئی ماہ وسال گزر گئے راقم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد واپس پاکستان آ گیا اور تدریسی سرگرمیوں میں مصروف و مشغول ہو گیا۔

اس دوران حضرت شیخ سے اسناد سے متعلق کام کے متعلق عرض کیا تو فرمانے لگے: بھئی تعلیمی مصروفیات ومشاغل نے کام کرنے کی مہلت ہی نہ دی اب تم آ گئے ہو تو کمر ہمت باندھتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ چونکہ کام کافی دقیق اور محنت طلب ہے تم کو بھی اس سلسلے میں میری مدد کرنا ہوگی۔ راقم نے عرض کیا حضرت میری اس سلسلے میں کیا مدد؟ اور کیا میری بساط۔ ہاں جس طرح آپ فرمائیں گے حاضر ہوں اور واقعی پھر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے کام شروع کر دیا۔ جامعہ

اسلامیہ الدولیہ اسلام آباد سے ہفتہ وار جب لاہور تشریف لاتے تو طالب علم کو راقم کی جانب بھیجتے میں حاضر خدمت ہوتا تو دیکھتا کہ حضرت شیخ کے پاس علامہ جزری رحمہ اللہ کی النشر فی القراءات العشر کی جلدیں' غایۃ النہایہ کی جلدیں' علامہ دانیؒ کی التیسیر فی القراءات السبع اور علامہ جزریؒ کی تحبیر التیسیر' اس کے علاوہ حضرت شیخ کی اپنی اسناد تجوید وقراءات جو امام القراء حضرت قاری عبدالمالک رحمہ اللہ نے عطا فرمائی تھیں موجود ہیں۔ میں نے بھی اپنے پاس موجود اس موضوع سے متعلق جس قدر مواد موجود تھا حضرت شیخؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ بہر حال کام شروع ہو گیا بعض اوقات راقم سے فرماتے ذرا مجھے فلاں شیخ کے حالات تو غایۃ النہایہ سے تلاش کر کے دو۔ اور سچی بات ہے کہ جب کام شروع ہوا تو راقم کو اندازہ ہوا کہ یہ کام تو سخت محنت طلب اور تحقیق وتلاش کا متقاضی کام ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی وفات سے چار پانچ دن قبل کا واقعہ ہے غالباً ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک کا دن تھا راقم اور حافظ فیاض صاحب حضرت شیخؒ سے ملاقات کے لیے حضرت شیخ کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ حسب معمول بڑے تپاک سے ملے پھر راقم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے بھئی وہ جو میں نے کچھ امور کی وضاحت کیلئے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ خط لکھا تھا اس کا جواب آ گیا ہے الحمدللہ اس سے بہت سے مسائل کی گتھیاں سلجھ جائیں گی اس کے بعد ازراہ عنایت وہ خط راقم کو بھی پڑھنے کے لیے دیا۔

چونکہ کتاب کی تدوین کے متعلق راقم کو کافی کچھ علم تھا اسلیے حضرت شیخؒ مجھ سے اس کے متعلق بہت بہت دیر تک عند الملاقات گفتگو فرماتے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے یہ بات میرے ذہن میں بالکل راسخ ہو گئی ہے کہ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت قاری مقری عبدالرحمن مکی الہ بادیؒ کے پاس قراءات کی دو اسنادتھیں ایک اپنے بڑے بھائی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاری مقری عبداللہ مہاجر مکیؒ کے توسط سے اور دوسری حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ کے واسطہ سے۔ اور حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد جب اس کتاب کیلئے کام کیا تو راقم کے سامنے بھی حضرت شیخؒ کے اس خیال راسخ کے متعلق ناقابل تردید ثبوت سامنے آ گئے۔ جس کو راقم نے حضرت کی اس کتاب میں اور پھر اپنی تالیف ''شرح فوائد مکیہ'' میں بہت شرح وبسط سے بیان کیا

ہے۔

۱۷دسمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل کو حضرت شیخؒ اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ علمی و ادبی محافل سونی ہو گئیں بقول شاعر

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی   اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

وہ علمی محافل جن میں حاضر ہو کر بڑے بڑے اساتذہ اپنی علمی تشنگی دور کیا کرتے تھے وہ اب خواب خیال ہو گئیں۔

حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد بھائی عزیر احمد تھانوی سلمہ نے حضرت شیخ کے نامکمل تصنیفی کام کو مکمل کروا کر شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ راقم کو بھی اول عقیلہ کی شرح کی تکمیل کا کام سونپا ابھی وہ کام کر ہی رہا تھا کہ زیر نظر کتاب ''شجرۃ الاساتذہ'' کی تکمیل کا کام بھی راقم کے سپرد کر دیا۔

عقیلۃ اتراب القصائد کی شرح تو خالص علمی نوعیت کا کام تھا۔ مگر مذکورہ کتاب کے مواد کے لیے تلاش و جستجو کر کے بے تحاشہ مراجع سے استفادہ کیا گیا۔ بعض اوقات ایک ایک شیخ کے صحیح اور مستند حالات کی تلاش میں دس سے بھی زیادہ کتب سے رجوع کیا گیا اور بعض اوقات یہ بھی ہوا کہ کوئی کتاب کسی شیخ کے حالات معلوم کرنے کے لیے پڑھنا شروع کی اور اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھ کر معلوم ہوا کہ جس شیخ کے حالات تلاش کیے جا رہے ہیں وہ اس کتاب میں موجود ہی نہیں۔ غرض اس قسم کی ذہنی مشقتوں کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی اور تلاش و جستجو کی یہ وہ کاوشیں ہیں جس سے پہلے میرے شفیق اور محترم شیخ دو چار ہوئے اور بعد ازاں ان مشقتوں سے مجھے بھی واسطہ پڑا۔

''شجرۃ الاساتذہ'' میں زیادہ تر کام حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کر گئے تھے میں نے کہیں کہیں وضاحتی مواد کتاب میں شامل کیا ہے۔ اور ان وضاحتی امور کے ساتھ اپنا نام دے کر تصریح کر دی ہے نیز کچھ وضاحتی مواد حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد سامنے آیا ہے وہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

حصہ اول: جس میں حضرت شیخؒ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک قراءات عشرہ کی اسناد کا مکمل تفصیلی بیان ہے جس میں جگہ جگہ وضاحتی نکات بیان کیے گئے ہیں۔

حصہ دوم: جس میں حضرت قاری عبداللہ مکی صاحبؒ۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ وہ غلط فہمیاں جو حضرت شیخؒ کی وفات کے بعد منظر عام پر آئیں ان کے جوابات کیلئے حضرت امام القراء قاری مقری عبدالمالک صاحبؒ کے تلمیذ رشید اور میرے استاذ گرامی قدر استاذ القراء و المجودین قاری مقری محمد صدیق لکھنوی دامت برکاتہم سے رجوع کیا گیا ہے۔

حصہ سوم: جس میں مختلف اسناد کی فوٹو کاپیاں لگائی گئی ہیں اور جن میں بعض بڑی نایاب اور اچھوتی اسناد بھی شامل ہیں۔ اور ان کے ذریعے بھی بعض غلط فہمیاں اور بعض امور کو سلجھایا گیا ہے۔ یہ حصہ مکمل طور پر میرا ترتیب دیا ہوا ہے۔

آخر میں راقم عرض گزار ہے کہ یہ موضوع اپنی انفرادیت اور اچھوتے پن کی وجہ سے بہت زیادہ تحقیق کا متقاضی تھا اپنی بھرپور کوشش کے باوجود راقم کو اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اگر کہیں کوئی علمی یا کتابت کی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کی جاسکے۔

اور یہ دعا ضرور فرمائیں کہ اس عظیم الشان کام کو جو کہ میرے انتہائی لائق احترام اور مربی شیخؒ نے نہایت خلوص اور محنت اور عقیدت سے جمع کیا ہے ان کے لئے اور ان کے اساتذہ کرام اور والدین ماجدین کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ اور یہی دعا اور تمنا راقم اپنے لیے بھی کرتا ہے۔
آمین یارب العالمین

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على سيد المرسلين و الحمد لله رب العلمين.

۱۸ ذی الحجہ
م/ ۲۹ جنوری ۲۰۰۵
بروز منگل

خادم العلم والقرآن
محمد ادریس العاصم عفی عنہ
حال مقیم مدرسہ عالیہ تجوید القرآن
بنگلہ ایوب شاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و الصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تمتع من شمیم عرار نجد

فما بعد العشیۃ من عرار

ساری عمر کے پڑھنے پڑھانے سے کچھ آیا گیا تو نہیں لیکن ایک حقیقت کہ جس کی عظمت سے دل و دماغ منور ہے ضرور حاصل ہوئی اور وہ ہے اسلاف (متقدمین و متاخرین) کے علوم اور تبحر علمی کی زبردست عظمت و شوکت۔

سوچتا ہوں یہ تمام علوم' قرآن نے اور اس کے ترجمان آنحضرت ﷺ نے عطا فرمائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک محقق و مصنف پورے سمندر پیئے بیٹھا ہے۔

گزشتہ چودہ صدیوں کے لیل و نہار میں انفرادی اور اجتماعی ماحول' علمی مسندوں پر چمکتے چراغ جلتے رہے جلتے رہے' کہیں قافلہ شاندار جلووں میں آگے بڑھا' کہیں لٹا' کہیں رکا' مگر چلا اور چلتا گیا۔

اپنے اسی سوز و ساز میں ایک روز بیٹھا ہوا شیوخ قراءت کے سلسلہ سند کو دیکھ رہا تھا' یہ سند مجھے میرے عظیم و شفیق استاذ' امام الفن' خوبصورت ادا اور لب و لہجہ کے ممتاز مالک حضرت قاری المقری محمد عبدالمالکؒ (نور اللہ قبرہ) نے روایت حفص میں فراغت پر عطا

فرمائی تھی۔ یہ وہ سلسلہ سند ہے کہ حضرت الاستاذؒ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچتا ہے۔

یہ خوبصورت تسبیح ہے جس میں چمکتے ہوئے ان مشائخ فن قراءت کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے اپنی عمر کے بیشتر ماہ وسال دنیا کے نظاروں سے منہ موڑ کر قرآن پاک پڑھنے پڑھانے میں گزار دیئے اور سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

سند میں بتلایا گیا تھا کہ علامہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن الجزری رحمہ اللہ نے شیخ ازہر ابن اللبانؒ سے پڑھا اور حضرت شیخ ازہر ابن اللبانؒ نے شیخ احمدؒ داماد حضرت امام شاطبی رحمہ اللہ سے اور ان شیخ احمد داماد امام شاطبیؒ نے ابوالحسن علی بن محمد بن ھذیلؒ سے پڑھا۔

یا اللہ یہ کیونکر ہوا کہ حضرت شیخ جزریؒ متوفی ۸۳۳ھ اور حضرت شیخ شاطبیؒ متوفی ۵۹۰ھ کے درمیان طویل عرصہ ہونے کے باوجود صرف دو واسطے پائے جاتے ہیں؟

دوسرا اشکال جو پہلے سے زیادہ واضح اور قوی تھا' یہ تھا کہ حضرت شاطبیؒ کے داماد شیخ احمدؒ نے کیا حضرت شیخ شاطبیؒ (یعنی خسر صاحب) سے نہیں پڑھا؟ بلکہ ان کے شیخ علی بن محمد بن ہذیلؒ سے پڑھا؟

عقلی امکان کو چھوڑیئے' تلاش حقیقت اور صحیح تاریخ مقصود تھی۔ کس سے پوچھوں؟ بزرگ دنیا سے اٹھ چکے ہیں' ہم عصر' بے خبر' سوچا کہ شاید کاتب کی غلطی ہو' اصل سند' جو دادا استاذ حضرت شیخ قاری عبداللہ بن بشیر خاں رحمہما اللہ نے ہمارے حضرت استاذ کو عطا فرمائی ہوئی تھی میں نے وہ سند حضرت استاذ کے پاس دیکھی تھی۔ چمڑے کی جلد کتابی شکل میں خود استاذ الاساتذہ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب سے عرض گزار ہوا کہ کچھ دیر کو وہ اصل سند دیکھنے کے لیے عطا ہو' مگر افسوس انہوں نے انکار فرما دیا۔

حضرت الاستاذ کے دیگر معاصرین کی کتابوں کی طرف مراجعہ کیا گیا' مثلاً خلاصۃ البیان تصنیف قاری محمد ضیاء الدین احمد صاحبؒ۔ ہدیۃ الوحید تصنیف قاری عبدالوحید صاحبؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔ ضوابط نبلاء التجوید تصنیف قاری عبدالمعبود صاحبؒ استاذ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنو۔

ان تمام کتابوں کے مصنفین' حضرت قاری عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خورد حضرت الشیخ قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ صدر المدرسین مدرسہ احیاء العلوم الہ باد کے تلامذہ ہیں۔ جبکہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے روایت حفص' قراءات سبعہ وعشرہ تینوں میں استفادہ اوراخذ سند اپنے برادر بزرگ حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے کیا ہے ❶ گویا ان حضرات کی سندیں بھی وہی ہیں جو حضرت استاذ قاری عبدالمالک صاحبؒ کی ہے۔

درمیان میں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ ہمارے شیخ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے جناب قاری ضیاء الدین احمد صاحبؒ سے تلمذ نہیں کیا ہے' اگرچہ بعض بزرگ اہل قلم نے یہ بات لکھی ہے مگر بے حقیقت اور غلط ہے۔ اس سلسلے میں مفصل گفتگو آ گے آئے گی۔

کتب مذکورہ میں سلسلہ سند بعینہٖ وہی ہے جو ہماری روایت حفص کی فراغت کی سند میں پایا جاتا ہے۔ مذکورہ کتب میں یہ چھپے ہوئے سلسلہ ہائے سند مختلف ادوار میں لکھی ہوئی کتابوں میں پائے جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سندیں عطا فرمودہ حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ ہیں۔ اور حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ کے پاس سند کا وثیقہ ظاہر ہے کہ حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے حاصل شدہ تھا جیسا کہ حضرت قاری

❶ نیز حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے قراءات عشرہ بطریق الدرہ والطیبہ حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ سے بھی حاصل کی۔ ا۔ ظ

عبدالمالک صاحبؒ کے پاس بھی اسی سند کی نقل تھی۔

بہرحال آیئے آئندہ اوراق میں حقیقت تک پہنچنے کے لیے جہاں تک ہوسکے تلاش و جستجو سے کام لیں۔

واللہ ولی التوفیق

(قاری) اظہار احمد تھانویؒ

سابق استاذ کلیہ اصول الدین

الجامعۃ الاسلامیۃ الدولیۃ اسلام آباد

وسابق صدر مدرس تجوید وقراءات

جامعہ تجوید القرآن رنگ محل لاہور

باب اول

سلسلہ مشائخ روایت حفصؒ۔مطابق شہادات فراغ من اساتذہ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنو

۱۔ حضرت قاری عبدالمالک بن شیخ جیون علیؒ
۲۔ حضرت قاری محمد عبداللہ بن محمد بشیر خانؒ
۳۔ شیخ ابراہیم سعد بن علیؒ
۴۔ شیخ حسن بدیرؒ
۵۔ شیخ محمد متولیؒ
۶۔ شیخ سید احمدؒ
۷۔ شیخ احمد سلمونہؒ
۸۔ شیخ سید ابراہیم عبیدیؒ۔عن مشائخ منہم
۹۔ شیخ عبدالرحمٰن اجھوریؒ (بالدال) عن مشائخ منہم
۱۰۔ شیخ احمد البقریؒ
۱۱۔ شیخ محمد البقریؒ
۱۲۔ شیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ
۱۳۔ شیخ شحاذہؒ (بعض مشائخ مثلاً حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ کی ہدیۃ الوحید اور حضرت قاری ضیاء الدین صدیقی صاحبؒ کی خلاصۃ البیان میں بالخاء المنقوطہ نام درج ہے) عن مشائخ منہم
۱۴۔ شیخ الناصر الطبلاویؒ
۱۵۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ
۱۶۔ شیخ الرضوان العقبیؒ

۱۷۔ شیخ محمد النویریؒ

۱۸۔ شیخ محمد بن الجزریؒ (محرر الفن)

۱۹۔ شیخ ازہر بن لبانؒ

۲۰۔ شیخ احمد صبر الشاطبیؒ

۲۱۔ شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن ہذیلؒ

۲۲۔ شیخ ابوداؤد سلیمان بن نجاحؒ

۲۳۔ الامام ابوعمرو الدانیؒ

۲۴۔ شیخ ابوالحسن طاہر بن غلبون المقریؒ

۲۵۔ شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن صالحؒ

۲۶۔ شیخ ابوالعباس احمد بن سہیل الاشنانیؒ

۲۷۔ شیخ ابومحمد عبید بن الصباحؒ

۲۸۔ شیخ حفصؒ صاحب الروایۃ

۲۹۔ شیخ امام عاصم بن ابی النجود (ابوبکر تابعیؒ)

۳۰۔ زر بن حبیش اسدیؒ و
عبداللہ بن حبیب سلمیؒ

۳۱۔ عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و ابی بن کعب و عبداللہ بن مسعود و زید بن
ثابت رضی اللہ عنہم

۳۲۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۔ جبرئیل علیہ السلام

۳۴۔ اللوح المحفوظ

تنقیحات

حضرت الاستاذ قاری المقری عبدالمالکؒ تا علامہ جزریؒ

اس سلسلہ سند پر صرف ناموں کی حد تک حسب ذیل تنقیحات ہیں۔

ا۔ حضرت قاری عبدالمالک بن شیخ جیون علیؒ

پورا نام: محمد عبدالمالک صدیقی بن شیخ جیون علی العلیگڑھیؒ

سن پیدائش: ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء

سن وفات: ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ/ ۳۰ دسمبر بروز منگل ۱۹۵۹ء

روایت حفص: الشیخ المقری القاری محمد عبداللہ المکیؒ

قراءات سبع وعشرہ: بطریق شاطبیہ ودرہ وطیبہ: الشیخ المقری القاری محمد عبدالرحمٰن المکی الہ بادیؒ ❶

حضرت شیخ محترم کے روایت حفص میں استاذ شیخ العرب والعجم القاری المقری محمد عبد اللہ مکیؒ ہیں اور سبع وعشرہ کے استاذ خاتمۃ القراء فی الہند الشیخ القاری المقری محمد عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ ہیں جنہوں نے اپنے بڑے بھائی الشیخ قاری عبداللہ مکیؒ سے سند واجازت حاصل کی ہے۔

---

❶ تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) سوانح امام القراء حضرت قاری محمد عبدالمالکؒ۔ مؤلفہ قاری کرنل فیض الرحمٰن صاحب۔ (۲) فیضان رحمت سوانح حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ مؤلفہ جناب امداد صابری۔ (۳) القول الجمیل مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ۔ (۴) راقم کو حضرت الاستاذؒ کی جانب سے عطا فرمودہ اسناد روایت حفص۔ سبع وعشرہ۔ (۵) وقوف المبتدی مؤلفہ قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی۔ (٦) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل قاری بسم اللہ بیگ صاحبؒ

نیز حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ کو الدرۃ المضیۃ اور طیبۃ النشر کی اسناد و اجازت حضرت قاری محمد غازی صاحب کیمل پوریؒ سے بھی ہے۔ یہاں ہم پہلے شیخ العرب و العجم القاری المقری محمد عبداللہ مکیؒ کا سلسلہ بیان کریں گے اور بعد میں قراءات الثلاث المتمۃ للقراءات العشر کے ذیل میں قاری محمد غازی صاحبؒ والی سند ذکر کریں گے۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے برصغیر پاک و ہند میں آپ کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں۔

۲۔ حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ

پورا نام: محمد عبداللہ المکی الحنفیؒ بن محمد بشیر خانؒ

سن پیدائش: ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶م

سن وفات: ۲۵ شوال بروز منگل ۱۳۳۷ھ/۲۳ جون ۱۹۱۹م

اساتذہ کرام: (۱) قاری عبدالقادر مدراسی الازہریؒ
(۲) الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی الازہری المصریؒ

نامور تلامذہ: (۱) حضرت قاری عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ (۲) حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ علیگڑھی (۳) حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ (۴) حضرت قاری محمد سلیمان صاحب بھوپالیؒ (۵) حضرت قاری سید محمد علی نواکھالیؒ (۶) حضرت قاری مرزا محمود بیگ صاحبؒ (داماد حضرت قاری عبداللہ مکیؒ) (۷) حضرت قاری محمد سلیم صاحبؒ مہتمم مدرسہ صولتیہ۔ نیز آپ کے دونوں برادر خورد (۸) حضرت قاری محمد حبیب الرحمٰن صاحب مکی لکھنویؒ (۹) حضرت قاری محمد عبدالرحمٰن

صاحب مکی الہ بادیؒ اور دیگر بہت سے نامور حضرات۔ ❶

ضروری وضاحت

قراءات سبع و عشرہ بطریق درہ و طیبہ میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے استاذ شیخ العرب والعجم استاذ القراء والمجودین خاتمۃ القراء فی الہند حضرت مولانا قاری المقری محمد عبدالرحمٰن المکیؒ ہیں۔ جب کہ روایت حفص کی سند جو حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کی ہے اس میں براہ راست استفادہ فن شیخ العرب والعجم حضرت قاری المقری محمد عبداللہ مکیؒ مدرس اول مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ سے ہے۔ گویا روایت حفص کی سند اس طرح ہے:

"کما اجازه الشيخ القاری محمد عبدالمالك بن شيخ جيون علی و هو شيخ القراء القاری المقری عبدالله مکی و هو شيخ ابراهيم سعد بن علی الشافعی الخ"

اور سبع اور عشرہ بطریق درہ و طیبہ کی اسناد اس طرح ہیں:

"کما اجازه الشيخ القاری محمد عبد المالك بن شيخ جيون علی و هو شيخ القراء القاری المقری محمد عبدالرحمن المکی الاله بادی و هو اخوه القاری المقری الشيخ عبدالله

---

❶ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) سوانح امام القراء حضرت قاری محمد عبدالمالک صاحبؒ مؤلفہ قاری کرنل فیوض الرحمٰن صاحب

(۲) فیضان رحمت سوانح حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ۔ مؤلفہ جناب امداد صابری صاحبؒ

(۳) الوجوہ المثانی (حصہ اسناد) مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

(۴) القول الجمیل مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ

(۵) وقوف المبتدی مؤلفہ قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی صاحب

(۶) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل قاری بسم اللہ بیگؒ

مکی و ھو شیخ ابراھیم سعد بن علی الشافعی الخ“

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادی کے حالات بیان کردیئے جائیں۔

حضرت قاری محمد عبدالرحمٰن مکیؒ

پورا نام: محمد عبدالرحمٰن المکی الحنفی الہ بادیؒ بن محمد بشیر خانؒ

سن پیدائش: ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء

سن وفات: ۶ جمادی الاولی بروز منگل ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

اساتذہ کرام: (۱) روایت حفص۔شاطبیہ۔درہ۔طیبۃ النشر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مکیؒ۔ (۲) درۃ وطیبۃ النشر: حضرت مولانا قاری محمد غازی صاحبؒ

نامور تلامذہ: (۱) حضرت قاری عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ (۲) حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ صدر المدرسین فرقانیہ لکھنو۔ (۳) حضرت قاری ضیاء الدین احمد صدیقی صاحبؒ۔ (۴) حضرت قاری عبدالوحید صاحب الہ بادیؒ (۵) حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھیؒ (۶) قاری محمد نظر صاحبؒ (۷) قاری مفتی نصیر الدین نعمانی صاحبؒ اور دیگر بہت سے حضرات۔ ❶

❶ تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) سوانح امام القراء حضرت قاری محمد عبدالمالک صاحبؒ مؤلفہ قاری کرنل فیوض الرحمٰن صاحب

(۲) فیضان رحمت سوانح حضرت قاری محمد عبداللہ صاحب مکیؒ مؤلفہ جناب امداد صابری صاحبؒ

(۳) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ قاری کرنل بسم اللہ بیگ صاحبؒ

(۴) القول الجلیل مؤلفہ حضرت قاری عبدالخالق سہارنپوری صاحبؒ

(۵) وقوف المبتدی مؤلفہ قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی

(۶) فوائد مکیہ مع حاشیہ تعلیقات مالکیہ مطبوعہ قرآءت اکیڈمی لاہور

(۷) مجموعہ نادرہ۔مطبوعہ قرآءت اکیڈمی لاہور

(۳) شیخ ابراہیم سعد بن علیؒ

پورا نام: ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصری الازہری الخلوتیؒ

سن پیدائش: ۱۲۲۵ھ اغلباً

سن وفات: ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۹ء اغلباً

استاذ محترم: شیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیرؒ

نامور تلامذہ: (۱) قاری محمد عبداللہ مکیؒ (۲) قاری سبحان اللہ صاحبؒ اور دیگر بہت سے حضرات۔ ❶

---

❶ شیخ موصوف کا سن پیدائش اور سن وفات لکھ کر ان کے آگے اغلباً کا لفظ اس لیے تحریر کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سنین حتمی نہیں ہیں۔ اور یہ اندازہ اس طرح لگایا ہے کہ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ نے شیخ ابراہیم سعدؒ سے روایت حفص قراءت سبع وعشرہ بطریق درہ وطیبہ میں استفادہ فرمایا ہے اور حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ نے یہ تمام اسناد اپنے بڑے بھائی حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے حاصل کی ہیں۔ عشرہ تک کی تعلیم کے حصول میں پانچ سال کا عرصہ لگ جانا کوئی بعید نہیں۔ اور یہ ایک لازمی امر ہے کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ نے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے اسی لیے استفادہ فرمایا کہ حضرت قاری ابراہیم سعد موجودہ نہیں تھے۔ وگرنہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی ان سے استفادہ فرماتے حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ ۱۳۰۰ھ میں ہندوستان تشریف لائے اس لحاظ سے شیخ ابراہیم سعدؒ کا سن وفات ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۹ء لکھا گیا مگر چونکہ یہ حتمی نہیں اس لیے اغلباً کا لفظ لکھا گیا ہے۔

اسی طرح سن پیدائش فیضان رحمت کے اس بیان پر لکھا گیا:

''شیخ ابراہیم سعدؒ نے مکہ مکرمہ میں بعمر ستر سال وفات پائی پیچھے ایک صاحبزادہ محمد چھوڑا۔''

یاد رہے کہ مولانا شمیم صاحبؒ سابق مہتمم مدرسہ صولتیہ نے اپنے مضمون میں جو کہ انہوں نے شیخ ابراہیم سعدؒ کے متعلق ماہنامہ ''الاشرف'' کراچی جولائی اگست ۱۹۹۱ء کے صولتیہ نمبر میں لکھا اس میں شیخ موصوف کا سن وفات ۱۳۱۶ھ تحریر فرمایا ہے جو بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا واللہ اعلم

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (۱) الوجوہ الثانی (حصہ اسناد) حکیم الامت حضرت تھانویؒ (۲) فیضان رحمت مؤلفہ جناب امداد صابری۔ (۳) ماہنامہ الاشرف کا صولتیہ نمبر جولائی اگست ۱۹۹۱/ محرم۔ صفر ۱۴۱۲ھ۔ (۴) القول الجمیل مؤلفہ حضرت مولانا قاری عبدالخالق صاحبؒ۔ (۵) مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی

(۴) شیخ حسن بن محمد بدیرؒ

پورا نام: حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر الشافعی المصری الازہری الخلوتیؒ

سن وفات: ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء

سن وفات تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ قاری کرنل بسم اللہ بیگؒ سے لیا گیا ہے (دیکھو تذکرہ قاریان ہند ج۱ص ۲۴۶)

اساتذہ کرام: (۱) خاتمۃ المحققین الشیخ محمد متولیؒ جن سے آپ نے بطریق شاطبیہ و درہ اور بطریق طیبہ کی اسناد حاصل کی ہیں۔

(۲) شیخ سید احمد الدری التہامیؒ جن سے آپ نے بطریق شاطبیہ و درہ سند حاصل کی۔ اور یہ سند آپ نے اپنے بہت تھوڑے تلامذہ کو دی ہیں جن میں آپ کے صاحبزادے حسن بن حسن بن محمد بدیر الجریسی الصغیرؒ بھی ہیں۔

نامور تلامذہ: (۱) آپ کے صاحبزادے حسن بن حسن بن محمد بدیر الجریسی الصغیرؒ۔
(۲) عبدہ علی سبیع عبدالرحمٰنؒ (۳) غنیم محمد غنیمؒ (۴) ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصری الازہریؒ (۵) محمد البناء بن ادریسؒ (۶) محمد حسن الابیاریؒ (۷) محمد البیومی بن محمد بن علی بن حسن ابی عیاشہ الدمنہوریؒ (۱۲۶۳ھ = ۱۳۳۵ھ/ ۱۸۴۷= ۱۹۱۷ء)
(۸) سید حبیب الرحمٰن الکاظمی المدنی م۱۳۲۰ھ اور بہت سے دیگر تلامذہ ❶

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے
(۱) الشیخ المتولی وجہودہ فی علم القراءات مؤلفہ دکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری۔
(۲) ہدایۃ القاری للشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ (۳) ترجمۃ الراکبی (ص ۶)
(۴) الآیات البینات فی حکم جمع القراءات (ص ۲۰۲-۲۰۹)
(۵) ارشاد الجلیل (ص ۳) (۶) افحام اہل العناد (ص ۱۰-۱۶) (۷) القسطاس المستقیم (ص ۵)
(۸) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ قاری کرنل بسم اللہ بیگؒ (ج۱ص ۲۴۶)

(۵) شیخ محمد متولی ؒ

پورا نام: محمد بن احمد بن الحسن بن سلیمان الشہیر بالمتولی الشافعی المصری الازہری ❶

سن پیدائش: ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲م ❷

سن وفات: اا ربیع الاول بروز جمعرات ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵م ❸

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ یوسف البرمونی المصریؒ۔ آپ سے امام متولیؒ نے الشاطبیہ اور الدرۃ المضیہ پڑھیں۔ ❹

(۲) الشیخ سید احمد الدری التہامیؒ۔ آپ سے امام متولیؒ نے شاطبیہ۔ درۃ۔ طیبہ اور اربع عشر قراءات میں اجازت حاصل کی۔

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ حسن بن خلف الحسینیؒ (۲) الشیخ حسن بن محمد المعروف بالجریسی الکبیرؒ (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹م) (۳) الشیخ حسین موسیٰ شرف الدین (۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹م) (۴) الشیخ خلیل محمد غنیم الجنائنی (۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸م) (۵) الشیخ رضوان بن محمد بن سلیمان المخللاتی (۱۲۵۰۔۱۳۱۱ھ/ ۱۸۳۴۔ ۱۸۹۳م) (۶) الشیخ عبدالفتاح الھنیدی ”(شیخ موصوف امام متولیؒ کے آخری شاگردوں میں سے ہیں) (۱۲۹۷۔ ۱۳۶۹ھ/

---

❶ یہ نام شیخ متولی نے اپنی کتاب ”مواردالبررۃ“ میں نقل فرمایا ہے۔ نیز الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ نے اپنی کتاب ”ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری“ ص ۱۱۷ پر آپ کا نام اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

محمد بن احمد بن عبداللہ الشہیر بالمتولی

❷ سن پیدائش میں دو قول ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ م اور ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴م مزید ملتے ہیں دیکھو ہدایۃ القاری للشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی ص ... مگر ہم نے اعتماد کیا ہے ’الامام المتولی مؤلفہ الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری“ کے بیان پر۔

❸ (۱) ”الامام المتولی تالیف الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری“ (۲) ”ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری مؤلفہ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ“ (۳) فہرس الخزانۃ التیموریہ ۳/ ۲۶۹ (۴) فتح المعطی ص ۱۶۹

❹ دیکھو الامام المتولی ص ۱۰۰ و ۱۰۸

۱۸۸۰۔۱۹۵۰م) (۷) الشیخ محمد بن عبدالرحمٰن البناء الدمیاطی'' (۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵م) (۸) الشیخ محمد مکی نصر الجریسی المصری الشافعی'' صاحب ''نہایۃ القول المفید''۔ آپ نے شیخ متولی کے استاذ شیخ احمد الدری التہامی'' سے بھی استفادہ فرمایا ہے۔ (۹) الشیخ حسن یحییٰ الکتبی'' صہر المتولی جو کہ شیخ علی محمد الضباع المصری'' کے استاذ گرامی ہیں (۱۰) الشیخ عبد الرحمٰن بن حسین الخطیب الشعار'' جو کہ شیخ علی محمد الضباع المصری'' کے استاذ گرامی ہیں اور بہت سے دیگر شیوخ۔ ❶

(۶) الشیخ سید احمد الدری التہامی'' ❷

پورا نام: سید احمد بن محمد الدری المالکی الازہری الشاذلی المعروف بالتہامی المصری''

سن وفات: معلوم نہیں ہو سکا مگر ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲م میں حیات تھے۔

اور علامہ متولی'' جب اپنی کتاب فتح الکریم کی تالیف سے فارغ ہوئے تو آپ کا

---

❶ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) الامام المتولی وجهوده فی علم القراءات مؤلفه الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری

(۲) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری مؤلفہ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی''

(۳) نہایۃ القول المفید مؤلفہ الشیخ محمد مکی نصر الجریسی''

(۴) سند الضباع المصری'' الملحق بالشاطبیہ ص ۱۰۴

(۵) النشر فی القراءات العشر سند الضباع'' ص ز ح

(۶) اتحاف فضلاء البشر سند الضباع'' ص ۳

(۷) فہرس الخزانۃ التیموریہ ۳/ ۲۶۹

(۸) فتح المعطی ص ۱۲۹

❷ امام متولی کے قراءات کے دوسرے شیخ یوسف البرمونی المصری'' ہیں جو شیخ احمد سلمونہ المصری'' کے شاگرد ہیں۔ دیکھو الامام المتولی مؤلفہ دکتور ابراہیم بن سعید الدوسری'' (ص ۱۰۰ و ۱۰۸)

انتقال ہو چکا تھا اور کتاب مذکور کا سن تالیف ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء ہے۔ ❶

گویا ۱۲۶۹ھ سے ۱۲۸۴ھ کے درمیانی عرصہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

استاذ محترم: الشیخ احمد بن محمد المعروف بسلمونة۔ شیخ احمد الدریؒ نے آپ سے شاطبیہ۔ درۃ۔ طیبہ۔ عقیلہ۔ اتحاف فضلاء البشر۔ المقدمۃ الجزریہ۔ ناظمۃ الزہر اور النشر فی القراءات العشر پڑھیں۔ ❷

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ محمد بن احمد المتولیؒ (۲) الشیخ محمد عبدہ السری الملقب بحسانؒ (۳) الشیخ محمد العقادؒ (۴) الشیخ رضوان بن محمد بن سلیمان المخللاتیؒ (۱۲۵۰-۱۳۱۱ھ/ ۱۸۳۴-۱۸۹۳ء) (۵) الشیخ عبد اللہ العایدی الکفراویؒ (۶) الشیخ حسن بن محمد بدیر المعروف بالجریسی الکبیر (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) (۷) الشیخ محمد مکی نصر صاحب "نہایۃ القول المفید"۔

اور دیگر بہت سے نامور تلامذہ۔ ❸

(۷) الشیخ محمد سلمونہؒ

پورا نام: احمد بن محمد المعروف بسلمونہ المالکی الازہری المصریؒ

---

❶ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری مؤلفہ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ

(۲) متن الشاطبیہ صححہ لعلی محمد الضباع المصریؒ

(۳) الامام المتولی مؤلفہ دکتور ابراہیم بن سعید الدوسری

(۴) فتح الکریم فی تحریر اوجہ القرآن الکریم ص ۳۵ (مخطوط) تالیف متین الشیخ محمد متولیؒ

❷ دیکھو اسناد الضباع المصریؒ "النشر فی القراءات العشر ج ۱ ص (ح) و اتحاف فضلاء البشر ص ۳

❸ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں۔

(۱) الامام المتولی مؤلفہ دکتور ابراہیم بن سعید الدوسری (۲) الاعلام للزرکلی ج ۳ ص ۲۲

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ ابراہیم العبیدیؒ
(۲) الشیخ سلیمان البیبانی المالکی الخلوتیؒ
نامور تلامذہ: (۱) الشیخ احمد بن محمد الدری التہامیؒ (۲) الشیخ یوسف البرمونی المصریؒ
(۳) الشیخ علی الشبراویؒ (۴) الشیخ علی الحلوؒ المقری المکی
اور بہت سے دیگر تلامذہ ❶

(۸) الشیخ ابراہیم العبیدیؒ

پورا نام: سید ابراہیم بن عامر بن علی العبیدی (بفتح عین ومکسور باء) الازہری المالکی المصریؒ اور یہ نام بھی ذکر کیا گیا ہے:
سید ابراہیم بن بدوی بن احمد العبیدی الازہری المالکی المصریؒ
اساتذہ کرام: (۱) الشیخ عبدالرحمن الاجہوریؒ
(۲) الشیخ علی بن حسن البدری الازہری الشاذلی الاحمدی المصری الشافعیؒ
(۳) الشیخ محمد محمد المنیر بن حسن السمنودیؒ شارح الدرہ والطیبہ (۱۰۹۹ھ۔۱۱۹۹ھ)
(۴) الشیخ مصطفی العزیزیؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ احمد بن محمد سلمونہؒ (۲) الشیخ احمد المرزوقیؒ شیخ القراء فی مصر ثم

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:
(۱) مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ ۲/۱/۲۳
(۲) سند الضباع فی الشاطبیہ والطیبہ والنشر واتحاف فضلاء البشر
(۳) ہدایۃ القاری ص ۳۱
(۴) البرہان الوقاد مؤلفہ الشیخ جنانی ص ۴۳
(۵) برہان التصدیق مؤلفہ البیومی
(۶) الامام المتولی مؤلفہ دکتور ابراہیم بن سعید الدوسری ص ۱۰۸

مکہ اور بہت سے دیگر نامور تلامذہ ❶

(۹) الشیخ عبدالرحمٰن الاجہوری ؒ

پورا نام: عبدالرحمٰن بن حسن بن عمر الاجہوری (بالراء) المالکی الاشعری الازہری الاحمدی الشاذلی المصریؒ (سبط القطب الخضیری)

سن وفات: ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۴ء

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ ابی السماح احمد البقریؒ

(۲) الشیخ احمد بن عمر الاسقاطی ابوالسعود الحنفی المصریؒ (۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء)

(۳) الشیخ عبداللہ حلمی بن محمد بن یوسف الحنفی الرومی المعروف یوسف افندی زادہؒ (۱۰۸۵ھ/۱۱۶۷ھ)

(۴) الشیخ عبدربہ بن محمد السجاعیؒ

(۵) الشیخ محمد الازبکاویؒ الازہری

(۶) الشیخ محفوظؒ برواق ابن معمر الازہریؒ

(۷) الشیخ عبداللہ الشماطی المغربیؒ

رحلتہ الی المدینۃ المنورہ (۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء)

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) متن الدرہ ضبطہ وصححہ وراجعہ محمد تمیم الزعبی ص ۱۲

(۲) الاعلام للزرکلی ج ۱ ص ۴۵۔ ج ۶ ص ۹۲

(۳) الامام المتولی ص ۱۰۸

(۴) الوجوہ المثانی حصہ اسناد ص ۲۲ مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

(۵) مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ ۲/۱/۲۳

(۶) فہرس المکتبۃ الازہریہ ۱/۶۵

نامور تلامذہ: الشیخ ابراہیم العبیدیؒ اور بہت سے دیگر ❶

بعض اسناد اور کتب میں شیخ موصوف کا نام عبدالرحمٰن اجہودی (بالدال المہملہ) تحریر ہے جو غلط ہے صحیح نام عبدالرحمٰن الاجہوری (بالراء المہملہ) ہے۔

(۱۰) الشیخ احمد البقریؒ

پورا نام: الشیخ المعمر العلامہ احمد بن رجب بن محمد البقری النحوی المعروف بابی السماح المصری الازہریؒ

استاذ محترم: الشیخ محمد البقریؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ عبدالرحمٰن الاجہوریؒ (۲) الشیخ عبدربہ بن محمد السجاعیؒ ❷

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) الوجوہ المثانی فی القراءات السبع (حصہ اسناد) مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی تھانویؒ

(۲) سند الضیاع فی متون الشاطبیہ والطیبہ والنشر فی القراءات العشر واتحاف فضلاء البشر

(۳) قواعد التجوید مؤلفہ الشیخ ابو عاصم عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری

(۴) الامام المتولی مؤلفہ الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری

(۵) الاعلام للزرکلی ۳۰۴/۳

(۶) الیواقیت الثمینہ ص ۱۹۸

(۷) متن طیبۃ النشر تصحیح الشیخ محمد تمیم الزعبی

❷ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) الاعلام للزرکلی ج ۱ ص ۱۲۵

(۲) متن طیبۃ النشر ص ۲۷ صححہ الشیخ محمد تمیم الزعبی

(۳) سند الضیاع فی متون الشاطبیہ والطیبہ والنشر فی القراءات العشر واتحاف فضلاء البشر

(۴) قواعد التجوید مؤلفہ ابو عاصم عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری

(۵) ہدایۃ القاری (حصۃ الاعلام) مؤلفہ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ

(۱۱)الشیخ محمد البقری ؒ

پورا نام: شمس الدین ابو الاکرام ابو عبداللہ محمد بن قاسم بن اسماعیل البقری البصیر الشافعی الازہری الصوفی الشناوی المصری ؒ الفرضی

سن ولادت: ۱۰۱۸ھ/۱۶۰۹ء

سن وفات: ۱۱۱۱ھ/۱۷۰۰ء

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی ؒ ۱۰۵۰ھ

(۲) الشیخ سلطان المزاحی المصری ۱۰۷۵ھ

(۳) الشیخ ابو عبداللہ علاء الدین البابلی ؒ ۱۰۷۷ھ

(۴) آپ کے چچا الشیخ موسیٰ بن اسماعیل البقری ؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ احمد البقری ؒ (۲) الشیخ علی بن سلیمان بن عبداللہ المنصوری (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) (۳) الشیخ عبدالخالق المنوفی الازہری المصری ؒ (۴) الشیخ محمد الازبکاوی الازہری ؒ (۵) الشیخ علی الرمیلی ؒ ❶

(۱۲)الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی ؒ

پورا نام: الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی الشافعی الازہری المصری بن الشیخ شحاذۃ الیمنی الشافعی ؒ

سن ولادت: ۹۷۵ھ

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) الاعلام للزرکلی ۶/۳۱۷

(۲) ہدایۃ القاری (حصۃ الاعلام) لعبدالفتاح العجمی المرصفی ؒ

(۳) الوجوہ الشافی فی القراءات السبع (حصہ اسناد) مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی صاحب تھانوی ؒ

(۴) شجرہ سبع قراءات مؤلفہ الشیخ القاری المقری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی ؒ

سن وفات: ۱۰۵۰ھ

اساتذہ کرام: (۱) آپ کے والد الشیخ شحاذۃ الیمنیؒ

(۲) الشیخ ابن عبدالحق السنباطیؒ

(۳) الشیخ النور علی بن محمد بن خلیل بن موسیٰ بن غانم المقدسی الانصاری الخزرجی الحنفی (۹۲۰۔۱۰۰۴ھ/۱۵۰۴۔۱۵۹۶م)

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ محمد البقریؒ (۲) الشیخ علی بن علی الشبر املسی ابوالضیاء نورالدین فقیہ الشافعی المصری (۹۹۷ھ۔۱۰۸۷ھ/۱۵۸۸۔۱۶۷۶م) ❶

الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ نے اپنے والد ماجد الشیخ شحاذۃ الیمنیؒ سے کس قدر پڑھا اس میں بہت اختلاف ہے۔

''دراسۃ العرفان فی شرح خلاصۃ البیان'' جو حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحبؒ کی تالیف ہے اور نزدیک زمانہ میں طبع ہو کر آئی ہے اس میں حضرت مولانا قاری عاشق الٰہی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''خلاصۃ الاثر ص ۳۵۸ ج ۲ میں حضرت عبدالرحمٰن یمنی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے اولاً اپنے والد گرامی شیخ شحاذۃ الیمنیؒ سے سبعہ قراءات پڑھیں جب آیت ''فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید'' الخ پر پہنچے تو ان کے والد گرامی کی وفات ہو

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) قواعد التجوید لابی عاصم عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری

(۲) شجرہ سبع قراءات للشیخ المقری ابومحمد محی الاسلام عثمانی پانی پتیؒ

(۳) ہدایۃ القاری (حصۃ الاعلام) لعبدالفتاح السید العجمی المرصفیؒ

(۴) الوجوہ الشافی فی القراءات السبع (حصہ اسناد) مؤلفہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ

(۵) الاعلام للزرکلی ج ۴ ص ۳۱۴

(۶) متن الدرہ والطیبہ صححہ محمد تمیم الزعبی۔

گئی۔ پھر انہوں نے از سر نو اپنے والد کے شاگرد شیخ احمد بن عبدالحق السنباطیؒ سے پڑھنا شروع کیا اولاً قراءات سبعہ کی پھر قراءات عشرہ کی تکمیل کی“ (دراسۃ العرفان فی شرح خلاصۃ البیان ص ۳۱۶)

مگر اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر کے مصنف الشیخ الدمیاطی موصوفؒ اپنی قراءات العشر کی سند کتاب مذکور میں اس طرح بیان فرمار ہے ہیں۔

”فاقول قرآء ت القرآن العظیم من اوله الی آخره بالقراء ات العشر بمضمون طیبة النشر المذكور بعد حفظها علی علامة العصر و الأوان الذی لم یسمح بنظیره ماتقدم من الدهور والازمان ابی الضیاء النور علی الشبرا ملسی بمصر المحروسة و قرأ شیخنا المذكور علی شیخ القراء بزمانه الشیخ عبد الرحمن الیمنی و قرأ الیمنی علی والده الشیخ شحاذة الیمنی و علی الشهاب احمد ابن عبد الحق السنباطی و قرأ السنباطی علی الشیخ شحاذة المذكور و قرأ الشیخ شحاذة علی الشیخ ابی النصر الطبلاوی و قرأ الشیخ الطبلاوی علی شیخ الاسلام زكریا الانصاری و قرأ الشیخ الاسلام علی الشخین البرهان القلقیلی و الرضوان ابی النعیم العقبی و قرأ كل منهما علی امام القراء و المحدثین محرر الروایات و الطرق ابی الخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری باسانیده المذكورة فی

نشرہ"(اتحاف فضلاء البشر فی القراء ات الاربع عشر ص ۹)

مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ نے اپنے والد گرامی شیخ شحاذۃ الیمنیؒ اور شیخ عبدالحق السنباطیؒ دونوں سے قراءات عشرہ میں استفادہ فرمایا ہے لہٰذا ہم اس کتاب میں شیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ کے بعد ان کے استاذ کے طور پر بلا واسطہ ان کے والد گرامی الشیخ شحاذۃ الیمنیؒ کا تذکرہ کریں گے اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ درج ذیل حضرات نے بھی بلا واسطہ اس سند کو ایسے ہی بیان فرمایا ہے۔

(۱) الشیخ محمد تمیم الزعبی

(دیکھو شیخ موصوف کے تصحیح کردہ متون شاطبیہ۔ الدرہ اور طیبۃ النشر)

(۲) الشیخ القاری المقری الاستاذی سیدی عبدالفتاح العجمی المرصفی المصری الازہری الشافعیؒ نور اللہ مرقدہ۔ (دیکھو حضرت استاذ نور اللہ مرقدہ کی ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری)

(۳) الشیخ علی محمد الضباع المصری شیخ القراء والمجودین دیار مصر۔ (دیکھو شیخ موصوف کے تصحیح کردہ متون الشاطبیہ وطیبۃ النشر والنشر فی القراءات العشر واتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر)

(۴) راقم کی روایت حفص اور قراءات سبع کی اسناد جو کہ الشیخ القاری المقری استاذی وسیدی اظہار احمد التھانویؒ نے عطا فرمائی نیز میرے شیخ استاذی وسیدی القاری المقری عبدالفتاح العجمی المرصفی المصری الازہری الشافعیؒ نے مجھے شاطبیہ۔ درہ اور طیبہ کی جو اسناد مرحمت فرمائیں۔

(۵) الشیخ القاری المقری خاتمۃ القراء فی الہند عبدالرحمٰن بن بشیر خان المکی الہ بادیؒ کی عطا فرمودہ اسناد۔ جن کی بعض اسناد کی نقول ہم تک پہنچی ہیں۔

(۶) الشیخ القاری عبدالوحید صاحب الہ بادی کی کتاب ہدیۃ الوحید فی علم التجوید میں

بیان کردہ سندات روایت حفص۔ سبع اور عشرہ

(۷) خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن میں بیان کردہ حضرت قاری ضیاء الدین احمد صدیقی صاحبؒ کی سند۔

(۸) الوجوہ الثانی فی القراءات السبع میں حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد اشرف علی تھانویؒ کی بیان کردہ سند۔

(۹) شیخ العرب والعجم القاری المقری محمد عبداللہ المکی شیخ القراءات مدرسہ صولتیہ المکۃ المکرمہ کی عطافرمودہ اسناد۔

(۱۰) الشیخ الدمیاطیؒ کی اپنی تصنیف متین اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر میں بیان کردہ سند۔

تلك عشرة كاملة۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنه)

سوال یہ ہے کہ ایک شاگرد اپنے استاذ سے کس قدر استفادہ کرے کہ وہ سند و اجازہ کا مستحق گردانا جائے گا۔ متاخرین علماء نے اس کے متعلق کوئی ضابطہ مقرر نہیں فرمایا مگر علامہ جزریؒ اپنی معرکۃ الاراء تالیف منجد المقرئین میں اس سے متعلق فرماتے ہیں۔

''مفرد قراءت پڑھانے کی صورت میں قرآن کی تقریباً ایک سو بیس آیات پڑھنا ضروری ہے جبکہ دو سے زیادہ قراءات پڑھنے کی صورت میں تقریباً دو سو چالیس آیات کا پڑھنا ضروری ہے۔

یہی بات علامہ سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں تحریر کی ہیں اس بیان کی روشنی میں بھی شیخ عبدالرحمن الیمنیؒ اپنے والد شیخ شحاذۃ الیمنیؒ سے سبع و عشرہ میں مجاز قرار پاتے ہیں۔

﴿نوٹ﴾ قارئین کی دلچسپی کے لیے یہاں ہم الشیخ ابن عبدالحق السنباطیؒ کا تذکرہ پیش کررہے ہیں۔

الشیخ السنباطیؒ

پورا نام: الشیخ احمد بن احمد بن عبدالحق السنباطی مصری الشافعیؒ

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ شحاذۃ الیمنی الشافعی المصریؒ۔ (۲) الشیخ یوسف جمال الدین بن زکریا الانصاری الشافعیؒ اور دیگر مشائخ عظامؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی الشافعی الازہریؒ (۹۷۵ھ۔ ۱۰۵۰ھ)
(۲) الشیخ سیف الدین بن عطاء اللہ ابوالفتوح الفضالی الشافعیؒ (۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء)

الامام المتولی کے مؤلف آپ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

"وهو و ابوه وجده كل واحد منهم يعرف بابن عبدالحق السنباطي' ولعل الذي قرأ على احمد بن اسد الاميوطي عن ابن الجزري هو والد شارح الشاطبيه. و العلم عند الله تعالى"۔

مزید معلومات کے لیے دیکھو:

(۱) شرح الشاطبیہ للسنباطی ق ۱ (خ) (۲) الکواکب السائرۃ ۱۳/۱۱۷ (۳) اجازۃ المتولی للبنا بالقراءات العشر ص ۴ (خ) (۴) اجازۃ المتولی لخلیفۃ بن فتح الباب ق ۲ (خ) (۵) فہرست الخزانۃ التیموریۃ ص ۱۴۳۔ ۱۴۴ (۶) الاعلام للزرکلی ۱/۹۲ (۷) اجازۃ السمنودی لایمن (خ) (۸) قواعد التجوید ص ۱۸ (۹) الامام المتولی للدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری ص ۱۰۰ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری میں استاذ گرامی قدر الشیخ القاری المقری عبد الفتاح العجمی المرصفی المصری الازہری الشافعی نور اللہ مرقدہ اور زمانہ حال کے استاذ

قراءات الشیخ محمد تمیم الزعبی صاحب اپنے تصحیح کردہ متون الدرة المضیئة وطیبة النشر میں اسناد کے ذیل میں ایک نہایت عالی سلسلہ سند بیان فرماتے ہیں جو اس طرح ہے:

(۱۲) الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی المصری الشافعی الازہریؒ (۹۷۵ھ۔۱۰۵۰ھ)

(۱۳) الشیخ النور الدین علی بن محمد بن خلیل بن موسیٰ بن غانم المقدسی الانصاری الخزرجی الحنفیؒ المصری (۹۲۰۔۱۰۰۴ھ/۱۵۱۴۔۱۵۹۶)

(۱۴) الشیخ المحب ابی الجود محمد بن ابراہیم السمدیسی الحنفیؒ (۸۵۳ھ۔۹۳۲ھ)

(۱۵) الشیخ شہاب احمد بن اسد الامیوطیؒ (۸۰۸ھ۔۸۷۲ھ)

(۱۶) الشیخ محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ (۷۵۱ھ۔۸۳۳ھ)

اس سلسلہ سند میں ایک واسطہ کم ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ سلسلہ سند عالی ہے۔

(محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

(۱۳) الشیخ شحاذة الیمنیؒ

پورا نام: الشیخ شحاذة الیمنی الازہری الشافعی ثم المصریؒ ❶

استاذ محترم: علامہ ناصر الدین محمد بن سالم الطبلاویؒ

نامور تلامذہ: (۱) آپ کے صاحبزادے الشیخ عبدالرحمٰن الیمنی بن الشیخ شحاذة الیمنی الشافعیؒ (۹۷۵ھ۔۱۰۵۰ھ)

❶ افسوس باوجود کوشش وسعی بسیار کے شیخ موصوف کا مکمل نام اور آپ سے متعلق دیگر معلومات دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ (آپ کی ایک مخطوط کتاب کے مسودے کا تذکرہ ملتا ہے جو کہ نون ساکن اور تنوین سے متعلق ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کی وفات المکة المکرمہ میں ہوئی اور وہیں آپ مدفون ہوئے۔ قرائن سے اندازہ ہوا ہے کہ آپ کی وفات ۹۸۸ھ سے ۹۹۵ھ کے درمیان میں ہوئی ہے۔ بشکریہ: برادرم فضیلة الشیخ القاری المقری محمد عبدالملک شہزادہ صاحب دامت برکاتہم صدر شعبہ تجوید وقراءات دارالعلوم کراچی) اہل علم حضرات سے تعاون کی استدعا ہے۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

(۲) الشیخ احمد بن احمد بن عبد الحق السنباطیؒ (۹۹۵ھ)

(۳) الشیخ سیف الدین بن عطاء اللہ ابو الفتوح الوفائی الفضالی المقری الشافعی البصیر شیخ القراء بمصر (۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱م)

اور بہت سے دیگر ❶

یاد رہے کہ بعض مصنفین حضرات نے شیخ موصوف کا نام بالخا المعجمہ شخاذۃ الیمنی تحریر کیا ہے۔ (دیکھو خلاصۃ البیان مؤلفہ الشیخ قاری ضیاء الدین صدیقی صاحب" وہدیۃ الوحید مؤلفہ الشیخ قاری عبدالوحید صاحب الہ بادیؒ والوجوہ الثانی مؤلفہ حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ) یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح نام الشحاذۃ الیمنی (بالحاء الغیر المنقوطہ) ہے۔ (اظہار احمد التھانویؒ)

یہاں ہم ایک غلطی کی طرف اشارہ کرتے چلیں جو کہ الامام المتولی کے مؤلف الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری نے اسناد میں کی ہے کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۰ پر مؤلف موصوف تحریر فرماتے ہیں:

"وھو علی سیف الدین الفضا لی وھو علی ابن عبد الحق السنباطی وھو علی زکریا الانصاری"۔

میرے خیال سے یہ سند اس طرح ہے:

"وھو علی سیف الدین الفضالی وھو علی ابن عبدالحق

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) متن الشاطبیہ والطیبہ تصحیح فرمودہ الشیخ علی محمد الضباعؒ

(۲) قواعد التجوید لعبد الفتاح القاری

(۳) شجرہ سبعہ قراءات للشیخ المقری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتیؒ

(۴) متن الشاطبیہ والدرہ والطیبہ تصحیح کردہ الشیخ محمد تمیم الزعبی۔

السنباطي وهو علي يوسف جمال الدين بن زكريا الانصاری

و هو علی والده الشیخ زکریا الانصاری وهو علی الشیخ

رضوان العقبی"۔

میں اپنے بیان کی تائید کے لیے دکتور ابراہیم موصوف ہی کی کتاب کے صفحہ ۱۱۰ سے اقتباس پیش کروں گا جس میں دکتور ابراہیم موصوف' شیخ احمد بن احمد بن عبدالحق السنباطیؒ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

"اخذ القراء ات عن جماعة من العلماء منهم: شحاذة

اليمنی' و یوسف بن زکریا الانصاری"۔

حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی الوجوہ الثانی میں شیخ عبدالحق السنباطیؒ کا استاذ شیخ زکریا الانصاریؒ کو تحریر فرمایا ہے غالب امکان یہی ہے کہ یہ سہو کتابت سے ہوا ہے۔ ایسے ہی حضرت تھانویؒ نے الوجوہ الثانی میں شیخ شحاذۃ الیمنی کا استاذ الشیخ عبدالحق السنباطیؒ کو تحریر فرمایا ہے یہ بھی سہو کتابت کا نتیجہ ہے۔

الشیخ المقری ابو محمد محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتیؒ اپنی کتاب شجرہ سبعہ قراءات میں فرماتے ہیں۔

آپ نے شیخ القراء مولانا شہاب الدین احمد بن عبدالحق السنباطی موصوفؒ سے آپ نے شیخ القراء مولانا جمال الدین یوسف زکریاؒ سے آپ نے اپنے والد ماجد شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابونعیم بن احمد عقبی موصوف سے۔ (دیکھو شجرہ سبعہ قراءات ص ۲۷)

یہاں شیخ جمال الدین یوسف بن زکریا الانصاریؒ کے والد گرامی شیخ زکریا الانصاریؒ کا نام حذف ہوا ہے اور اس کی جگہ ان کے والد گرامی کے استاذ شیخ القراء رضوان العقبیؒ کا نام تحریر ہو گیا ہے یہ بھی سہو کتابت کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا ہے۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

(۱۴) شیخ ناصر الدین الطبلاویؒ

پورا نام: علامہ ناصر الدین محمد بن سالم بن علی الشافعی الطبلاوی ابو النصر

سن وفات: ۹۶۶ھ/۱۵۵۹ء

اساتذہ کرام: (۱) شیخ الاسلام محمد زکریا الانصاریؒ (۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء)

(۲) علامہ جلال الدین السیوطیؒ

(۳) علامہ برہان القلقشندیؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ شحاذۃ الیمنی الشافعیؒ (۲) الشیخ علی احمد المسیری المصریؒ اور دیگر بہت سے۔ ❶

(۱۵) شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ

پورا نام: زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن شمس الدین محمد بن احمد الانصاری الخزرجی الشافعی السنیکی ثم القاہری الازہری شیخ الاسلام وقاضی القضاۃ

سن ولادت: ۸۲۳ھ/۱۴۲۰ء

سن وفات: جمعۃ المبارک ۴ ذی الحجہ ۹۲۶ھ/۱۵۲۰ء

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ رضوان بن محمد العقبیؒ (۸۵۲ھ)

(۲) ابو القاسم النویری المالکیؒ (۸۹۷ھ)

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے:

(۱) شذرات الذہب ج ۸ ص ۳۴۸

(۲) الاعلام للزرکلی ج ۶ ص ۱۳۴

(۳) متن الشاطبیہ تصحیح کردہ الشیخ علی محمد الضباع المصری

(۴) اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر ص ۹

(۵) الامام المتولی ص ۵۰ مؤلفہ الدکتور ابراہیم بن سعید الدوسری

(۳) الشیخ احمد بن اسد الامیوطیؒ (۸۰۸ھ۔۸۷۲ھ)

(۴) الشیخ احمد بن ابی بکر بن یوسف القلقیلیؒ (بعد ۹۰۲ھ)

(۵) الشیخ نور الدین علی بن محمد المخزومیؒ

نامور تلامذہ: (۱) آپ کے صاحبزادے جمال الدین یوسف بن زکریا الانصاریؒ (۲) ابوالنصر ناصر الدین محمد الطبلاویؒ (۳) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکیؒ الہیتمی مفتی حرم مکہ مکرمہ و شیخ القراء (م ۹۷۴ھ) دیکھو تذکرہ قاریان ہند

(۴) الشیخ عبدالمعطی بن الحسن بن عبداللہ المکی الہندیؒ (۹۰۵ھ۔۹۸۹ھ) ❶

(۱۶) شیخ الرضوان العقبیؒ

پورا نام: رضوان بن محمد بن یوسف العقبی الشافعی المصری ابونعیمؒ

سن ولادت: ۷۶۹ھ/۱۳۶۸م

سن وفات: ۸۵۲ھ/۱۴۴۸م

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) الرسالۃ الترمیسیہ فی اسناد القراءات العشریہ ص ۲ للشیخ محمد محفوظ بن عبداللہ الترمسیؒ

(۲) الدقائق المحکمہ شرح المقدمۃ الجزریہ تالیف شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ تحقیق الدکتور نسیب عبدالحمید نشاوی

(۳) شجرہ سبعہ قراءات از شیخ المقری ابو محمد محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتیؒ

(۴) متن الشاطبیہ تصحیح فرمودہ الشیخ علی محمد الضباعؒ

(۵) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری (حصۃ الاعلام) للشیخ المقری عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ

(۶) الاعلام للزرکلی ۳/۴۶

(۷) البدر الطالع ۱/۲۵۲۔۲۵۳

(۸) معجم المؤلفین ۴/۱۸۲

(۹) تذکرہ قاریان ہند ۲/۱۳۳۔۱۴۰

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ محمد بن محمد بن محمد الجزری ؒ (۸۳۳ھ)
(۲) الشیخ ابو اسحٰق التنوخی ؒ

نامور تلامذہ: (۱) شیخ الاسلام زکریا الانصاری ؒ (۲) محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی ؒ صاحب الضوالامع (۸۳۱ـ۹۰۲ھ/ ۱۴۲۷ـ۱۴۹۷م)

اور بہت سے دیگر ❶

شجرہ سبعہ قراءات میں شیخ المقری حضرت قاری محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ آپ کا نام اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ القراء مولانا رضوان الدین ابو نعیم بن احمد العقبی ؒ"۔

(دیکھو شجرہ سبعہ قراءات ص ۲۲ و ۲۷)

آپ نے علامہ جزری ؒ کے علاوہ علامہ ابو اسحٰق التنوخی ؒ سے بھی اجازت حاصل فرمائی جس کو حضرت قاری محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتی ؒ ذکر فرما رہے ہیں یہاں ہم افادہ کی غرض سے اس سند کو ذکر کرتے ہیں:

(۱۶) شیخ الرضوان العقبی ؒ

(۱۷) شیخ ابو اسحٰق التنوخی ؒ

---

❶ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) الضوالامع ۹/ ۲۲۶ـ۲۲۸

(۲) البدر الطالع ۲/ ۲۵۶ـ۲۵۷

(۳) معجم المؤلفین ۱۱/ ۲۸۶

(۴) الاعلام للزرکلی ۶/ ۱۹۴ـ۳/ ۲۷ـ۵/ ۲۹۷

(۵) قواعد التجوید مؤلفہ شیخ عبدالعزیز عبدالفتاح القاری

(۶) ہدایۃ القاری مؤلفہ شیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی ؒ

(۷) شجرہ سبعہ قراءات مؤلفہ شیخ ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی ؒ

(۱۸) محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی الحموی الشافعی بدر الدین ابو عبداللہ القاضی (۶۳۹ھ۔۷۳۳ھ/۱۲۴۱۔۱۳۳۳م)

(۱۹) الشیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوارث معین الدین ابو الفضل بن ابی المعالی المصری الانصاری ابن ازرق وابن فار اللبن (۶۶۴ھ) شیخ موصوف امام شاطبیؒ کے شاگردوں میں سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں۔

(۲۰) امام ابو القاسم فیرہ بن خلف الشاطبیؒ (۵۹۰ھ)

اس سلسلہ سند سے سند نہایت عالی ہو جاتی ہے اور علامہ شاطبیؒ تک واسطے بائیس سے کم ہو کر صرف بیس رہ جاتے ہیں مگر اس سند میں علامہ جزریؒ کا نام نامی نہیں ہے۔ ❶

ہماری اسناد میں چاہے وہ حضرت الاستاذ کی طرف سے عطا فرمودہ ہو یا کتب میں درج اسناد جیسے ہدیۃ الوحید، خلاصۃ البیان یا الوجوہ الثانی سب میں تحریر ہے کہ شیخ رضوان العقبیؒ نے شیخ ابو القاسم نویریؒ سے پڑھا اور شیخ نویریؒ نے پھر شیخ جزریؒ سے زانوے تلمذ طے کیا۔ حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے شیخ رضوان العقبیؒ حضرت جزریؒ کے بہت اجل تلامذہ میں سے ہیں جبکہ شیخ نویری ان سے عمر میں بھی کم ہیں نیز شیخ نویری نے علامہ جزریؒ سے استفادہ بھی ان کی عمر کے آخری حصہ میں کیا ہے ہم یہاں الشیخ محمد نویری کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

الشیخ محمد نویریؒ

پورا نام: ابو القاسم ابو الطاہر محب الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی العقیلی الشہیر النویری المالکی المصریؒ

---

❶ شجرہ سبعہ قراءات ص ۲۷۔۲۸

دیگر مراجع میں غایۃ النہایہ للامام الجزری۔ اور الاعلام للزرکلی شامل ہیں۔

سن ولادت: (۸۰۱ھ/۱۳۹۹م)

سن وفات: (۸۹۷ھ/۱۴۹۳م)

آپ نے قراءات حاصل کی محرر الفن الشیخ علامہ جزریؒ سے۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) الضوء اللامع ۹/۲۴۶۔۲۴۸ (۲) البدر الطالع ۲/۲۵۶۔۲۵۷ (۳) معجم المؤلفین ۱۱/۲۸۶ (۴) قواعد التجوید للشیخ عبدالعزیز عبدالفتاح القاری (۵) ہدایۃ القاری (حصۃ الاعلام) للشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ

غرض علامہ نویریؒ شارح الدرہ اور طیبہ علامہ رضوان العقبیؒ کے شیخ نہیں ہیں یہ فاش غلطی ہے اور یہ غلطی کس طرح ظہور پذیر ہوئی کوئی توجیہ سمجھ میں نہیں آتی صرف یہی بات ذہن میں آتی ہے کہ سند میں اس طرح تحریر ہوگا:

"وهو على زكريا الانصاری وهو على شيخين رضوان العقبی و ابو القاسم النويری وهما على الشيخ محمد الجزری"۔

اور کتابت کی غلطی سے یہ اس طرح ہوگیا:

"وهو على زكريا الانصاری وهو شيخ رضوان العقبی وهو ابو القاسم النويری وهو على الشيخ محمد الجزری"۔

ہمارے موقف کو تقویت اس بات سے ملتی ہے محقق وقت الشیخ علی محمد الضباع المصریؒ کے تصحیح کردہ متن شاطبیہ۔ متن طیبہ۔ النشر فی القراءات العشر اور اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر میں شیخ موصوف نے اپنی اسناد قرآءت بیان کی ہیں اور ان میں کہیں بھی یہ بات نہیں ملتی ہے کہ شیخ رضوان العقبیؒ بواسطہ علامہ نویریؒ کے علامہ جزریؒ کے شاگرد ہیں بلکہ سرے سے علامہ نویریؒ کا نام ہی سند میں مذکور نہیں۔

ہم محقق وقت الشیخ علی محمد الضباع المصریؒ کی بیان کردہ سند کو صحیح ترین تصور کرتے ہوئے اپنی اسناد سے یہ نام حذف کرنے پر مجبور ہیں۔ (اظہار احمد التھانویؒ)

نوٹ: میرے شیخ محترم نے الشیخ علی محمد الضباع المصریؒ کا نام تحریر فرمایا ہے راقم اس سلسلہ میں عرض گزار ہے کہ درج ذیل حضرات نے بھی علامہ نویریؒ کا نام سند میں درج نہیں فرمایا ہے۔

(۱) متون الشاطبیہ۔ الدرہ اور طیبۃ النشر۔ جن کی تصحیح کی ہے۔ الشیخ محمد تمیم الزعبی نے اور ان تینوں متون میں اپنی اسناد بیان کی ہیں۔ (۲) شجرہ سبعہ قراءات مؤلفہ شیخ المقری القاری ابو محمد محی الاسلام صاحب عثمانی پانی پتیؒ (۳) الامام المتولی مؤلفہ الدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری (۴) خاتمۃ القراء فی الہند الشیخ القاری المقری محمد عبدالرحمٰن بن بشیر خان المکی الہ بادیؒ کی عطا فرمودہ ایک قلمی سند جس میں حضرت شیخ نے ایک مقام پر زکریا الانصاریؒ کا استاذ شیخ رضوان العقبیؒ کو اور دوسرے مقام پر شیخ نویریؒ کو تحریر کیا ہے۔

(۵) اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر میں شیخ دمیاطیؒ نے ص ۹ پر اپنی جو سند بیان فرمائی ہے اس میں بھی علامہ نویریؒ کا نام نہیں ہے۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

(۱۷) شیخ محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ ❶

پورا نام: شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الشہیر بابن الجزریؒ

❶ علامہ جزری کی شخصیت وہ عظیم الشان عبقری شخصیت ہے جس سے تمام عالم منور ہوا کرنل قاری بسم اللہ بیگ لکھتے ہیں:

"شہنشاہ اکبر کے زمانے میں ایک بزرگ میاں نورالدین محمد نامی لاہور میں تھے جو صاحب سلسلہ اور مستند مقری تھے انہوں نے قرآءت حاجی ابراہیم سے۔ حاجی ابراہیم نے حاجی احمد سے اور حاجی احمد نے عبدالملک سے عبدالملک نے حافظ محمد جعفر سے اور حافظ جعفر نے علامہ شمس الدین جزریؒ سے سند حاصل کی۔ ان کی سکونت محلہ نو۔ زین کلالان۔ لاہور میں تھی میاں نورالدین محمد صاحب نے ایک رسالہ مفید القراء کے نام سے ۱۰۸۹ھ میں تحریر کیا۔ (تذکرہ قاریان ہند جلد ۲ ص ۱۵۳)

سن ولادت: ۲۵۔ رمضان المبارک ۷۵۱ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۱۳۵۰ء

سن وفات: ۹ ربیع الاول بروز جمعة المبارک ۸۳۳ھ بمطابق ۲ دسمبر ۱۴۲۹ء ❶

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ رضوان بن محمد العقبیؒ (۲) ابوالقاسم النویری المالکیؒ (۳) الشیخ احمد بن اسد الامیوطیؒ (۴) الشیخ احمد بن ابی بکر بن یوسف القلقیلیؒ (۵) الشیخ نور الدین علی بن محمد المخزومیؒ (۶) الشیخ محمود بن الحسین بن سلیمان الشیرازیؒ (۷) الشیخ ابوبکر بن مصبح الحمویؒ (۸) الشیخ نجیب الدین عبداللہ بن قطب بن الحسن البیہقیؒ (۹) الشیخ احمد بن محمود بن احمد الحجازیؒ (۱۰) الشیخ یوسف بن احمد بن یوسف الحبشیؒ اور آپ کے صاحبزادے (۱۱) ابوالفتح محمد الجزریؒ (۱۲) ابوالقاسم علیؒ (۱۳) ابوبکر احمدؒ (۱۴) ابوالخیر محمدؒ (۱۵) ابوالبقاء اسمٰعیلؒ (۱۶) ابوالفضل اسحاقؒ اور آپ کی صاحبزادیاں (۱۷) سلمٰیؒ (۱۸) فاطمہؒ (۱۹) عائشہؒ (۲۰) خدیجہؒ اور ان کے علاوہ بے شمار دیگر تلامذہ ❷

حضرت الاستاذ الشیخ القاری المقری عبدالمالک بن الشیخ جیون علی نور اللہ مرقدہ نے روایت حفص میں شیخ العرب والعجم القاری المقری محمد عبداللہ مکیؒ سے استفادہ فرمایا لہٰذا میرے اور علامہ جزریؒ کے درمیان روایت حفصؒ کی رو سے سولہ واسطے ہوتے ہیں۔

اور سبعہ وعشرہ قراءات میں شیخ محترم حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے اخذ و استفادہ فرمایا خاتمة القراء فی الہند الشیخ القاری المقری عبدالرحمٰن المکی سے لہٰذا میرے اور علامہ جزریؒ کے درمیان سترہ واسطے ہوئے۔ (اظہار احمد تھانوی عفی عنہ)

---

❶ آپ کے اساتذہ کرام بطریق شاطبیہ کے نام ہم اگلے باب میں تحریر کر رہے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

غایة النہایہ ج ۲ ص ۲۴۷

❷ مفصل سوانحی حالات اور دیگر معلومات کے لئے دیکھئے: (۱) الحصن الحصین مؤلفہ شیخ جزری (۲) شقائق النعمانیہ (۳) غایة النہایہ مؤلفہ شیخ جزری (۴) الحواشی المفہمہ مطبوعہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور۔

نوٹ: میرے شیخ محترم کے ان بیانات پر مزید اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگر ہم الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ کے حالات میں جو سند بیان کر کے آئے ہیں اس کو لیں تو شیخ محترم اور علامہ جزریؒ کے درمیان روایت حفص کی رو سے پندرہ واسطے اور سبع وعشرہ قراءات کے مطابق سولہ واسطے بنتے ہیں۔ اور اس طرح میرے شیخ محترم کی اسناد مزید عالی ہو جاتی ہیں۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

☆☆☆

باب دوم:

علامہ جزریؒ تا علامہ شاطبیؒ

علامہ جزری اپنی مشہور تصنیف "النشر فی القراءات العشر" میں شاطبیہ (حرز الامانی ووجہ التھانی فی القراءات السبع) کی پڑھائی کے متعلق حسب ذیل اسناد بیان فرما رہے ہیں:

سند (۱)

یہ تلاوتی اور روایتی دونوں طرح سے سند ہے۔

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابو الخیر شمس الدین۔ (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) عبد الرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابو محمد البغدادی الواسطی المصری الشافعی۔ (۷۰۲ھ/۷۸۱ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبد الخالق بن علی بن سالم بن مکی تقی الدین ابو عبد اللہ الصائغ المصری الشافعی۔ (۶۳۶ھ/۷۲۵ھ)

(۴) علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ بن حسان بن طوق بن سند بن علی بن الفضل بن علی بن عبد الرحمٰن بن علی بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشمؒ کمال الدین ابو الحسن بن ابی الفوارس الہاشمی العباسی الضریر المصری الشافعی داماد الشاطبی۔ (۵۷۲ھ/۶۶۱ھ)

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابو القاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی

الاندلسی۔(۵۳۸ھ/۵۹۰ھ)

علامہ جزریؒ النشر فی القراءات العشر میں فرماتے ہیں:

''یہ اس قدر عالی سند ہے کہ اب کوئی سند بھی اس سے اعلیٰ موجود نہیں ہے''۔

(النشر فی القراءات العشر ج ۱ص ۶۳)

سند (۲) (روایتی سند)

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین ۔ (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) محمد بن رافع بن ابی محمد ہجرس بن محمد بن شافع السلامی تقی الدین ابوالمعالی الدمشقی (۷۰۴ھ/۷۷۴ھ)

(۳) اسماعیل بن عثمان بن المعلم الرشید ابوالفداء الحنفی مفتی اہل اسلام م ۷۱۴ھ

(۴) علی بن محمد بن عبد الصمد بن عبد الاحد بن عبد الغالب بن عطاس علم الدین ابوالحسن الہمدانی السخاوی (۵۵۷ھ/۶۴۳ھ=۱۱۶۳/۱۲۴۵م)

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔(۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

سند (۳) (روایتی سند)

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابومحمد بن البغدادی الواسطی المصری الشافعی۔(۷۰۲ھ/۷۸۱ھ)

(۳) الحسن بن عبدالکریم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن فتح ابوعلی الغماری ثم المصری

بسبط زیادة۔۷۱۲ھ

(۴) محمد بن عمر بن یوسف ابوعبداللہ الانصاری القرطبی المقری الفقیہ الاندلسی المالکی۔۶۳۱ھ

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔(۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

سند(۴)(تلاوتی سند)

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) محمد بن رافع بن ابی محمد ہجرس بن محمد بن شافع السلامی تقی الدین ابوالمعالی الدمشق ثم المصری۔۷۱۲ھ

(۳) الحسن بن عبدالکریم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن فتح ابوعلی الغماری ثم المصری المعروف بسبط زیادة۔۷۱۲ھ

(۴) محمد بن عمر بن یوسف ابوعبداللہ الانصاری القرطبی المقری الفقیہ المالکی۔۶۳۱ھ

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔(۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

سند(۵)

یہ سند روایتی اور تلاوتی دونوں طرح سے ہے:

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) احمد بن الحسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد بن یوسف ابوالعباس الکفری

الحنفی قاضی القضاۃ دمشق (۶۹۱ھ/۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن یعقوب بن بدران العماد ابوعبداللہ الجرائدی۔ ۶۸۸ھ

(۴) علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ بن حسان بن طوق بن سند بن علی بن الفضل بن علی بن عبدالرحمٰن بن علی بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کمال الدین ابوالحسن بن ابی الفوارس الہاشمی العباسی الضریر المصری الشافعی صہر الشاطبی۔ (۵۷۲ھ۔ ۶۶۱ھ)

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔ (۵۳۸ھ۔ ۵۹۰ھ)

سند (۶)

یہ سند روایتی اور تلاوتی دونوں طرح سے ہے:

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) احمد بن الحسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد بن یوسف ابوالعباس الکفری الحنفی قاضی القضاۃ دمشق (۶۹۱ھ/۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن یعقوب بن بدران العماد ابوعبداللہ الجرائدی م ۶۸۸ھ

(۴) عیسیٰ بن مکی بن حسین بن یقظان بن ابی الحسن بن فتیان السدید ابوالقاسم ابوالروح بن ابی الحزم العامری المصری الشافعی امام الجامع الحاکمی۔ (۵۷۰ھ/۶۴۹ھ)

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی (۵۳۸ھ/۵۹۰ھ)

سند (۷)

یہ روایتی اور تلاوتی دونوں طرح کی سند ہے۔

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر م (۷۵۱ھ/۸۳۳ھ)

(۲) احمد بن الحسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد بن یوسف ابوالعباس الکفری الحنفی قاضی القضاۃ دمشق (۶۹۱ھ/۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن یعقوب بن بدران العماد ابوعبداللہ الجرائدی م ۶۸۸ھ

(۴) محمد بن قاسم بن فیرہ الجمال ابوعبداللہ بن خلف بن احمد بن الامام ابی القاسم الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی یعنی صاحبزادہ امام شاطبیؒ۔

(۵) امام القاسم بن فیرہ الجدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔ (۵۳۸ھ۔ ۵۹۰ھ)

اسناد شروح الشاطبیہ

(۱) فتح الوصید شرح شاطبیہ للامام السخاویؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) محمد بن رافع بن ابی محمد ہجرس بن محمد بن شافع السلامی تقی الدین ابوالمعالی الدمشقی (۷۰۴ھ/۷۷۴ھ)

(۳) اسماعیل بن عثمان بن المعلم الرشید ابوالفداء الحنفی ۷۱۴ھ

(۴) علی بن محمد بن عبدالصمد بن عبدالاحد بن عبدالغالب بن عطاس علم الدین ابوالحسن الہمدانی السخاوی صاحب الشرح (۵۵۸/ ۶۴۳ھ=۱۱۶۳/ ۱۲۴۵م)

(۵) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔ (۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

(۲) اللآلی الفریدہ فی شرح الشاطبیہ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر م۸۳۳ھ

(۲) محمد بن احمد بن علی بن الحسن بن جامع ابوالمعالی ابن اللبان الدمشقی (۷۱۵ھ/ ۷۷۶ھ)

(۳) عبداللہ بن عبدالمؤمن بن الوجیہ ھبۃ اللہ نجم الدین ابو محمد الواسطی (۶۷۱ھ/ ۷۴۰ھ)

(۴) احمد بن محمد بن احمد بن الحرو دق العماد ابوالعباس الواسطی م۷۰۶ھ

(۵) الحسین بن قتادۃ بن مزروع الرضی ابوعبداللہ العلوی الحسنی المدنی البغدادی م ۶۸۱ھ

(۶) محمد بن حسن بن محمد بن یوسف ابوعبداللہ الفاسی صاحب الشرح۔ ۶۷۲ھ

(۷) علی بن محمد بن موسیٰ بن احمد الجمال ابوالحسن بن ابی بکر التجیبی الشاطبی م۶۲۶ھ

(۸) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔ (۵۳۸ھ۔ ۵۹۰ھ)

(۳) ابراز المعانی شرح الشاطبیہ للشیخ ابوشامہ الدمشقی" و فتح الوصید شرح شاطبیہ للامام السخاوی"

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) احمد بن الحسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد بن یوسف ابوالعباس الکفری الحنفی (۶۹۱ھ/ ۷۷۶ھ)

(۳) انہوں نے اپنے والدگرامی

الحسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد بن یوسف ابوعبداللہ الحنفی الکفری الدمشقی القاضی (۷۱۹/۶۳۷ھ)

(۴) عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان ابوالقاسم المقدسی ثم الدمشقی الشافعی المعروف بابی شامہ صاحب شرح (۵۹۹۔۶۶۵ھ=۱۲۰۲۔۱۲۶۷م)

(۵) علی بن محمد بن عبدالصمد بن عبدالاحد بن عبدالغالب بن عطاس علم الدین ابو الحسن الہمدانی السخاوی (۵۵۸۔۶۴۳ھ=۱۱۶۳۔۱۲۴۵ھ)

(۶) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔(۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

(۴) کنز المعانی شرح الشاطبیہ للشیخ الجعبری۔(۵) جوہر النضید فی شرح القصید للشیخ ابن الجندی

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) ابوبکر بن ایدغدی بن عبداللہ الشمسی الشہیر بابن الجندی ویسمی عبداللہ م ۷۶۹ھ۔مولف شرح جوہر النضید

(۳) ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل بن ابی العباس العلامہ الاستاذ ابومحمد الربعی الجعبری السلفی صاحب الشرح کنز المعانی (۶۴۰ھ۔۷۳۲ھ/۱۲۴۲۔۱۳۳۲م)

(۴) عبداللہ بن ابراہیم بن محمود بن رفیعا ابومحمد الجزری الضریر شیخ القراء بالموصل م ۶۷۹ھ۔

(۵) عیسیٰ بن مکی بن حسین بن یقظان بن ابی الحسن بن فتیان السدید ابوالقاسم

ابوالروح بن ابی الحزم العامری المصری الشافعی امام الجامع الحاکمی۔۶۴۹ھ

(۵) عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس ابوعمرو بن الحاجب الکردی الاصل الدونی الاسنائی المولد الامام الفقیہ المالکی الاصولی النحوی المقری (۵۷۰ھ/۶۴۶ھ)

(۶) امام القاسم بن فیره الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی م (۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

(۶) شرح الشاطبیہ للشیخ جبارہ المقدسی

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) ابراہیم بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المؤمن بن سعید بن علوان بن کامل ابواسحاق الشامی الجزیری نزیل القاہرۃ (۷۰۹ھ/۸۰۰ھ)

(۳) احمد بن محمد بن عبدالولی بن جبارہ الامام ابی العباس المقدسی ثم الصالحی الحنبلی صاحب شرح۔۷۲۸ھ

(۴) الحسن بن عبداللہ بن ویحیان (بفتح الواو وسکون آخر الحروف وحاء مہملۃ مکسورۃ بعدھا آخر الحروف) الشیخ ابوعلی الراشدی التلمسانی نزیل مصر ۶۸۵ھ

(۵) علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ بن حسان بن طوق ابن سند بن علی بن الفضل بن علی بن عبدالرحمٰن بن علی بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہشام کمال الدین ابوالحسن بن ابی الفوارس الہاشمی العباسی الضریر المصری الشافعی صہر الشاطبی (۵۷۲ھ/۶۶۱ھ)

(۵) عبداللہ بن محمد بن عبد الوارث معین الدین ابوالفضل بن ابو المعالی المصری الانصاری المعروف بابن الازرق وبابن فار اللبن۔۶۶۴ھ

(۶)امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی۔(۵۳۸ھ۔۵۹۰ھ)

(۷)درة الفرید فی شرح القصید للشیخ الہمدانی":

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر شمس الدین (۷۵۱ھ/ ۸۳۳ھ)

(۲) عبدالوہاب بن یوسف بن ابراہیم بن بیرم بن بہرام بن بختیار بن السلار امین الدین ابومحمد (۶۹۸ھ/۷۸۲ھ)

(۳) یحیٰ بن احمد بن خذاذاذ (بالمعجمات) وحید الدین ابوحامد الخلاطی ثم الرومی الشافعی (۶۴۰ھ/۷۲۰ھ)

(۴) محمد بن محمد بن ابوعیسیٰ موسیٰ الشیخ صائن الدین الھذلی المصری ابوعبد اللہ (ویقال)ابوحامد ابوالمعالی المعروف بالصائن المقری شیخ بلاد الروم ۶۸۴ھ

(۵)المنتجب (بالجیم)بن ابی العز بن رشید منتجب الدین ابویوسف الہمذانی صاحب شرح۔۶۴۳ھ

(۶)علی بن محمد بن عبدالصمد بن عبدالاحد بن عبدالغالب بن عطاس علم الدین ابو الحسن الہمدانی السخاوی (۵۵۸ھ/۶۴۳ھ=۱۱۶۳/۱۲۴۵م)

(۷) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسی (۵۳۸ھ/۵۹۰ھ)

☆☆☆

تنقیحات

علامہ جزری کی قصیدہ ''الشاطبیہ'' کی اسناد اور اس کی شروح کی اسناد ہم نے پچھلے صفحات میں ذکر کی ہیں۔ شیوخ ائمہ کے مکمل نام ہم نے علامہ جزریؒ کی ''غایۃ النہایہ'' سے اکٹھے کئے ہیں۔ اب ہم یہاں ان اسماء شیوخ سے متعلق تنقیحات بیان کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ تنقیحات صرف انہی شیوخ سے متعلق ہوں گی جن پر اشکال وارد ہوئے ہیں۔

(۱) حضرت استاذ قاری عبدالمالک رحمہ اللہ کی سند روایت حفص۔ حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ کی کتاب ''ہدیۃ الوحید'' کے آخر میں درج سند۔ حضرت قاری ضیاء الدین احمد صدیقیؒ کی کتاب ''خلاصۃ البیان'' میں درج سند۔ حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد اشرف علی التھانوی نور اللہ مرقدہ کی کتاب ''الوجوہ الثانی'' کے آخر میں سند سے متعلق رسالہ اور زمانہ حال کے عظیم استاذ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ کی مشہور تصنیف ''ہدایۃ القاری'' میں درج ان کی روایت حفص کی سند میں سلسلہ سند اس طرح درج ہے۔

''شیخ محمد الجزری عن الشیخ ابن اللبان'' سو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ النشر فی القراءات العشر میں علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنی شاطبیہ کی اسناد جو نقل فرمائیں ہیں ان میں الشیخ ابن اللبان کا نام شامل نہیں ہے۔

علامہ جزری رحمہ اللہ نے متن الشاطبیہ اور اس کے مطابق قرآن جن شیوخ کو سنایا وہ ہم باب دوم کے سلسلہ سند (۱) تا سند (۷) اور قصیدہ شاطبیہ کی شرح للسخاوی میں بیان کر آئے ہیں۔

اور ان آٹھ سلسلہ ہائے اسناد میں علامہ جزری اور امام شاطبی کے درمیان صرف تین واسطے ہیں اور ان انتہائی اعلیٰ اسناد پر علامہ جزری موصوف کو بہت فخر تھا۔

البتہ حضرت ابن اللبان رحمہ اللہ کا نام شاطبیہ کی شرح ''اللآلی الفریدہ'' جو کہ شیخ ابو عبد

اللہ محمد بن حسن الفاسی ﷫ کی تالیف ہے اس میں ضرور آتا ہے۔

یاد رہے کہ النشر فی القراءات العشر میں شاطبیہ کی شروح کی اسناد حضرات شراح رحمہم اللہ اجمعین تک ہیں۔ ہم نے قارئین کی تفنن طبع کے لیے ان کو علامہ جزری کی غایۃ النہایہ سے مکمل تو کیا ہے مگر چونکہ یہ النشر میں بیان نہیں ہو رہی ہیں لہٰذا مستند متصور نہ ہوں گی۔ مستند اسناد صرف النشر میں بیان کردہ پہلی سات اسناد اور شرح شاطبیہ للشیخ سخاوی والی ہیں۔

(۲) اس کے بعد مذکورہ بالا کتب اور حضرت استاذ قاری عبدالمالک ﷫ کی عطا فرمودہ سند میں الشیخ احمد صہر الشاطبی کا نام درج ہے۔

سب سے پہلا اعتراض تو یہ وارد ہوتا ہے کہ امام شاطبی کے داماد کا مکمل نام جو ہم پچھلے صفحات میں درج کر کے آئے ہیں اس میں ان کا یا ان کے کسی بھی بزرگ کا نام ''احمد'' نہیں ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ یہ ناقلین کی غلطی سے ہوا ہوگا۔

یاد رہے کہ الشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفی ﷫ نے اپنی کتاب ''ہدایۃ القاری'' میں الشیخ کمال الدین العباسی صہر الشاطبی کا نام صحیح نقل کیا ہے۔

﴿نوٹ﴾ راقم یہاں عرض کرتا ہے کہ شیخ احمد صہر الشاطبی کے نام کا خلط ملط ہونا بظاہر دو شیوخ کے ناموں کا کافی حد تک مماثلت کی وجہ سے ہوا ہوگا۔ ایک تو شیخ ابوالحسن کمال الدین صہر الشاطبی ہیں جن کا نام ہم سندات مذکورہ میں تحریر کر آئے۔ ایک ان کے تقریباً ہم عصر اور کافی حد تک ان کے ہم نام و ہم کنیت ہیں الشیخ کمال الدین ابراہیم بن احمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن فارس ابواسحٰق التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی۔

کاتب نے کنیت سے دھوکہ کھا کر الشیخ احمد صہر الشاطبی تحریر کر دیا ہوگا۔ مذکورہ شیخ بھی علامہ جزری کے شیخ شیخ ہیں اور شیخ موصوف کا نام آگے چل کر الدرۃ المضیۃ کی اسناد میں بیان بھی ہوگا (دیکھو باب ہفتم)۔ واللہ اعلم۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

(۳) الشیخ ابن اللبان رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ صہر الشاطبی کو قرار دیا گیا ہے۔ یعنی

"عن الشیخ ابن اللبان عن الشیخ احمد صهر الشاطبی الخ"

حالانکہ تاریخی طور پر یہ ممکن نہیں کیونکہ الشیخ کمال الدین صہر الشاطبی کا سن وفات ۶۶۱ھ ہے۔ جبکہ شیخ ابن اللبان ۷۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔

لہٰذا سلسلہ سند علامہ جزری تا علامہ شاطبی وہی درست سمجھنے چاہیے جو النشر میں منقول ہیں۔ اور جن کو ہم سند نمبر(۱) تا سند نمبر(۷) اور شرح السخاوی میں بیان کر چکے ہیں۔

(۴) اسناد مذکورہ میں (ماسوائے الشیخ عبدالفتاح المرصفی) صہر الشاطبی کمال عباسیؒ کا شیخ علامہ شاطبیؒ کو نہیں بلکہ ان کا واسطہ حذف کر کے شاطبیؒ کے شیخ علی بن ہذیلؒ کو قرار دیا گیا ہے یہی غلطی ملا علی قاریؒ کی المنح الفکریہ شرح المقدمۃ الجزریہ اور شرح شاطبیہ میں اسناد کے بیان میں ہوئی ہے۔ جو صحیح نہیں یہاں بھی سمجھنا چاہیے کہ علامہ شاطبیؒ کا واسطہ ناقلین کی غلطی سے حذف ہوا ہے۔

پس اسناد کی صحیح صورت اس طرح ہے۔ جو کہ ہم باب دوم کے آغاز میں آٹھ اولین اسناد کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

﴿نوٹ﴾ ۱۹۹۸ء میں حضرت مولانا قاری محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کی خلاصۃ البیان کی شرح "الدراسۃ العرفان" چھپ کر منظر عام پر آئی اس کے صفحہ ۳۱۶ پر حضرت مولانا موصوفؒ تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذہن میں یہ القا ہوا کہ سند میں کچھ سقوط معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت امام جزریؒ اور شیخ ابی الحسن بن ہذیلؒ کے درمیان (جو حضرت امام شاطبیؒ کے شیخ ہیں) صرف دو واسطے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت امام شاطبیؒ کا اسم گرامی مذکور نہیں۔ جب تفتیش اور تلاش میں لگا تو معلوم ہوا کہ احمد صہر الشاطبی کوئی شخصیت ہی نہیں ہے جس کا اس سند سے تعلق ہو۔ غایۃ النہایہ للامام الجزریؒ کا مطالعہ کیا تو واضح ہوا کہ امام

جزریؒ کے شیخ ازہر بن اللبانؒ ہیں اور ان کے شیخ اسماعیل بن ابراہیم کردیؒ ہیں اور ان کے شیخ محمد بن احمد بن عبدالخالق" ہیں جو تقی الصائغ کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے شیخ علی بن شجاع بن سالم الہاشمی" ہیں جن کا لقب الکمال الضریر ہے۔الخ"

حضرت مولاناؒ کے اس بیان میں صہر الشاطبی کے نام کے متعلق احقر صحیح تحقیق درج کر چکا ہے جبکہ الشیخ ازہر بن اللبان رحمہ اللہ کا سند سے جو تعلق ہے وہ بھی اوپر مذکور ہو چکا۔ مولانا موصوف رحمہ اللہ نے جو سند ابن للبان رحمہ اللہ کی تحریر فرمائی وہ نہ تو بطریق شاطبیہ ہے اور نہ ہی بطریق التیسیر ۔لہٰذا یہاں حضرت مولانا سے تسامح ہوا ہے۔صحیح اسناد صرف وہی ہیں جو ہم باب دوم کے شروع میں بیان کر آئے ہیں۔

شیخ اسماعیل بن ابراہیم کردیؒ سے علامہ ابن اللبانؒ نے قرآءت سبع پڑھی ضرور ہے جیسا کہ علامہ جزریؒ نے غایۃ النہایہ میں لکھا ہے:

"وتلا السبع علی اسماعیل بن ابراھیم الکردی"

(الغایۃ النہایہ ج۲ص ۷۲)

مگر دلچسپ امر یہ ہے کہ علامہ جزریؒ نے النشر فی القراءات العشر میں بہت تفصیل سے مختلف اساتذہ سے قراءات کی جو کتب پڑھیں ان کی اسناد کتاب مذکورہ میں ذکر فرمائی ہیں ان میں سے بہت سی کتب قراءات علامہ جزریؒ نے شیخ ابن اللبانؒ سے پڑھی ہیں۔ مگر ابن اللبانؒ کے حوالے سے کسی بھی کتاب کی اسناد میں شیخ اسماعیل بن ابراہیم الکردیؒ کا نام شامل نہیں ہے۔

اہم نکتہ:

علامہ جزریؒ نے غایۃ النہایہ میں قراء و علماء کے حالات ذکر فرمائے ہیں اور ان حضرات کے حالات میں ضمنی طور پر بعض اسناد کا تذکرہ بھی کرتے گئے ہیں جس میں علامہ

جزریؒ نے بعض اساتذہ کرام سے پڑھنے کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ مگر مستند اور صحیح ترین اسناد کا بیان جس میں علوِ اسناد کا مقصد بھی مطلوب ہے وہ علامہ جزریؒ نے صرف النشر فی القراءات العشر میں بیان فرمائی ہیں۔ جن کو ہم نے باب دوم کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ اسناد کے سلسلے میں غایۃ النہایہ یا علامہ جزریؒ کی کسی اور کتاب کا حوالہ مستند تصور نہیں ہوگا۔ صحیح اور مستند ترین حوالہ صرف النشر فی القراءات العشر کا ہی سمجھا جائے گا۔ یاد رہے کہ علامہ جزریؒ نے تحبیر التیسیر میں بطریق الدرہ جو اسناد بیان فرمائی ہیں وہ بھی النشر فی القراءات العشر میں موجود ہیں۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو النشر فی القراءات العشر ج ۱ ص ۵۸ تا ۹۸) (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

اسناد شاطبیہ ماسواء علامہ جزریؒ

سند (۱)

(۱) الشیخ ابی النعیم رضوان بن محمد بن یوسف العقبیؒ الشافعی المصری (۷۶۹ھ/ ۸۵۲ھ=۱۳۶۸/۱۴۴۸ء)

(۲) ابو اسحٰق الشیخ تنوخیؒ

(۳) محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی الحموی الشافعی بدر الدین ابو عبد اللہ القاضی (۶۳۹ھ۔ ۷۳۳ھ/ ۱۲۴۱۔ ۱۳۳۳ء)

(۴) ھبۃ اللہ یا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوارث معین الدین ابو الفضل بن ابی المعالی المصری الانصاری یا بن الازرق و یا بن فار اللبن۔ ۶۶۴ھ

(۵) الامام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابو القاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی الاندلسی م (۵۳۸ھ/ ۵۹۰ھ)

یہ سند شیخ المشائخ القاری المقری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ کی کتاب

''شجرہ سبع قراءات'' سے نقل کی ہے۔ ایسی ہی ایک اور سند ہمیں شرح الشاطبیہ لملاعلی القاری اور المنح الفکریہ سے دستیاب ہوئی ہے۔ جو اس طرح ہے:

سند (۲)

(۱) عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین الخضیری السیوطی جلال الدین (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)

(۲) صالح بن عمر بن رسلان البلقینی الشافعی علم الدین شیخ الاسلام (۷۹۱۔۸۶۸ھ/ ۱۳۸۹۔۱۴۶۴ء)

(۳) ابراہیم بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المؤمن بن سعید بن علوان بن کامل ابواسحاق الشامی الجریری نزیل القاہرۃ

(۴) محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ الکنانی الحموی الشافعی بدرالدین ابوعبداللہ القاضی (۶۳۹ھ ۷۳۳ھ/ ۱۲۴۱۔۱۳۳۳ء)

(۵) عبداللہ بن محمد بن عبد الوارث معین الدین ابوالفضل بن ابی المعالی المصری الانصاری ابن الازرق وابن فاراللبن ۔۶۶۴ھ

(۶) الامام القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸ھ/۵۹۰ھ)

☆☆☆

باب سوم

علامہ شاطبیؒ تا علامہ دانیؒ

سند (۱)

(۱) القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی م (۵۳۸۔۵۹۰ھ/۱۱۴۴۔۱۱۹۴ء)

(۲) علی بن محمد بن علی بن ہذیل ابوالحسن البلنسی الاندلسی (۴۷۰ھ۔۵۶۴ھ/۱۰۷۷ء۔۱۱۶۹ء)

(۳) سلیمان بن النجاح ابوداؤد بن ابی القاسم الاموی مولی المؤید باللہ بن المستنصر الاندلسی م ۴۹۶ھ

(۴) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی مولاھم القرطبی المعروف بابن الصیرفی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

یہ وہ سند ہے جو واسطوں کے لحاظ سے مختصر اور نہایت عالی سند ہے۔ اور یہی سند متداول بھی ہے۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے دیگر شیوخ سے بھی استفادہ فرمایا ہے جن کا علامہ جزری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الغایۃ النہایہ'' میں ذکر فرمایا ہے نیز علامہ جزری انہیں النشر فی القراءات العشر میں بھی ذکر فرما رہے ہیں گویا یہ اسناد بھی درجہ استناد کی حامل ہیں۔

سند(۲)

(۱)القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی م (۵۳۸ـ۵۹۰ھ/۱۱۴۴ـ۱۱۹۴ء)

(۲)محمد بن علی بن ابی العاص ابوعبد اللہ النفزی الشاطبی المعروف بابن اللایہ (۵۵۰ھ/۱۱۵۵ء)

(۳) محمد بن الحسن بن محمد بن سعید ابوعبد اللہ الدانی المعروف ابن غلام الفرس (۴۷۲ھ/۵۴۷ھ)

(۴) سلیمان بن النجاح ابوداؤد بن ابی القاسم الاموی مولی المؤید باللہ بن المستعصر الاندلسی م۴۹۶ھ

(۵)عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی مولاھم القرطبی المعروف بابن الصیر فی (۳۷۱ـ۴۴۴ھ/۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

سند(۳)

(۱)القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی م (۵۳۸ـ۵۹۰ھ/۱۱۴۴ـ۱۱۹۴ء)

(۲)محمد بن علی بن ابی العاص ابوعبد اللہ النفزی الشاطبی المعروف بابن اللایہ (۵۵۰ھ/۱۱۵۵ء)

(۳)محمد بن الحسن بن محمد بن سعید ابوعبد اللہ الدانی الاندلسی المعروف ابن غلام الفرس (۴۷۲ھ/۵۴۷ھ)

(۴)علی بن عبدالرحمٰن بن احمد بن الدوش الشاطبی الاندلسی ابوالحسن م۔۴۹۶ھ

(۵)عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی مولاھم

القرطبی المعروف بابن الصیر فی (۳۷۱ـ۴۴۴ھ=۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

سند (۴)

(۱) القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸ـ۵۹۰ھ/۱۱۴۴ـ۱۱۹۴ء)

(۲) محمد بن علی بن ابی العاص ابوعبداللہ النفزی الشاطبی الاندلسی المعروف بابن اللایہ (۵۵۰ھ/۱۱۵۵ء)

(۳) محمد بن الحسن بن محمد بن سعید ابوعبداللہ الدانی المعروف ابن غلام الفرس (۴۷۲ھ/ ۵۴۷ھ)

(۴) یحیٰی بن ابراہیم بن ابوزید ابوالحسن اللواتی المرسی المعروف ابن البیاز الاندلسی م۔ ۴۹۶ھ

(۵) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی مولاھم القرطبی المعروف بابن الصیر فی (۳۷۱ـ۴۴۴ھ/۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

سند (۵) طریق ابن غضن (امام شاطبیؒ کی رو سے)

(۱) القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸ـ۵۹۰ھ/۱۱۴۴ـ۱۱۹۴ء)

(۲) محمد بن علی بن ابی العاص ابوعبداللہ النفزی الشاطبی الاندلسی المعروف ابن اللایہ م (۵۵۰ھ/۱۱۵۵ء)

(۳) محمد بن الحسن بن محمد بن سعید ابوعبداللہ الدانی الاندلسی المعروف ابن غلام الفرس (۴۷۲ھ/۵۴۷ھ)

(۴) عبدالعزیز بن عبدالملک بن شفیع ابوالحسن الاندلسی المری ابوالاصبغ (قبل ۴۳۰ھ/

۵۱۴ھ)

(۵) عبداللہ بن سہل بن یوسف ابومحمد الانصاری الاندلسی المرسی مقری الاندلس۔ ۴۸۰ھ

(۶) خلف بن غضن ابوسعید الطائی القرطبی مصدر خیر۔ ۴۱۷ھ

(۷) عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون بن المبارک ابوالطیب الحلبی المصری (۳۰۹ھ/ ۳۸۹ھ)

(۸) صالح بن ادریس بن صالح بن شعیب ابوسہل البغدادی الوراق۔ ۳۴۵ھ

(۹) علی بن سعید بن الحسن بن ذؤابة ابوالحسن البغدادی القزاز۔ م قبل ۳۴۰ھ

اور پھر اس سے آگے کے اسماء باب چہارم میں روایت قالون کی سند (۱) میں بیان ہو رہے ہیں۔

سند (۶) طریق طرسوی (امام شاطبیؒ کی رو سے)

(۱) الامام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸ـ۵۹۰ھ/۱۱۴۴ـ۱۱۹۴ء)

(۲) محمد بن علی بن ابی العاص ابوعبداللہ النفزی الشاطبی الاندلسی المعروف ابن اللایہ (۵۵۰ھ/۱۱۵۵ء)

(۳) محمد بن الحسن بن محمد سعید ابوعبداللہ الدانی الاندلسی المعروف ابن غلام الفرس (۴۷۲ھ/۵۴۷ھ)

(۴) عبدالعزیز بن عبدالملک بن شفیع ابوالحسن الاندلسی المری ابوالاصبغ (قبل ۴۳۰ھ/ ۵۱۴ھ)

(۵) عبداللہ بن سہل بن یوسف ابومحمد الانصاری الاندلسی المرسی مقری الاندلس۔

۴۸۰ھ

(۶) عبدالجبار بن احمد بن عمر بن الحسن ابو القاسم الطرسوسی المعروف الطویل۔ (۳۳۱ھ/۴۲۰ھ)

(۷) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابو احمد السامری البغدادی المقری اللغوی (۲۹۵ھ/۳۸۶ھ)

اس سے آگے یہ سند باب چہارم میں دوری بصری کی سند (۱) میں ابوبکر بن مجاہد سے مل جاتی ہے۔

درج بالا دو اسناد یعنی سند (۵) و سند (۶) بھی بطریق شاطبی ہیں مگر علو اسناد کے لحاظ سے صرف سند (۱) کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

علامہ شاطبیؒ کی دیگر اسناد

یہاں تک ہم نے وہ اسناد ذکر کی ہیں جو علامہ جزریؒ نے النشر فی القراءات العشر میں علامہ شاطبیؒ کی ذکر فرمائی ہیں۔ علامہ شاطبیؒ نے بعض دیگر اساتذہ سے بھی قرآءت کی کتب پڑھی ہیں جن میں امام ابوعبداللہ الاشبیلیؒ کی ''الکافی فی القراءات السبع'' اور امام احمد بن عمار المہدویؒ کی ''الہدایہ فی القراءات السبع'' شامل ہیں۔ ان کتب کے متعلق علامہ جزریؒ نے غایۃ النہایہ میں تصریح کی ہے جیسا کہ ''الکافی'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''و روی عنہ الحروف ابو القاسم الشاطبیؒ سماعًا من کتاب الکافی'' (غایۃ النہایۃ ص ۱۰۸ جلد ۲)

اور ''شرح الہدایہ'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''و روی عنہ الشاطبیؒ شرح الہدایۃ للمہدویؒ عن ابن عتاب عن غانم بن الولید عن المصنف'' (غایۃ النہایۃ ص ۵۵۳ ج ۲)

اور اسی طرح شرح الہدایہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"و روی عنہ الشاطبیؒ شرح الهدایة للمهدوی فی حیاته.

(غایة النهایة ص۲۸۸- ج ۱)

قارئین کی دلچسپی کے لیے اب ہم بالترتیب ان تینوں اسناد کو غایۃ النہایہ سے مکمل کر کے بیان کرتے ہیں یاد رہے کہ یہ اسناد صرف اضافہ معلومات کے لیے ہیں۔ کیونکہ مطلوب اور مستند اسناد صرف وہی ہیں جو النشر فی القراءات العشر۔ تحبیر التیسیر فی القراءات العشر کلاہما علامہ جزریؒ اور التیسیر فی القراءات السبع للشیخ دانیؒ میں درج ہیں۔

(۱) امام شاطبیؒ کی روایتی سند بابت کتاب الکافی فی السبع

(۱) القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابو القاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸-۵۹۰ھ/۱۱۴۴-۱۱۹۴ء)

(۲) محمد بن جعفر بن حمید بن مامون ابو عبداللہ الاموی البلنسی

(۳) محمد بن شریح بن احمد بن محمد بن شریح بن یوسف بن عبداللہ بن شریح ابو عبداللہ الاشبیلی مؤلف الکافی والتذکیر۔ (۳۹۲ھ-۴۷۶ھ/۱۰۰۲ء-۱۰۸۴ء)

(۲) امام شاطبیؒ کی روایتی سند بابت شرح الہدایہ فی القراءات السبع

(۱) القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابو القاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی (۵۳۸-۵۹۰ھ/۱۱۴۴-۱۱۹۴ء)

(۲) علی بن عبداللہ بن خلف بن النعمہ ابو الحسن الانصاری البلنسی

(۳) ابو محمد بن عتاب

(۴) غانم بن ولید المالقی المقری م

(۵) احمد بن عمار بن ابی العباس الامام ابو العباس المہدوی نسبہ الی المہدیۃ بالمغرب

وفات بعدہ ۴۳۰ھ مؤلف الہدایہ فی القراءات السبع وقد قرأت بھا وشرحھا فی شرح لطیف۔

(۳) امام شاطبیؒ کی روایتی سند بابت شرح الہدایہ فی القراءات السبع

(۱) القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی م

(۵۳۸ھ/۵۹۰ھ=۱۱۴۴-۱۱۹۴ء)

(۲) محمد بن یوسف بن مفرج بن سعادہ ابوبکر ابوعبداللہ الاشبیلی م ۶۰۰ھ

(۳) ابومحمد بن عتاب

(۴) غانم بن ولید المالقی المقری م

(۵) احمد بن عمار بن ابی العباس الامام ابوالعباس المہدوی نسبہ الی المہدیۃ بالمغرب وفات بعدہ ۴۳۰ھ مؤلف الہدایۃ فی القراءات السبع وقد قرأت بھا وشرحھا فی شرح لطیف۔

☆☆☆

باب چہارم

علامہ دانی سے قراءِ سبعہ تک

سندِ قرآءت امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱) تلاوتی سند روایت قالونؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاندلسی۔ (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء۔۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابو الفتح الحمصی الضریر المصری (۳۳۳ھ۔ ۴۰۱ھ)

(۳) عبد الباقی بن الحسن بن احمد بن محمد بن عبد العزیز بن السقا ابو الحسن الخراسانی الدمشقی (۳۳۳ھ/ ۳۸۰ھ)

(۴) ابراہیم بن عمر بن عبد الرحمٰن ابو اسحاق البغدادی م

(۵) احمد بن عثمان بن محمد بن جعفر بن بویان (بویان بموحدۃ مضمومہ ثم واو ثم آخر الحروف) ابو الحسین قطان مقری بغدادی م (۲۶۰ھ۔۳۴۴ھ)

(۶) احمد بن محمد بن یزید بن الاشعث بن حسان القاضی ابو بکر العنزی البغدادی المعروف بابی حسان م ۳۰۰ھ

(۷) محمد بن ہارون ابو جعفر الربعی الحربی البغدادی المروزی المعروف بابی نشیط البزاز م ۲۵۸ھ

(۸) عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبد الصمد بن عمر بن عبد اللہ الزرقی المری مولی بنی زہرہ ابو موسیٰ الملقب قالون صاحب الروایۃ (۱۲۰۔۲۲۰ھ)

(۹) امام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم ابورویم ابوالحسن ابوعبداللہ ابوعبدالرحمٰن اللیثی مولی جعونہ بن شعوب اللیثی (حلیف حمزہ بن عبدالمطلب) المدنی اصلہ الاصبھانی (۷۰ھ۔ ۱۶۹ھ)

(۲) روایتی سند بروایت قالونؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن محفوظ ابوعبداللہ المصری الجیزی القاضی (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن منیر ابوبکر الحرانی المعروف ابن ابی الاصبغ المالکی م۳۳۹ھ

(۴) عبداللہ بن عیسیٰ بن عبداللہ بن شعیب بن حبیب بن ماہان ابوموسیٰ القرشی المدنی المعروف بطیارہ نزیل مصر (۱۹۵ھ/ ۲۸۷ھ)

(۵) عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالصمد بن عمر بن عبداللہ الزرقی المری مولی بنی زہرہ ابوموسیٰ الملقب قالون صاحب الروایۃ (۱۲۰۔۲۲۰ھ)

(۶) امام نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم ابورویم ابوالحسن ابوعبداللہ ابوعبدالرحمٰن اللیثی مولی جعونہ بن شعوب اللیثی (حلیف حمزہ بن عبدالمطلب) المدنی اصلہ الاصبھانی م(۷۰ھ/ ۱۶۹ھ)

(۱) تلاوتی سند روایت ورشؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) خلف بن ابراہیم بن محمد بن جعفر بن حمدان بن خاقان ابوالقاسم الخاقانی (۴۰۲ھ/ ۱۰۱۱ء)

(۳) احمد بن اسامہ بن احمد بن عبدالرحمٰن بن ابی السمح التجیبی ابوجعفر المصری۔م ۳۵۶ھ

(۴) احمد بن محمد بن ابی الرجاء ابوبکر المصری م ۳۶۹ھ

(۵) اسماعیل بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن عبداللہ التجیبی ابوالحسن النحاس المصری م ۲۸۰ھ

(۶) یوسف بن عمرو بن یسار ابو یعقوب المدنی ثم المصری المعروف بالازرق (۲۴۰ھ/۸۵۴ء)

(۷) عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم ابوسعید ابوالقاسم ابوعمرو القرشی القبطی المصری المعروف بورش صاحب الروایۃ (۱۱۰۔۱۹۷ھ=۸۱۵۔۸۹۴م)

(۸) امام نافع عبدالرحمٰن بن ابی نعیم ابورویم ابوالحسن ابوعبداللہ ابوعبدالرحمٰن اللیثی مولی جعونہ بن شعوب اللیثی (حلیف حمزۃ بن عبد المطلب) المدنی اصلہ الاصبہانی (۷۰ھ/ ۱۶۹ھ)

(۲) روایتِ سند روایت ورشؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) خلف بن ابراہیم بن محمد بن جعفر بن حمدان بن خاقان ابوالقاسم الخاقانی (۴۰۲ھ/ ۱۰۱۱ء)

(۳) محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الانماطی

(۴) احمد بن اسحاق بن ابراہیم ابوجعفر الخیاط المعروف لاعسر

(۵) اسماعیل بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن عبداللہ التجیبی ابو الحسن النحاس المصری م ۲۸۰ھ

(۶) یوسف بن عمرو بن یسار ابو یعقوب المدنی ثم المصری المعروف بالازرق (۲۴۰ھ/۸۵۴ء)

(۷) عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم ابو سعید ابو القاسم ابو عمرو القرشی القبطی المصری المعروف بورش صاحب الروایۃ (۱۱۰۔۱۹۷ھ=۸۱۵۔۸۹۴ء)

(۸) امام نافع عبدالرحمٰن بن ابی نعیم ابو رویم ابو الحسن ابو عبداللہ ابو عبدالرحمٰن اللیثی مولی جعونہ بن شعوب اللیثی (حلیف حمزہ بن عبد المطلب) المدنی اصلہ الاصبہانی (۷۰ھ/۱۶۹ھ)

(۳) روایتی سند روایت ورش

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن محفوظ ابو عبداللہ المصری الجیزی القاضی (۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن ابراہیم بن محمد بن جامع السکری ابو العباس المصری م ۳۴۰ھ

(۴) بکر بن سہل بن اسماعیل ابو محمد الدمیاطی القرشی

(۵) عبد الصمد بن عبد الرحمٰن بن القاسم بن خالد بن جنادہ ابو الازہر العتقی المالکی المصری

(۶) عثمان بن سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سلیمان بن ابراہیم ابو سعید ابو القاسم ابو عمرو القرشی القبطی المصری المعروف بورش صاحب الروایۃ (۱۱۰۔۱۹۷ھ=۸۱۵۔۸۹۴ء)

(۷) امام نافع عبدالرحمٰن بن ابی نعیم ابورویم ابوالحسن ابوعبداللہ ابوعبدالرحمٰن اللیثی مولی جعونہ بن شعوب اللیثی (حلیف حمزہ بن عبدالمطلب) المدنی اصلہ الاصبہانی (۷۰ھ/ ۱۶۹ھ)

سندقرآءت امام ابن کثیر المکیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت بزی

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) عبدالعزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق بن محمد بن خواستی ابو القاسم الفارسی ثم البغدادی المعروف بابن ابی غسان م۴۱۳ھ

(۳) محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر بن سند ابوبکر الموصلی النقاش نزیل البغدادی (۲۶۶ھ۔۳۵۱ھ)

(۴) محمد بن اسحاق بن وہب بن اعین بن سنان ابوربیعۃ الربعی المکی المؤدب م۲۹۴ھ

(۵) احمد بن محمد بن عبداللہ بن القاسم بن نافع بن ابی بزۃ ابوالحسن البزی المکی صاحب الروایۃ مؤذن مسجد حرام (۱۷۰۔۲۵۰ھ)

(۶) وہب بن واضح ابوالاخریط ابوالقاسم المکی م۱۹۰ھ

(۶) عکرمہ بن سلیمان بن کثیر بن عامر ابوالقاسم المکی

(۷) عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن زیاد بن یسار المکی مولی عبداللہ بن عمیر اللیثی

(۸) اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ابواسحاق المخزومی المکی المعروف بالقسط (۱۰۰ھ/ ۱۷۰ھ)

(۹) امام عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز ابومعبد

المکی الداری مولیٰ عمر بن علقمۃ الکنانی (۴۵ھ۔۱۲۰ھ)

(۲) روایتی سند روایت بزیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء۔۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابو مسلم الکاتب البغدادی ثم المصری م ۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التیمی ابو بکر بن مجاہد البغدادی م ۳۲۴ھ/ ۹۳۵ء

(۴) مضر بن محمد بن خالد بن الولید ابو محمد الضبی الاسدی الکوفی

(۵) احمد بن محمد بن عبداللہ بن القاسم بن نافع بن ابی بزۃ ابو الحسن البزی المکی صاحب الروایۃ (۱۷۰۔۲۵۰ھ)

(۶) عکرمۃ بن سلیمان بن کثیر بن عامر ابو القاسم المکی ۔۱۹۰ھ

(۶) وہب بن واضح ابو الاخریط ابو القاسم المکی

(۶) عبداللہ بن زیاد بن عبداللہ بن زیاد بن یسار المکی مولی عبداللہ بن عمیر اللیثی

(۷) اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ابو اسحاق المخزومی المکی المعروف بالقسط

(۸) امام عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز ابو معبد المکی الداری مولیٰ عمر بن علقمۃ الکنانی م (۴۵ھ۔۱۲۰ھ)

(۱) تلاوتی سند روایت قنبلؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء۔۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابو الفتح الحمصی الضریر المصری (۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء)

(۳) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابو احمد السامری البغدادی نزیل مصر (۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء)

(۴) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی (۲۴۵ھ۔ ۳۲۴ھ)

(۵) محمد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن محمد بن سعید بن جرجۃ ابوعمر المخزومی المکی الملقب بقنبل م صاحب الروایۃ (۱۹۵۔۲۹۱ھ)

(۶) احمد بن محمد بن علقمۃ بن نافع بن عمر بن صبح بن عون ابوالحسن النبال المکی المعروف بالقواس م (۲۴۰ھ/۸۵۴ء)

(۷) وہب بن واضح ابوالاخریط ابوالقاسم المکی م۔۱۹۰ھ

(۸) اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ابواسحاق المخزومی المکی المعروف بالقسط

(۹) شبل بن عباد ابوداؤد المکی (۷۰ھ/ ۱۴۸ھ)

(۹) معروف بن مشکان ابوالولید المکی مقری مکۃ (۱۰۰ھ/ ۱۶۵ھ)

(۱۰) امام عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز ابومعبد المکی الداری مولی عمر بن علقمۃ الکنانی (۴۵۔۱۲۰ھ)

(۲) روایتی سند روایت قنبلؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری م (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی م (۳۲۴ھ/ ۹۳۰ھ)

(۴) محمد بن عبدالرحمٰن بن خالد بن محمد بن سعید بن جرجۃ ابوعمر المخزومی المکی الملقب بقنبل م صاحب الروایۃ (۱۹۵۔۲۹۱ھ)

(۵) احمد بن محمد بن علقمۃ بن نافع بن عمر بن صبح بن عون ابوالحسن النبال المکی المعروف بالقواس م (۲۴۰ھ/۸۵۴ء)

(۶) وہب بن واضح ابوالاخریط ابوالقاسم المکی۔۱۹۰ھ

(۷) اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ابواسحاق المخزومی المکی المعروف بالقسط

(۸) شبل بن عباد ابوداوٗد المکی (۷۰ھ/۱۴۸ھ)

(۸) معروف بن مشکان ابوالولید المکی مقری مکہ (۱۰۰/۱۶۵ھ)

(۹) امام عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز ابومعبد المکی الداری مولی عمر بن علقمۃ الکنانی (۴۵۔۱۲۰ھ=۶۶۵۔۷۳۸م)

سند قرآءت امام ابوعمرو بصریؒ

(ا) تلاوتی سند روایت دوری بصریؒ

(ا) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) عبدالعزیز بن جعفر بن محمد بن اسحاق بن محمد بن خواستی ابو القاسم الفارسی ثم البغدادی یعرف بابن ابی غسان م ۴۱۳ھ

(۳) عبدالواحد بن عمر بن محمد بن ابی ہاشم ابوطاہر البغدادی البزاز م ۳۴۹ھ

(۴) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی م (۳۲۴ھ/۹۳۵ء)

(۵) عبدالرحمٰن بن عبدوس ابوالزعراء ہمدانی الدقاق البغدادی م ۲۸۰ھ

(۶) حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابوعمر والدوری الازدی البغدادی النحوی الضریر نزیل سامرا صاحب الروایۃ (۱۵۰۔۲۴۶ھ)

(۷) یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ الامام ابو محمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی م (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)

(۸) امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن جلہمۃ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابوعمرو التمیمی المازنی البصری م (۷۰۔۱۵۴ھ)

(۲) روایتی سند روایت دوری بصریؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱ء۔۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابو مسلم الکاتب البغدادی ثم المصری م (۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء)

(۳) محمد بن احمد بن قطن بن خالد بن حیان ابوعیسیٰ الوکیل المؤدب السمسار البغدادی م (۳۲۵ھ/۹۳۶ء)

(۴) سلیمان بن خلاد ابوخلاد النحوی السامری۔۲۶۱ھ

(۵) حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابوعمر والدوری الازدی البغدادی النحوی الضریر نزیل سامرا م صاحب الروایۃ (۱۵۰۔۲۴۶ھ)

(۶) یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ الامام ابو محمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی م (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)

(۷) امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن

جہلمۃ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابوعمرو التمیمی المازنی البصری م (۷۰۔۱۵۴ھ)

اصول ادغام دوری بصریؒ ❶

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری م (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی م (۳۲۴ھ/ ۹۳۵ء)

(۴) عبدالرحمٰن بن عبدوس ابوالزعراء البغدادی م ۲۸۰ھ

(۵) حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابوعمرو الدوری الازدی البغدادی النحوی الضریر نزیل سامرام صاحب الروایۃ (۱۵۰۔۲۴۶ھ)

(۶) یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ الامام ابومحمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی م (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)

---

❶ بطریق شاطبیہ ادغام صرف امام ابوعمرو بصریؒ کے راوی اول سوسیؒ کے لیے ہے گو امام شاطبی نے بیان امام ابوعمرو بصریؒ کے لیے فرمایا ہے اس کی جو وجوہات ہیں وہ فن کی کتب میں موجود ہیں وہاں ملاحظہ کی جائیں لیکن یہ بات کہ بطریق شاطبی اصول ادغام صرف سوسیؒ کے لیے ہیں دوری بصریؒ کے لیے نہیں ایک مسلمہ حقیقت ہے جیسا کہ علامہ جزری بھی النشر فی القراءات العشر میں فرمارہے ہیں:

”ومنهم من خص به السوسی وحده کصاحب التیسیر و شیخه ابی الحسن طاهر بن غلبون و الشاطبی ومن تبعهم“ (النشر فی القراءات العشر للشیخ الجزری ج ۱ ص ۲۷۶)

(۷)امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن جلہمہ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابوعمرو التمیمی المازنی البصری م (۷۰۔۱۵۴ھ)

(۱) تلاوتی سند روایت سوسیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری محمد (۴۰۱ھ/ ۱۰۱۰ء)

(۳) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابواحمد السامری البغدادی نزیل مصر (۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء)

(۴) موسیٰ بن جریر ابوعمران الرقی الضریر المقری النحوی م ۳۱۶ھ

(۵) صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن الجارود بن مسرح الرستبی ابوشعیب السوسی الرقی م صاحب الروایۃ (۱۷۳۔۲۶۱ھ)

(۶) یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ الامام ابومحمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی م (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)

(۷) امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن جلہمہ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابوعمرو التمیمی المازنی البصری م (۷۰۔۱۵۴ھ/۶۹۰۔ ۷۷۱ء)

(۲) روایتی سند روایت سوسیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) خلف بن ابراہیم بن محمد بن جعفر بن حمدان بن خاقان ابوالقاسم الخاقانی (۴۰۲ھ/ ۱۰۱۱ء)

(۳) حسن بن حسین بن رشیق المعدل ابومحمد م ۳۴۰ھ

(۴) احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر ابوعبدالرحمٰن النسائی صاحب السنن۔ ۳۰۳ھ

(۵) صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن الجارود بن مسرح الرستغی ابوشعیب السوسی الرقی صاحب الروایہ (۱۷۳ـ۲۶۱ھ)

(۶) یحییٰ بن المبارک بن المغیرہ الامام ابومحمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی (۱۲۸ھ ـ ۲۰۲ھ)

(۷) امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن جلہمہ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم ابن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابوعمرو التیمی المازنی البصری م (۷۰ـ۱۵۴ھ/ ۶۹۰ـ ۷۷۱ء)

اصول ادغام روایت سوسیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء،۱۰۵۳ء)

(۲) طاہر بن عبدالمنعم بن عبید اللہ بن غلبون بن المبارک ابوالحسن الحلبی نزیل مصر م

(۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء)

(۳) عبداللہ بن المبارک ابو محمد

(۴) جعفر بن سلیمان ابو احمد ابو الحسین المشحلائی الحلمی م بعدہ ۳۳۰ھ

(۵) صالح بن زیاد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن الجارود بن مسرح الرستبی ابو شعیب السوسی الرقی م صاحب الروایۃ (۱۷۳۔۲۶۱ھ=۷۹۰۔۸۷۴م)

(۶) یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ الامام ابو محمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی النحوی (۱۲۸ھ۔۲۰۲ھ)

(۷) امام زبان بن العلاء بن عمار بن العریان بن عبداللہ بن الحسین بن الحارث بن جلہمہ بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان الامام السید ابو عمرو التیمی المازنی البصری م (۷۰۔۱۵۴ھ= ۶۹۰۔۷۷۱)

سند قرآءت امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ

(۱) تلاوتی سند روایت ہشام رحمہ اللہ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابو الفتح الحمصی الضریر المصری م (۴۰۱ھ/ ۱۰۱۰ء)

(۳) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابو احمد السامری البغدادی نزیل مصر (۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء)

(۴) محمد بن احمد بن عبدان الجزری م ۳۰۰ھ

(۵) احمد بن یزید بن ازداذ الصفار ابوالحسن الحلوانی م۲۵۰ھ

(٦) ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرۃ ابوالولید السلمی الظفری الدمشقی صاحب الروایۃ (۱۵۳ھ۔۲۴٦ھ)

(۷) صدقہ بن خالد ابوعثمان ابوالعباس الدمشقی اموی بولا مات سنۃ ثمانین ومائۃ

(۷) سوید بن عبدالعزیز بن نمیر ابومحمد السلمی مولاھم الواسطی قاضی بعلبک اربع وتسعین ومائۃ

(۷) عراک بن خالد بن یزید بن صالح بن صبیح بن جشم ابوالضحاک المری الدمشقی

(۷) ایوب بن تمیم بن سلیمان بن ایوب ابوسلیمان التمیمی الدمشقی (۱۱۰ھ۔۱۹۸ھ)

(۸) یحییٰ بن الحارث بن عمرو بن یحییٰ بن سلیمان بن الحارث ابوعمرو ابوعمر ابوعلیم الغسانی الذماری ثم الدمشقی م۔۱۴۸ھ

(۹) امام عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعۃ بن عامر بن عبداللہ بن عمران الیحصبی الدمشقی ابوعمران (۸۔۱۱۸ھ/ ٦۴۰۔۷۳٦ء)

(۲) روایتی سند روایت ہشامؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری م (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی م (۳۲۴ھ/ ۹۳۵ھ)

(۴) الحسین بن علی بن حماد بن مہران ابوعبداللہ ابوعلی الجمال الازرق الرازی ثم

القزويني م ۳۰۰ھ

(۵) احمد بن يزيد بن ازداذ الصفار ابوالحسن الحلوانی م ۲۵۰ھ

(۶) ہشام بن عمار بن نصير بن ميسرة ابوالوليد السلمي الظفری الدمشقی صاحب الروايۃ (۱۵۳ھ-۲۴۶ھ)

(۷) عراک بن خالد بن يزيد بن صالح بن صبيح بن خشم ابوالضحاک المری الدمشقی

(۷) صدقہ بن خالد ابوعثمان ابوالعباس الدمشقی اموی بولا مات سنۃ ثمانين ومائۃ

(۷) سويد بن عبدالعزيز بن نمير ابومحمد السلمي مولاهم الواسطی قاضی بعلبک م اربع و تسعين ومائۃ

(۷) ايوب بن تميم بن سليمان بن ايوب ابوسليمان التيمي الدمشقی (۱۱۰ھ-۱۹۸ھ)

(۸) يحيىٰ بن الحارث بن عمرو بن يحيىٰ بن سليمان بن الحارث ابوعمرو ابوعمر ابوعليم الغسانی الذماری ثم الدمشقی م ۱۴۵ھ

(۹) امام عبدالله بن عامر بن يزيد بن تميم بن ربيعۃ بن عامر بن عبدالله بن عمران اليحصبي الدمشقی ابوعمران (۸-۱۱۸ھ/ ۶۴۰-۷۳۶ء)

(۱) تلاوتی سند روايت ابن ذکوانؒ

(۱) عثمان بن سعيد بن عثمان بن سعيد بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی الاشبيلی (۳۷۱-۴۴۴ھ/ ۹۸۱، ۱۰۵۳ء)

(۲) عبدالعزيز بن جعفر بن محمد بن اسحاق بن محمد بن خواستی ابوالقاسم الفارسی ثم البغدادی المعروف بابن ابی غسان م ۴۱۲ھ

(۳) محمد بن الحسن بن محمد بن زياد بن هارون بن جعفر بن سند ابوبکر الموصلی النقاش نزيل البغدادی (۲۶۶ھ- ۳۵۱ھ)

(۴) ہارون بن موسیٰ بن شریک ابوعبداللہ التغلبی الاخفش الدمشقی (۲۰۰ھ۔۲۹۲ھ)

(۵) عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان بن عمرو بن حسان بن داؤد بن حسون بن سعد بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر ابوعمرو ابومحمد القرشی الفہری الدمشقی صاحب الروایۃ (۲۴۲ھ/۸۵۶ء)

(۶) ایوب بن تمیم بن سلیمان بن ایوب ابوسلیمان التمیمی الدمشقی (۱۱۰ھ۔۱۹۸ھ)

(۷) یحیٰ بن الحارث بن عمرو بن یحیٰ بن سلیمان بن الحارث ابوعمرو ابوعمر ابوعلیم الغسانی الذماری ثم الدمشقی م ۱۴۵ھ

(۸) امام عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعۃ بن عامر بن عبداللہ بن عمران الیحصبی الدمشقی ابوعمران (۸۔۱۱۸ھ/۶۴۰۔۱۳۶ء)

(۲) روایتی سند روایت ابن ذکوانؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی الاشبیلی م (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن المجاہد البغدادی (۳۲۴ھ/ ۹۳۵ھ)

(۴) احمد بن یوسف التغلبی ابوعبداللہ البغدادی

(۵) عبداللہ بن احمد بن بشیر بن ذکوان بن عمرو بن حسان بن داؤد بن حسون بن سعد بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر ابوعمرو ابومحمد القرشی الفہری الدمشقی م صاحب الروایۃ (۱۷۳۔۲۴۲ھ=۷۸۹۔۸۵۷)

(۶) ایوب بن تمیم بن سلیمان بن ایوب ابو سلیمان التمیمی الدمشقی (۱۱۰ھ۔۱۹۸ھ)

(۷) یحییٰ بن الحارث بن عمرو بن یحییٰ بن سلیمان بن الحارث ابو عمرو ابو عمرا بو علیم الغسانی الذماری ثم الدمشقی م ۱۴۵ھ

(۸) امام عبداللہ بن عامر بن یزید بن تمیم بن ربیعہ بن عامر بن عبداللہ بن عمران الیحصبی الدمشقی ابو عمران (۸۔۱۱۸ھ=۶۴۰۔۷۳۶م)

سندقرآءت امام عاصم کوفیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت شعبہ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱ء۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری (۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء)

(۳) عبدالباقی بن الحسن بن احمد بن محمد بن عبدالعزیز بن السقا ابوالحسن الخراسانی الدمشقی بعدہ ۳۸۰ھ

(۴) ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن احمد ابو اسحاق البغدادی

(۵) یوسف بن یعقوب بن الحسین بن یعقوب بن خالد بن مہران ابو بکر الواسطی یعرف بالاصم م ۳۲۳ھ

(۶) شعیب بن ایوب بن رزیق ابو بکر ابو ایوب الصریفینی م ۲۶۱ھ

(۸) شعبہ بن عیاش بن سالم ابو بکر الحناط الاسدی النہشلی الازدی الکوفی صاحب الروایۃ م (۹۵۔۱۹۳ھ=۷۱۴۔۸۰۹)

(۹) امام عاصم بن بہدلہ ابی النجود ابو بکر الاسدی الکوفی الحناط (۱۲۷ھ/۷۴۴ء)

(۲) روایتی سند روایت شعبہؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/۹۸۱ء، ۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری (۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء)

(۳) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابواحمد السامری البغدادی المصری (۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء)

(۴) احمد بن یوسف ابوبکر القافلانی

(۵) شعیب بن ایوب بن رزیق ابوبکر ابوایوب الصریفینی م ۲۶۱ھ

(۶) یحیٰی بن آدم بن سلیمان بن خالد بن اسید ابوزکریا الصلحی م ۲۰۳ھ

(۷) شعبہ بن عیاش بن سالم ابوبکر الحناط الاسدی النہشلی الکوفی صاحب الروایۃ (۹۵ـ۱۹۳ھ/۷۱۴ـ۸۰۹)

(۸) امام عاصم بن بہدلۃ ابی النجود ابوبکر الاسدی الکوفی الحناط (۱۲۷ھ/۷۴۵ء)

(۳) روایتی سند روایت شعبہؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی (۳۲۴ھ/ ۹۳۵ء)

(۴) ابراہیم بن احمد بن عمر بن حفص بن الجہم بن واقد بن عبداللہ بن حفص ابواسحاق

الوکیعی الضریر البغدادی م ۲۸۹ھ

(۵) احمد بن عمر بن حفص بن الجہم بن واقد بن عبد اللہ ابو ابراہیم ابو جعفر الوکیعی الضریر البغدادی م ۲۳۵ھ

(۶) یحییٰ بن آدم بن سلیمان بن خالد بن اسید ابو زکریا الصلحی م ۲۰۳ھ

(۷) شعبہ بن عیاش بن سالم ابو بکر الحناط الاسدی النہشلی الکوفی صاحب الروایۃ (۹۵۔۱۹۳ھ/۷۱۴۔۸۰۹ء)

(۸) امام عاصم بن بہدلہ ابی النجود ابو بکر الاسدی الکوفی الحناط (۱۲۷ھ/۷۴۴ء)

(۱) تلاوتی سند روایت حفصؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابو عمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) طاہر بن عبد المنعم بن عبید اللہ بن غلبون بن المبارک ابو الحسن الحلبی نزیل مصر (۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء)

(۳) علی بن محمد بن صالح بن ابی داؤد ابو الحسن الہاشمی الانصاری البصری الضریر بالجوخانی م ۳۶۸ھ

(۴) احمد بن سہل بن الفیر وزان ابو العباس الاشنانی (۳۰۷ھ/۹۱۹ء)

(۵) عبید بن الصباح بن ابی شریح بن صبیح ابو محمد النہشلی الکوفی ثم البغدادی م ۲۳۵ھ

(۶) حفص بن سلیمان بن المغیرۃ ابو عمر بن ابی داؤد الاسدی الکوفی الغاضری البزاز صاحب الروایۃ (۹۰۔۱۸۰ھ=۷۰۹۔۷۹۶م)

(۷) امام عاصم بن بہدلہ ابی النجود ابو بکر الاسدی الکوفی الحناط (۱۲۷ھ/۷۴۴ء)

تنقیحات روایت حفص

روایت حفص کی سند میں درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

(۱) صحیح نام احمد بن سہل بن الفیر وزان الشیخ ابو العباس الاشنانی ہے ہماری سندات میں احمد بن سہیل تحریر ہے جو غلط ہے۔

(۲) اسی طرح ہماری سند میں عبید الصباح تحریر ہے جو صحیح نہیں صحیح نام عبید بن الصباح بن ابی شریح بن صبیح ابو محمد النہشلی الکوفی ثم البغدادی ہے۔

(۳) علامہ جزری غایۃ النہایۃ میں رقمطراز ہیں:

"وسندنا الی حفص من طریقه عال جدا کما اخبرنی شیخنا الحسن بن احمد بن هلال بقرائتی علیه عن الامام ابی الحسن علی بن احمد المقدسی عن ابی المکارم اللبان عن الحداد عن ابن یزده عنه عن الاشنانی عن عبید بن الصباح عن حفص و هذه طریق اساوی فیها الشاطبی الخ" (غـاية النهاية ج ۱ ص ۵٦۸)

واقعی یہ سند عالی ہے علامہ شاطبیؒ اور علامہ جزریؒ دونوں سے حفص تک سات سات واسطے ہوتے ہیں۔

مگر یاد رہے کہ یہ سند بطریق شاطبی نہیں بلکہ بطریق طیبہ ہے۔ اور ہم اپنی اس کتاب میں بطریق شاطبی قراء سبعہ کی ..ر بطریق الدرہ قراء ثلاثہ کی اسناد بیان کر رہے ہیں۔

سند قرآءت امام حمزہ کوفیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت خلفؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

(۲) طاہر بن عبد المنعم بن عبید اللہ بن غلبون بن المبارک ابوالحسن الحلبی نزیل مصر (۳۹۹ھ/۱۰۰۸ء)

(۳) محمد بن یوسف بن نہار ابوالحسن الحرتکی البصری م ۳۷۰ھ

(۴) احمد بن عثمان بن محمد بن جعفر بن بویان ابوالحسین الخراسانی البغدادی (۲۶۰ھ ـ ۳۴۴ھ)

(۵) ادریس بن عبد الکریم الحداد ابوالحسن البغدادی (۱۸۹ھ ـ ۲۹۲ھ)

(۶) خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابومحمد الاسدی البزار (بالراء) البغدادی صاحب الروایۃ (۲۲۸ھ/۸۴۲ء)

(۷) سلیم بن عیسیٰ بن سلیم بن عامر بن غالب بن سعید بن سلیم بن داؤد ابوعیسیٰ ابومحمد الحنفی الکوفی (۱۳۰ـ۱۸۸ھ/ ۷۴۸ـ۸۰۴ء)

(۸) امام حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل ابوعمارہ الکوفی التیمی الزیات (۸۰ـ ۱۵۶ھ/ ۷۰۰ـ۷۷۲ء)

(۲) روایتی سند روایت خلفؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱ـ ۴۴۴ھ/۹۸۱ـ۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن الحسین ابو مسلم الکاتب البغدادی ثم المصری (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی (۳۲۴ھ/ ۹۳۵ء)

(۴) ادریس بن عبدالکریم الحداد ابوالحسن البغدادی (۱۸۹ھ۔۲۹۲ھ)

(۵) خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابومحمد الاسدی البزار البغدادی صاحب الروایۃ (۲۲۸ھ/ ۸۴۲ء)

(۶) سلیم بن عیسیٰ بن سلیم بن عامر بن غالب بن سعید بن سلیم بن داؤد ابوعیسیٰ ابومحمد الحنفی الکوفی (۱۳۰۔۱۸۸ھ/ ۷۴۸۔۸۰۴ء)

(۷) امام حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل ابوعمارہ الکوفی التمیمی الزیات (۸۰۔ ۱۵۶ھ/ ۷۰۰۔۷۷۲ء)

(۱) تلاوتی سندروایت خلادؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری (۴۰۱ھ/ ۱۰۱۰ء)

(۳) عبداللہ بن الحسین بن حسنون ابواحمد السامری البغدادی نزیل مصر (۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء)

(۴) محمد بن احمد بن ایوب بن الصلت بن شنبوذ ابوالحسن البغدادی م ۳۲۸ھ

(۵) محمد بن شاذان بن یزید ابوبکر الجوہری البغدادی (۱۹۵ھ۔۲۸۶ھ)

(۶) خلاد بن خالد ابوعیسیٰ ابوعبداللہ الشیبانی الصیرفی الکوفی صاحب الروایۃ (۲۲۰ھ/

۸۳۵ء)

(۷) سلیم بن عیسیٰ بن سلیم بن عامر بن غالب بن سعید بن سلیم بن داؤد ابوعیسیٰ ابومحمد الحنفی الکوفی (۱۳۰۔۱۸۸ھ/ ۷۴۸۔۸۰۴ء)

(۸) امام حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل ابوعمارہ الکوفی التیمی الزیات (۸۰۔۱۵۶ھ/ ۷۰۰۔۷۷۲ء)

(۲) روایتی سند روایت خلادؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔۴۴۴ھ/ ۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن الحسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی م ۳۲۴ھ

(۴) یحییٰ بن احمد بن ہارون البغدادی المعروف بحیون المزوق

(۵) احمد بن یزید بن ازداز الصفار ابوالحسن الحلوانی م ۲۵۰ھ

(۶) خلاد بن خالد ابوعیسیٰ ابوعبداللہ الشیبانی الصیرفی الکوفی صاحب الروایۃ (۲۲۰ھ/ ۸۳۵ء)

(۷) سلیم بن عیسیٰ بن سلیم بن عامر بن غالب بن سعید بن سلیم بن داؤد ابوعیسیٰ ابومحمد الحنفی الکوفی (۱۳۰۔۱۸۸ھ/ ۷۴۸۔۸۰۴م)

(۸) امام حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل ابوعمارہ الکوفی التیمی الزیات (۸۰۔۱۵۶ھ/ ۷۰۰۔۷۷۲م)

سند قرآءت امام کسائی کوفیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت ابوالحارثؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری (۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء)

(۳) عبدالباقی بن الحسن بن احمد بن محمد بن عبدالعزیز بن السقا ابوالحسن الخراسانی الدمشقی م بعدہ ۳۸۰ھ

(۴) زید بن علی بن احمد بن محمد بن عمران بن ابی بلال ابوالقاسم العجلی الکوفی م ۳۵۸ھ

(۵) احمد بن الحسن ابوالحسن البغدادی المعروف بالبطی م ۳۳۰ھ

(۶) محمد بن یحییٰ ابوعبداللہ الکسائی الصغیر البغدادی م ۲۸۸ھ

(۷) اللیث بن خالد ابوالحارث البغدادی المروزی النحوی صاحب الروایۃ م ۲۴۰ھ

(۸) امام علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی ابوالحسن الکسائی الکوفی (۱۱۹ھ۔۱۸۹ھ)

(۲) روایتی سند روایت ابوالحارثؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) محمد بن احمد بن علی بن حسین ابومسلم الکاتب البغدادی ثم المصری (۳۹۹ھ/ ۱۰۰۸ء)

(۳) احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد التمیمی ابوبکر بن مجاہد البغدادی (۳۲۴ھ/

۹۳۵ء)

(۴) محمد بن یحییٰ ابوعبداللہ الکسائی الصغیر البغدادی م ۲۸۸ھ

(۵) اللیث بن خالد ابوالحارث البغدادی المروزی النحوی صاحب الروایۃ م ۲۴۰ھ

(۶) امام علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی ابوالحسن الکسائی الکوفی (۱۱۹ھ۔۱۸۹ھ)

(۱) تلاوتی سندروایت دوری کسائیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) فارس بن احمد بن موسیٰ بن عمران ابوالفتح الحمصی الضریر المصری م (۴۰۱ھ/ ۱۰۱۰ء)

(۳) عبدالباقی بن الحسن بن احمد بن محمد بن عبدالعزیز بن السقا ابوالحسن الخراسانی الدمشقی م بعدہ ۳۸۰ھ

(۴) محمد بن علی بن الحسن بن الجلندا ابوبکر الموصلی م ۳۴۹ھ

(۵) جعفر بن محمد بن اسد ابوالفضل الضریر النصیبنی المعروف بابن الحمامی ۳۰۷ھ

(۶) حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابوعمرو الدوری الازدی البغدادی النحوی الضریر نزیل سامرا صاحب الروایۃ (۲۴۶ھ/ ۸۶۰ء)

(۷) امام علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی ابوالحسن الکسائی الکوفی (۱۱۹۔۱۸۹ھ)

(۲) روایتی سندروایت دوری کسائیؒ

(۱) عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی م (۳۷۱۔ ۴۴۴ھ/ ۹۸۱۔۱۰۵۳ء)

(۲) عبدالرحمٰن بن عمر بن محمد ابومحمد المعدل النحاس

(۳) عبداللہ بن احمد بن ذی زویۃ ابوعمر الدمشقی نزیل مصر م قبل ۳۲۰ھ

(۴) جعفر بن محمد بن اسد ابوالفضل الضریر النصیبنی یعرف با بن الحمامی ۳۰۷ھ

(۵) حفص بن عمر بن عبدالعزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابوعمر والدوری الازدی البغدادی النحوی الضریر نزیل سامرا صاحب الروایۃ (۲۴۶ھ/۸۶۰ء)

(۶) امام علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی ابوالحسن الکسائی الکوفی (۱۱۹ھ۔۱۸۹ھ)

یہاں پہنچ کر الحمدللہ قراءات سبع متواترہ کی سندات کا بیان ائمہ سبع تک مکمل ہوا اب آگے ہم قرآءت ثلاث متواترہ بطریق درہ کی سندات کا بیان شروع کریں گے۔

☆☆☆

باب پنجم

القرآءات الثلاث

للمتممة للقراءات العشر المتواترة بطريق الدرة

للشیخ محمد بن محمد بن محمد الجزریؒ

استاذ الاساتذہ حضرت قاری المقری عبدالمالک صاحب نوراللہ مرقدہ نے ۱۳۳۸ھ میں استاذ الاساتذہ حضرت قاری المقری عبدالرحمٰن مکی الہ بادی رحمہ اللہ سے سند فراغ قراءات سبع وعشرہ حاصل کی ہے۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادی کے پاس قراءات ثلاث کی دو اسناد تھیں ایک تو شیخ العرب والعجم حضرت قاری المقری محمد عبداللہ مہاجر مکیؒ صدر مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے واسطے سے اور دوسری حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ کے واسطے سے۔ ❶

❶ قال الشيخ القارى المقرى عبدالوحيد اله بادى في ذكره سند التجويد و القراء ات السبع و العشر المتواتره اخره كتاب هدية الوحيد:

"فقراته كلمه من اوله الى اخره برواية حفص ؒ من طريق الولى الشاطبى بالتجويد و الاتقان مع كتبه الورية اعنى المقدمة الجزريه و تحفة الاطفال و قصيدة الشاطبية وقصيدة الرائية فى الرسم العثمانيه و ايضًا بالسبعة المتواترة المشهورة بتمامها بعده على الشيخى و سندى مولانا القارى عبدالرحمن المكى الاله ابادى و على فخر العجم و سند العرب شيخنا و ملاذنا مولانا القارى عبدالله المكى المدرس الاول فى المدرسة الصولتية الواقعة فى المكة المعظمة زادها الله هو شرفا و تعظيمًا فاجازان بان اقرا و اقرى فى اى مكان حل و اى قطر انزل بشرائط المعتبرة عند علماء هذا الاثر و بعد ذلك حصلتنى الاجازة ولاسانيد العشرة المشهورة عن شيخنا و حضرتنا القارى عبدالله المكى المذكور المرحوم الخ." (هدية الوحيد ص ۴۷)

حضرت قاری عبداللہ مکی نور اللہ مرقدہ کی اسناد قراءات ثلاث تو تفصیل سے پیچھے بیان ہو چکی کیونکہ اس میں علامہ جزریؒ تک وہی اسماء شیوخ ہیں جو قراءات سبع میں مذکور ہو چکے۔ یہاں ہم قاری محمد غازی صاحبؒ کے واسطے والی سند بیان کرتے ہیں۔ اور بعد ازاں علامہ جزریؒ سے آئمہ ثلاث تک سندات ذکر کریں گے۔

سند القراءات الثلاث المتممۃ للقراءات العشر المتواترہ

(۱) الشیخ عبدالمالک بن الشیخ جیون علی م ۱۳۷۹ھ

(۲) الشیخ عبدالرحمٰن المکی الالہ بادی بن الشیخ محمد بشیر خان م ۱۳۴۹ھ

(۳) الشیخ محمد غازی

(۴) الشیخ محمد بن احمد المکی

(۵) الولی الصوفی محمد بن علی التونسی

(۶) الشیخ احمد بن محمد الماطری

(۷) الشیخ محمد بن محمد السماوی

(۸) الشیخ ابی العباس احمد السنان

(۹) الشیخ ابومحمد حمودۃ بن ادریس الشریف الحسنی

(۱۰) محمد بن الحرقانی البصیر الصفاقسی

(۱۱) محمد بن محمد الأقرانی

(۱۲) الشیخ سلطان بن احمد المزاحی المصری

(۱۳) الشیخ شمس الدین البصیر

(۱۴) الشیخ شحاذۃ الیمنی سابق الذکر

الشیخ الشحاذۃ الیمنی" پر آکر سلسلہ سند وہی ہو جاتا ہے جو پیچھے روایت حفص اور سند

قراءات سبع وثلاثہ کے ذیل میں ہم بیان کر آئے۔

تنقیحات سند قراءات ثلاث

حضرت الاستاذ قاری عبدالمالکؒ تا الشیخ شمس الدین البصیرؒ

اب سند کے ان اسماء پر تنقیح پیش کی جاتی ہے جو اس سند میں بیان ہو رہے ہیں۔

(۱) الشیخ محمد عبدالمالک صدیقیؒ حنفی بن شیخ جیون علی العلیگڑھی

سن پیدائش: ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء

سن وفات: ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ/۳۰ دسمبر بروز منگل ۱۹۵۹ء

روایت حفص: الشیخ المقری القاری محمد عبداللہ المکیؒ

قراءات سبع وعشرہ بطریق شاطبیہ ودرہ وطیبہ: الشیخ المقری القاری محمد عبدالرحمن المکی الہ بادیؒ ❶

(۲) الشیخ عبدالرحمن المکیؒ:

پورا نام: محمد عبدالرحمن المکی الحنفی الہ بادی بن محمد بشیر خانؒ

سن پیدائش: ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء

❶ تفصیل کے لیے دیکھیے (۱) سوانح امام القراء حضرت قاری محمد عبدالمالکؒ مولفہ قاری کرنل فیوض الرحمن صاحب (۲) فیضان رحمت سوانح حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ مؤلفہ جناب امداد صابریؒ (۳) القول الجمیل مخطوط مؤلفہ حضرت مولانا قاری المقری عبدالخالق سہارنپوریؒ (۴) راقم کو حضرت الاستاذؒ کی جانب سے عطا فرمودہ اسناد روایت حفصؒ۔ سبع وعشرہ قراءات (۵) وقوف المبتدی مؤلفہ قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی (۶) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل قاری بسم اللہ بیگ صاحبؒ

سن وفات: ۶ جمادی الاولی بروز منگل ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

اساتذہ کرام: روایت حفص۔ شاطبیہ۔ درہ۔ طیبۃ النشر: استاذ القراء والمجودین قاری المقری محمد عبداللہ مکیؒ

(۲) درہ وطیبۃ النشر: حضرت مولانا قاری محمد غازی صاحبؒ

نامور تلامذہ: (۱) حضرت قاری عبدالخالق سہارنپوریؒ (۲) حضرت قاری المقری محمد عبدالمالک صاحبؒ صدر المدرسین فرقانیہ لکھنو (۳) حضرت قاری ضیاء الدین احمد صدیقیؒ (۴) حضرت قاری عبدالوحید الہ بادیؒ (۵) حضرت قاری حفظ الرحمٰن پرتاب گڑھیؒ۔ (۶) حضرت قاری محمد نظرؒ۔ (۷) قاری مفتی محمد نصیر الدین نعمانیؒ اور دیگر بہت سے حضرات ❶

(۳) الشیخ محمد غازیؒ:

پورا نام: الشیخ محمد غازی خاں کیملپوری الحنفیؒ

---

❶ تفصیل کے لیے دیکھیے:

(۱) سوانح امام القراء حضرت قاری محمد عبدالمالک صاحبؒ مولفہ قاری کرنل فیوض الرحمٰن
(۲) فیضان رحمت سوانح حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ مؤلفہ جناب امداد صابریؒ
(۳) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل قاری بسم اللہ بیگ صاحبؒ
(۴) القول الجمیل مخطوط مؤلفہ حضرت مولانا قاری المقری عبدالخالق سہارنپوریؒ
(۵) وقوف المبتدی مؤلفہ قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی
(۶) فوائد مکیہ مع حاشیہ تعلیقات، الکیہ مطبوعہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور
(۷) مجموعہ نادرہ مطبوعہ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور
(۸) مہر منیر سوانح حضرت پیر مہر علی شاہؒ مؤلفہ مولانا فیض احمد فیض
(۹) مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی

سن پیدائش: ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء

سن وفات: ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۹ء

استاذ محترم: الشیخ محمد بن احمد المکیؒ

نامور تلمیذ: کتب تاریخ میں حضرت قاری محمد عبدالرحمٰن المکی الحنفی الہ بادیؒ اور قاری محبوب علی لکھنویؒ کے علاوہ کسی اور شاگرد کی تصریح نہیں ملتی ہے۔ ❶

(۴) الشیخ محمد بن احمد المکیؒ

پورا نام: الشیخ محمد بن احمد المکیؒ ❷

(۵) الولی الصوفی محمد بن علی التونسیؒ

پورا نام: الولی الصوفی ابوعبداللہ محمد بن علی السماتی التونسی المالکیؒ

استاذ محترم: الشیخ احمد بن محمد الماطریؒ ❸

(۶) الشیخ احمد بن محمد الماطریؒ

پورا نام: الشیخ ابوالعباس احمد بن محمد الماطری الحنفی المقریؒ

استاذ محترم: الشیخ محمد بن محمد السماریؒ ❹

---

❶ و ❷ تفصیل کے لیے دیکھئے: (۱) مہر منیر سوانح حضرت پیر مہر علی شاہؒ مؤلفہ مولانا فیض احمد فیض (۲) مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی (۳) حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کی جاری کردہ سند (۴) حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ کو شیخ محمد بن احمد المکیؒ نے جو سند جاری کی جس کا بیان مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی میں ہے۔ ❸ ، ❹ کی تفصیل ہم نے درج ذیل مراجع سے لی ہے:

(۱) مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی میں حضرت مولانا قاری محمد غازی صاحبؒ کی سند قراءات سبع وعشرہ۔

(۲) حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کی جاری کردہ سند برائے قراءات عشرہ

(۷) الشیخ محمد بن محمد السماوی (بالواوٗ)

پورا نام: الشیخ ابوعبداللہ محمد بن محمد السماریؒ (بالراء الغیر المنقوطہ) التونسی وشیخ الاقراء بتونس

استاذ محترم: الشیخ ابی العباس احمد السنانؒ ❶

(۸) الشیخ ابوالعباس احمد السنانؒ

پورا نام: الشیخ ابی العباس سیدی احمد السنانؒ التونسی شیخ الاقراء بتونس

استاذ محترم: الشیخ ابومحمد حمودہ بن ادریس الشریف الحسنیؒ ❷

(۹) الشیخ ابومحمد حمودہ بن ادریس الشریف الحسینیؒ (بالاضافۃ الیاء)

پورا نام: الشیخ ابومحمد حمودۃ بن محمد بن ادریس الشریف الحسنیؒ (بغیر الیاء) شیخ الاقراء بتونس

سن وفات: ۱۱۶۹ھ

استاذ محترم: الشیخ محمد بن الحرقانی البصیر الصفاقسیؒ ❸

---

❶ تا ❷ کی تفصیل ہم نے درج ذیل مراجع سے لی ہے:

(۱) مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی میں حضرت مولانا قاری محمد غازی صاحبؒ کی سند قراءات سبع وعشرہ۔

(۲) حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کی جاری کردہ سند برائے قراءات عشرہ

❸ حضرت مولانا قاری غازی صاحبؒ کو عطا کردہ سند کا عکس جو مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی میں موجود ہے۔ جبکہ شیخ حمودہ موصوف کا پورا نام تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل بسم اللہ بیگؒ سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سند جو حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ نے عشرہ قراءات میں ایک سند جو اپنے تلمیذ کو جاری کی ہے وہ بھی پیش نظر ہے۔

(۱۰) الشیخ محمد بن الحرفانی البصیر الصفاقسیؒ

پورا نام: الشیخ محمد بن الحرفانی البصیر الصفاقسی

سن وفات: ۱۱۵۴ھ

استاذ محترم: محمد بن محمد الافرانیؒ ❶

(۱۱) الشیخ محمد بن محمد الاقرانیؒ (بالقاف)

پورا نام: الشیخ محمد بن محمد الافرانی (بالفاء) المغربی السوسی المصریؒ

سن وفات: اواخر ذی القعدۃ الحرام ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۱ء۔ بوجہ طاعون

اساتذہ کرام: آپ نے اساتذہ کی کثیر تعداد سے استفادہ فرمایا جن میں الشیخ سلطان بن احمد المزاحیؒ بہت مشہور ہیں۔

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ محمد بن الحرفانی البصیر الصفاقسیؒ نزیل تونس ۱۱۵۴ھ

(۲) الشیخ علی بن محمد بن سلیم (یا سالم) ابوالحسن النوری الصفاقسیؒ (۱۰۵۳=۱۱۱۸ھ/ ۱۶۴۳۔۱۷۰۶ء) صاحب غیث النفع اور بہت سے دیگر حضرات ❷

---

❶ حضرت مولانا قاری غازی صاحبؒ کو عطا کردہ سند کا عکس جو مہر انور مؤلفہ محمد حسین گردیزی میں موجود ہے۔ جبکہ شیخ ممدوح موصوف کا پورا نام تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ کرنل بسم اللہ بیگؒ سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک سند جو حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ نے عشرہ قراءات میں ایک سند جو اپنے تلمیذ کو جاری کی ہے وہ بھی پیش نظر ہے۔

❷ مزید معلومات کے لیے دیکھئے:

(۱) غیث النفع علی الہامش سراج القاری للشیخ الصفاقسیؒ (۲) الاعلام للزرکلی (۳) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری للشیخ عبدالفتاح الرصفیؒ (۴) خلاصۃ الاثر (۵) اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر للشیخ احمد البناء (۶) الامام المتولی للدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری

(۱۲) الشیخ سلطان بن احمد المزاحیؒ

پورا نام: الشیخ سلطان بن احمد بن سلامہ بن اسماعیل المزاحی الشافعی الازہری المصریؒ شیخ الاقراء بالقاہرۃ

سن پیدائش: ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء

سن وفات: ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء

استاذ محترم: الشیخ سیف الدین الفضالیؒ

نامور تلامذہ: (۱) الشیخ احمد بن محمد بن احمد بن عبدالغنی الدمیاطی شہاب الدین المعروف بالبناء صاحب اتحاف فضلاء البشر (۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء)

(۲) علی بن سلیمان بن عبداللہ المنصوری المصری (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء)

(۳) سیدی محمد بن محمد الافرانی المغربی السوسی المصری (۱۰۸۱ھ/۱۶۷۱ء) اور بہت سے دیگر حضرات ❶

(۱۳) الشیخ شمس الدین البصیرؒ

پورا نام: علامہ سیف الدین بن عطاء اللہ ابوالفتوح الوفائی الفضالی البصیر الشافعی شمس الدین المصری شیخ القراء مصر

سن وفات: ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء

---

❶ مزید معلومات کے لیے دیکھیے:
(۱) غیث النفع علی الہامش سراج القاری للشیخ الصفاقسیؒ (۲) الاعلام للزرکلی (۳) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری للشیخ عبدالفتاح المرصفیؒ (۴) خلاصۃ الاثر (۵) اتحاف فضلاء البشر فی القراءات الاربع عشر للشیخ احمد البناء
(۶) الامام المتولی للدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری

اساتذہ کرام: (۱) الشیخ احمد بن احمد بن عبدالحق السنباطی الشافعی المصریؒ (۹۹۵ھ/ ۱۵۸۷ء)

(۲) الشیخ شحاذۃ الیمنی الازہری الشافعی المصریؒ

نامور تلامذہ: الشیخ سلطان بن احمد بن سلامہ بن اسماعیل المزاحی الشافعی الازہری المصری (۹۸۵ھ۔۱۰۷۵ھ/ ۱۵۷۷ء۔۱۶۶۴ء) اور بہت سے دیگر حضرات ❶

اس سے آگے الشیخ شحاذۃ الیمنی کا نام نامی ہے جن کے متعلق ہم باب اول کے تنقیحات میں تفصیلی حالات لکھ آئے ہیں۔

☆☆☆

❶ مزید معلومات کے لیے دیکھئے:

(۱) الاعلام للزرکلی ۳/ ۱۳۵ (۲) ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری للشیخ عبدالفتاح العجمی المرصفیؒ (۳) تذکرہ قاریان ہند مؤلفہ قاری کرنل بسم اللہ بیگؒ ۱/ ۶۶ (۴) خلاصۃ الاثر ۲/ ۲۲۰۔۲۲۱ (۵) معجم المؤلفین ۴/ ۲۸۸ (۶) الامام المتولی للدکتور ابراہیم بن سعید بن حمد الدوسری

باب ہفتم

علامہ جزریؒ سے ائمہ ثلاث تک

سند قرآءت امام ابوجعفر مدنیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت ابن وردانؒ

(۱) محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) عمر بن الحسن بن مزید بن امیلہ بن جمعہ ابوحفص المراغی الاصل الحلبی المحتد الدمشقی المزی (۶۸۰ھ/۷۷۸ھ)

(۳) علی بن احمد بن عبدالواحد ابوالحسن المقدسی السعدی المعروف ابن البخاری م ۶۹۰ھ

(۴) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰ھ۔۶۱۳ھ/۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۵) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط م ۵۴۱ھ

(۶) عبدالقاہر بن عبدالسلام بن علی الشریف ابوالفضل العباسی المکی (۴۹۳ھ/۱۱۰۰)

(۷) محمد بن الحسین بن محمد بن آذر بہرام ابوعبداللہ الکارزینی الفارسی (۴۴۰ھ/۱۰۴۸ کے بعد)

(۸) محمد بن احمد بن ابراہیم بن یوسف بن العباس بن میمون ابوالفرج الشنبوذی

الشطوی البغدادی (۳۰۰ھ۔۳۸۸ھ/۹۱۲۔۱۰۰۰ء)

(۹) محمد بن احمد بن ہارون ابوبکر الرازی البغدادی ۳۳۰ھ

(۱۰) الفضل بن شاذان بن عیسیٰ ابوالعباس الرازی (۲۹۰ھ/۹۰۲ء) ❶

(۱۱) احمد بن یزید بن ازداذ (یزداذ) الصفار ابوالحسن الحلوانی م ۲۵۰ھ

(۱۲) عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالصمد بن عمر بن عبداللہ الزرقی المری مولیٰ بنی زہرہ ابوموسیٰ الملقب قالون (۱۲۰۔۲۲۰ھ)

(۱۳) عیسیٰ بن وردان ابوالحارث المدنی صاحب الروایۃ م ۱۶۰ھ

(۱۴) امام یزید بن القعقاع ابوجعفر المخزومی المدنی التابعی م ۱۳۰ھ

(۲) روایتی سند روایت ابن وردان ؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) محمد بن عبدالرحمٰن بن علی بن ابی الحسن شمس الدین بن الصائغ الحنفی النحوی ابوعبداللہ (۷۰۴ھ۔۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعی (۶۳۶ھ۔۷۲۵ھ)

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابواسحاق کمال الدین التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی م (۵۹۶ھ۔۶۷۶ھ)

---

❶ مذکورہ نام التحبیر التیسیر میں شامل نہیں ہے دیکھو ص ۳۵ (تحقیق الشیخ عبدالفتاح القاضی المصریؒ والشیخ محمد الصادق القمحاوی) مگر النشر ج ۱ ص ۱۷۶ میں علامہ جزریؒ نے بیان فرمایا ہے اس لیے سند میں شامل کیا جارہا ہے۔

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰ھ۔۶۱۳ھ/۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۶) محمد بن عبدالملک بن الحسن بن خیرون بن ابراہیم ابومنصور البغدادی الدباس م ۵۳۹ھ

(۷) عبدالسید بن عتاب بن محمد بن جعفر بن عبداللہ الحطاب ابوالقاسم البغدادی الضریر م ۴۸۷ھ

(۸) محمد بن یاسین ابوطاہر البغدادی البزار المعروف بالحلبی م ۴۲۶ھ

(۹) محمد بن احمد بن ابراہیم بن یوسف بن العباس بن میمون ابوالفرج الشنبوذی الشطوی البغدادی (۳۰۰۔۳۸۸ھ/۹۱۲۔۱۰۰۰ء)

(۱۰) محمد بن احمد بن ہارون ابوبکر الرازی البغدادی م ۳۳۰ھ

(۱۱) الفضل بن شاذان بن عیسیٰ ابوالعباس الرازی (۲۹۰ھ۔۹۰۲ء)

(۱۲) احمد بن یزید بن ازداذ (یزداذ) الصفار ابوالحسن الحلوانی م ۲۵۰ھ

(۱۳) عیسیٰ بن مینا بن وردان بن عیسیٰ بن عبدالصمد بن عمر بن عبداللہ الزرقی المری مولیٰ بنی زہرۃ ابوموسیٰ الملقب قالون (۱۲۰۔۲۲۰ھ)

(۱۴) عیسیٰ بن وردان ابوالحارث المدنی صاحب الروایۃ م ۱۶۰ھ

(۱۵) امام یزید بن القعقاع ابوجعفر المخزومی المدنی التابعی م ۱۳۰ھ

(۱) تلاوتی سند روایت ابن جماز

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر الشافعی الدمشقی م (۷۵۱۔۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن فلاح بن محمد بن حاتم بن شداد بن مقلد بن غنایم

ابواسحاق الاسکندری الجذامی م (۶۹۴ھ۔۷۸۰ھ)

(۳) عمر بن غدیر بن القواس ابوحفص الدمشقی

(۴) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰ھ۔۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶۔ ۱۲۱۷ء)

(۵) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط م ۵۴۱ھ

(۶) محمد بن الحسین بن بندار ابوالعز الواسطی القلانسی ابومحمد (۴۳۵۔۵۲۱ھ/ ۱۰۴۳۔ ۱۱۲۷ء)

(۷) یوسف بن علی بن جبارۃ بن محمد بن عقیل بن سوادۃ ابوالقاسم الہذلی الیشکری (۳۹۰۔۴۶۵ھ/ ۹۹۹۔۱۰۷۳ء)

(۸) منصور بن احمد ابونصر القہندزی الہروی نزیل غزنی

(۹) علی بن محمد بن الحسن بن محمد ابوالحسن الخبازی الجرجانی نزیل نیشاپور م ۳۹۸ھ

(۱۰) محمد بن عبدالرحمٰن بن الفضل ابوبکر الجوہری

(۱۱) محمد بن احمد بن الحسن بن عمر ابوبکر ابوعبداللہ الثقفی الاصبہانی الاشنانی المعروف بالکسائی م ۳۴۷ھ

(۱۲) محمد بن عبداللہ بن شاکر ابوبکر الضریر ابوعبداللہ الرملی الصیرفی

(۱۳) احمد بن سہل ابوالعباس المعروف بالطیان

(۱۴) موسیٰ بن عبدالرحمٰن ابوعمران الخزاز الاصبہانی البزاز

(۱۵) محمد بن عیسیٰ بن ابراہیم بن رزین ابوعبداللہ التیمی الاصبہانی م ۲۵۳ھ

(۱۶) سلیمان بن داؤد بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابوایوب الہاشمی البغدادی م ۲۱۹ھ

(۱۷) اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر الانصاری مولاھم ابو اسحاق ابوابراہیم المدنی م ۱۸۰ھ

(۱۸) سلیمان بن مسلم بن جماز۔ یا۔ سلیمان بن سالم بن جماز ابو الربیع الزہری مولاہم المدنی صاحب الروایۃ م ۱۷۰ھ

(۱۹) امام یزید بن القعقاع ابوجعفر المخزومی المدنی التابعی م ۱۳۰ھ

(۲) روایتی سند روایت ابن جماز

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر الشافعی الدمشقی م (۷۵۱۔ ۸۳۳ھ/ ۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) محمد بن عبدالرحمٰن بن علی بن ابی الحسن شمس الدین بن الصائغ الحنفی النحوی ابوعبداللہ (۷۰۴۔۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعی (۶۳۶۔۷۲۵ھ)

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابواسحاق کمال الدین التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی (۵۹۶ھ۔۶۷۶ھ)

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰۔۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶۔ ۱۲۱۷ء)

(۶) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط م ۵۴۱ھ

(۷) احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار ابوطاہر البغدادی الحنفی (۴۱۲۔۴۹۶ھ/ ۱۰۲۱۔۱۱۰۰ء)

(۸) ابی الحسن بن ابی الفضل الشیخ ابوعلی الشرمقانی ❶ م ۴۵۱ھ

(۹) محمد بن عبداللہ بن احمد بن القاسم بن المرزبان بن شاذان ابوبکر الاصبہانی الاعرج المعروف ابوشیخ نزیل بغداد م ۲۹۰ھ

(۱۰) محمد بن احمد بن عمر بن یوسف ابوعمر الاصبہانی الخرقی الضریر

(۱۱) محمد بن جعفر بن محمود ابوعبداللہ الاشنانی الادمی

(۱۲) محمد بن احمد بن الحسن بن عمر ابوبکر ویقال ابوعبداللہ الثقفی الاصبہانی الاشنانی المعروف بالکسائی ❷ م ۳۴۷ھ

(۱۳) محمد بن عبداللہ بن شاکر ابوبکر الضریر ابوعبداللہ الرملی الصیرفی

(۱۴) احمد بن سہل ابوالعباس المعروف بالطیان

(۱۵) موسیٰ بن عبدالرحمٰن ابوعمران الخزاز الاصبہانی البزاز

(۱۶) محمد بن عیسیٰ بن ابراہیم بن رزین ابوعبداللہ التیمی الاصبہانی م ۲۵۳ھ

(۱۷) سلیمان بن داؤد بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس ابوایوب الہاشمی البغدادی م ۲۱۹ھ

(۱۸) اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر الانصاری مولاہم ابواسحاق ابوابراہیم المدنی م ۱۸۰ھ

(۱۹) سلیمان بن مسلم بن جماز ۔ یا۔ سلیمان بن سالم بن جماز ابو الربیع الزہری مولاہم المدنی صاحب الروایۃ م ۱۷۰ھ

(۲۰) امام یزید بن القعقاع ابوجعفر المخزومی المدنی التابعی م ۱۳۰ھ

---

❶ امام موصوف کا نام تحبیر التیسیر اور غایۃ النہایہ میں ''الحسن'' بغیر ''ابی'' کے تحریر ہے مگر النشر میں ''ابی الحسن'' تحریر ہے لہٰذا النشر کی اتباع میں اس طرح لکھا گیا۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے النشر ۱/۱۷۶۔ تحبیر التیسیر ص ۳۶۔ غایۃ النہایہ ۱/۲۲۷

❷ مذکورہ نام تحبیر التیسیر میں شامل نہیں دیکھو ص ۳۶ مگر النشر فی القراءات العشر میں علامہ جزریؒ اپنی سند میں اسے ذکر فرما رہے ہیں دیکھو ج ا ص ۱۷۶۔ (محمد ادریس العاصم عفی عنہ)

سند قرآءت امام یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ

(ا) تلاوتی سند روایت رویس رحمہ اللہ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی م (۷۵۱۔ ۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) احمد بن محمد بن الخضر بن مسلم شہاب الدین الصالحی الحنفی ابوالعباس م ۷۸۰ھ

(۳) احمد بن ابی طالب ابن ابی النعم بن الحسن الصالحی ابوالعباس

(۴) ابوطالب عبداللطیف بن محمد بن القبیطی

(۴) انجب بن ابی السعادات الحمامی ❶

(۵) ابوبکر احمد بن المقرب بن الحسین بن الحسن الکرخی

(۶) احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار ابوطاہر البغدادی الحنفی (۴۱۲۔۴۹۶ھ/ ۱۰۲۱۔۱۱۰۰ء)

(۷) علی بن محمد بن علی بن فارس ابوالحسن الخیاط البغدادی ۴۵۰ھ

(۸) علی بن احمد بن عمر بن حفص بن عبداللہ ابوالحسن الحمامی شیخ العراق

(۹) عبداللہ بن الحسن بن سلیمان ابوالقاسم البغدادی المعروف النخاس (بالنون وبالخاء المعجمۃ) (۲۹۰ھ۔۳۶۸ھ)

(۱۰) محمد بن ہارون بن نافع بن قریش بن سلامۃ ابوبکر الحنفی البغدادی المعروف بالتمار مقری البصرۃ م ۳۱۰ھ

---

❶ تحبیر التیسیر میں صرف ''ابوطالب'' موصوف کا نام دیا گیا ہے جبکہ النشر میں ''انجب بن ابوالسعادات'' کا نام بھی درج ہے (دیکھو النشر ۸۲/۱) النشر کی اتباع میں ہم بھی یہاں دونوں نام درج کر رہے ہیں۔ غایۃ النہایہ میں ان دونوں ائمہ کے احوال معلوم نہیں ہوئے۔

(۱۱) محمد بن المتوکل ابوعبداللہ اللؤلؤی البصری المعروف رویس صاحب الروایۃ م ۲۳۸ھ

(۱۲) امام یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ بن ابی اسحاق ابومحمد الحضرمی مولاھم البصری (۱۱۷ھ۔۲۰۵ھ)

(۲) روایتی سند روایت رویس

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابومحمد البغدادی الواسطی ثم المصری الشافعی (۷۰۲۔۷۸۱ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی الشیخ تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعی (۶۳۶۔۷۲۵ھ)

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابواسحاق کمال الدین التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی (۵۹۶ھ۔۶۷۶ھ)

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰۔۶۱۳ھ/۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۶) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط ۵۴۱ھ

(۷) محمد بن الحسین بن محمد بندار ابوالعز الواسطی القلانسی (۵۲۰۔۶۱۳ھ/۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۸) الحسن بن القاسم بن علی الاستاذ ابوعلی الواسطی المعروف بغلام الہراس شیخ العراق (۳۷۴ھ۔۴۶۸ھ)

(۹) علی بن احمد بن عمر بن حفص بن عبداللہ ابوالحسن الحمامی شیخ العراق (۳۲۸ھ۔

۴۱۷ھ)

(۱۰) عبداللہ بن الحسن بن سلیمان ابوالقاسم البغدادی المعروف النخاس (۲۹۰ھ۔ ۳۶۸ھ)

(۱۱) محمد بن ہارون بن نافع بن قریش بن سلامۃ ابوبکر الحنفی البغدادی المعروف بالتمار مقری البصرۃ ۳۰۰ھ

(۱۲) محمد بن المتوکل ابوعبداللہ اللؤلؤی البصری المعروف رویس صاحب الروایۃ م ۲۳۸ھ

(۱۳) امام یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ بن ابی اسحاق ابومحمد الحضرمی مولاھم البصری (۱۱۷ھ۔ ۲۰۵ھ)

(۱) تلاوتی سند روایت روحؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔ ۸۳۳ھ/ ۱۳۵۰۔ ۱۴۲۹ء)

(۲) احمد بن محمد بن الحسین بن عمر ابوالعباس الشیرازی الفیروزابادی الصالحی الحنبلی المعروف ابن غلش البنا المہندس ❶

---

❶ شیخ موصوف کا سن وفات الغایۃ النہایہ میں ۷۰۱ھ تحریر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے (دیکھو الغایۃ النہایہ ج۱ ص۱۱۱) اس لئے کہ علامہ جزری النشر میں فرمارہے ہیں:

"اخبرنی به الشیخ الصالح ابوالعباس احمد بن محمد بن الحسین الشیرازی ثم الصالحی المهندس بقراءتی علیه بمنزله بسفح قاسیون فی سابع عشر الحجة سنة سبعین و سبعمائة" (النشر فی القراءات العشر ج۱ ص ۸۳)

یہاں علامہ جزریؒ شیخ موصوف سے اپنے استفادے کی تاریخ اور سال تک بیان فرمارہے ہیں لہٰذا اغلب امکان یہی ہے کہ الغایۃ النہایہ میں درج سن وفات غلط ہے۔

(۳) علی بن احمد بن عبدالواحد ابوالحسن بن المقدسی المعروف البخاری السعدی الحنبلی م ۶۹۰ھ

(۴) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامہ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰۔۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶۔ ۱۲۱۷ء)

(۵) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط م ۵۴۱ھ

(۶) عبدالقاہر بن عبدالسلام بن علی الشریف ابوالفضل العباسی المکی م ۴۹۳ھ

(۷) محمد بن الحسین بن محمد بن آذربہرام ابوعبداللہ الکارزینی الفارسی (۴۴۰ھ/ ۱۰۴۸ کے بعد)

(۸) علی بن محمد بن ابراہیم بن خشنام المالکی ابوالحسن البصری م ۳۷۷ھ

(۹) محمد بن یعقوب بن الحجاج بن معاویہ ابن الزبرقان بن صخر ابوالعباس التیمی من تیم اللہ بن ثعلبہ البصری المعروف المعدل م ۳۲۰ھ

(۱۰) محمد بن وہب بن یحیٰ بن العلاء بن عبدالحکم بن عبید بن ہلال بن تمیم بن کار بن عبداللہ ابوبکر الثقفی البصری القزاز۔یا۔القزازی ۲۷۰ھ

(۱۱) روح بن عبدالمؤمن بن عبدہ بن مسلم ابوالحسن الہذلی مولاھم البصری النحوی صاحب الروایۃ م (۲۳۴ھ/ ۸۴۸ء)

(۱۲) امام یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ ابن ابی اسحاق ابومحمد الحضرمی مولاھم البصری م (۱۱۷ھ۔۲۰۵ھ)

(۲) روایتی سند روایت روحؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر الشافعی الدمشقی م (۷۵۱۔

۸۳۳ھ/۱۳۵۰ـ۱۴۲۹ء)

(۲) محمد بن عبدالرحمٰن بن علی بن ابی الحسن شمس الدین بن الصائغ الحنفی (۷۰۴ـ ۷۷۶ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی الشیخ تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعی (۶۳۶ـ۷۲۵ھ)

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابواسحاق کمال الدین التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی (۵۹۶ھ ـ۶۷۶ھ)

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰ـ۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶ـ ۱۲۱۷ء)

(۶) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط م ۵۴۱ھ

(۷) احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن سوار ابوطاہر البغدادی الحنفی (۴۱۲ـ۴۹۶ھ/ ۱۰۲۱ـ۱۱۰۰ء)

(۸) مسافر بن الطیب بن عباد ابوالقاسم البصری ثم البغدادی (۳۴۴ـ۴۴۳ھ)

(۹) علی بن محمد بن ابراہیم بن خشنام المالکی ابوالحسن البصری م ۳۷۷ھ

(۱۰) محمد بن یعقوب بن الحجاج بن معاویہ بن الزبرقان بن صخر ابوالعباس التیمی من تیم اللہ بن ثعلبۃ البصری المعروف المعدل م ۳۲۰ھ

(۱۱) محمد بن وہب بن یحیٰی بن العلاء بن عبدالحکم بن عبید بن ہلال بن تمیم بن کار بن عبد اللہ ابوبکر الثقفی البصری القزاز ـ یا ـ الفزازی م ۲۷۰ھ

(۱۲) روح بن عبدالمؤمن بن عبدہ بن مسلم ابوالحسن الہذلی مولاہم البصری النحوی صاحب الروایۃ (۲۳۴ھ/ ۸۴۸ء)

(۱۳) امام یعقوب بن اسحاق بن زید بن عبداللہ ابن ابی اسحاق ابومحمد الحضرمی مولاھم البصری (۱۱۷ھ۔۲۰۵ھ)

اسناد قرآءت امام خلف کوفیؒ

(۱) تلاوتی سند روایت اسحاق الوراقؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی ابی الخیر (۷۵۱۔۸۳۳ھ/۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء

(۲) عمر بن الحسن بن مزید بن امیلہ بن جمعہ ابوحفص المراغی الحلبی الدمشقی المزی (۶۸۰ھ۔۷۷۸ھ)

(۳) احمد بن ابراہیم بن عمر بن الفرج بن احمد بن سابور بن علی بن غنیمہ ابوالعباس المصطفوی الشافعی الفاروثی (۶۱۴ھ۔۶۹۴ھ)

(۴) انہوں نے پڑھا اپنے والد ماجد

ابراہیم بن عمر بن الفرج بن احمد بن سابور بن علی بن غنیمہ ابواسحاق الشافعی الفاروثی

(۵) اسعد بن سلطان ابوالسعادات الواسطی

(۶) محمد بن الحسین بن بندار ابوالعز الواسطی القلانسی ابومحمد (۴۳۵۔۵۲۱ھ/۱۰۴۳۔۱۱۲۷ء)

(۷) الحسن بن القاسم بن علی الاستاذ ابوعلی الواسطی المعروف بغلام الہراس (۳۷۴ھ۔۴۶۸ھ)

(۸) احمد بن عبداللہ بن الخضر بن مسرور ابوالحسن السوسنجردی ثم البغدادی م ۴۰۲ھ

(۹) محمد بن عبداللہ بن محمد بن مرۃ۔ یا۔ ابن مرۃ ابوالحسن الطوسی ثم البغدادی المعروف ابن عمر النقاش م ۳۵۲ھ

(۱۰) اسحاق بن ابراہیم بن عثمان بن عبداللہ ابو یعقوب المروزی ثم البغدادی الوراق صاحب الروایۃ م ۲۸۶ھ

(۱۱) امام خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابو محمد الاسدی۔ یا۔ امام خلف بن ہشام بن طالب بن غراب ابو محمد البزار بالراء البغدادی (۱۵۰۔ ۲۲۹ھ/ ۷۶۷۔ ۸۴۴ء)

(۲) روایتی سند روایت اسحاق الوراق ؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابو الخیر الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔ ۸۳۳ھ/ ۱۳۵۰۔ ۱۴۲۹ء)

(۲) عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابو محمد البغدادی الواسطی المصری الشافعی (۷۰۲۔ ۷۸۱ھ)

(۲) ابوبکر بن ایدغدی بن عبداللہ الشمسی المعروف ابن جندی عبداللہ م ۷۶۹ھ ❶

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی الشیخ تقی الدین ابو عبداللہ الصائغ المصری الشافعی (۶۳۶ھ۔ ۷۲۵ھ)

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابو اسحاق کمال الدین التمیمی الاسکندری ثم الدمشقی (۵۹۶ھ۔ ۶۷۶ھ)

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابو الیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰۔ ۶۱۳ھ/

❶ مذکورہ دونوں نام تحبیر التیسیر میں تحریر نہیں ہیں غالب امکان ہے کہ کتابت کی غلطی کی وجہ سے حذف ہوئے ہیں۔ ہم انہیں النشر فی القراءات العشر ۸۵/۱ سے دے رہے ہیں۔ کیونکہ ابو عبداللہ الصائغ المصری علامہ جزری کے شیخ شیخ ہیں ان سے براہ راست استفادہ علامہ جزری نے نہیں فرمایا۔ شیخ موصوف کا سن وفات ۷۲۵ھ اور علامہ جزری کا سنہ پیدائش ۷۵۱ھ ہے۔

۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۶) ھبۃ اللہ بن احمد بن عمر ابو القاسم الحریری البغدادی المعروف ابن الطبر م ۵۳۱ھ

(۷) محمد بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ابو بکر البغدادی المعروف بالخیاط (۳۷۷۔۴۶۷ھ)

(۸) احمد بن عبداللہ بن الخضر بن مسرور ابو الحسن السوسنجردی ثم البغدادی م ۴۰۲ھ

(۹) محمد بن عبداللہ بن محمد بن مرۃ۔یا۔ابن مرۃ ابو الحسن الطوسی ثم البغدادی المعروف ابن عمر النقاش م ۳۵۲ھ

(۱۰) اسحاق بن ابراہیم بن عثمان بن عبداللہ ابو یعقوب المروزی ثم البغدادی الوراق صاحب الروایۃ م ۲۸۶ھ

(۱۱) امام خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابو محمد الاسدی۔یا۔امام خلف بن ہشام بن طالب بن غراب ابو محمد البزار بالراء البغدادی (۱۵۰۔ ۲۲۹ھ/ ۷۶۷۔۸۴۴ء)

(ا) تلاوتی سند روایت ادریس ؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری الشافعی الدمشقی (۷۵۱۔۸۳۳ھ/ ۱۳۵۰۔۱۴۲۹ء)

(۲) احمد بن محمد بن الحسین بن عمر ابو العباس الفیر وزآبادی الصالحی الحنبلی المعروف بابن غلش البنا المہندس

(۳) علی بن احمد بن عبدالواحد ابو الحسن المقدسی المعروف البخاری الحنبلی السعدی م ۶۹۰ھ

(۴) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر

العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰ـ۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶ـ ۱۲۱۷ء)

(۵) ھبۃ اللہ بن احمد بن عمر ابوالقاسم الحریری البغدادی المعروف بابن الطبر م ۵۳۱ھ

(۶) محمد بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر ابوبکر البغدادی المعروف بالخیاط (۳۷۷ـ۴۶۷ھ)

(۷) علی بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوالحسن الحذاء البغدادی م ۴۱۵ھ

(۸) ابراہیم بن الحسین بن عبداللہ ابواسحاق النساج البغدادی المعروف بالشطی م ۳۷۰ھ ❶

(۹) ادریس بن عبدالکریم الحداد ابوالحسن البغدادی صاحب الروایۃ (۱۸۹ھ۔۲۹۲ھ)

(۱۰) امام خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابومحمد الاسدی۔یا۔امام خلف بن ہشام بن طالب بن غراب ابومحمد البزار بالراء البغدادی (۱۵۰ـ ۲۲۹ھ/ ۷۶۷ـ۸۴۴ء)

(۲) روایتی سند روایت ادریس ؒ

(۱) محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ابوالخیر الشافعی الدمشقی (۷۵۱ـ ۸۳۳ھ/ ۱۳۵۰ـ۱۴۲۹ء)

(۲) عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابومحمد البغدادی الواسطی ثم المصری الشافعی (۷۰۲ھ۔۷۸۱ھ)

(۳) محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی الشیخ تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ

---

❶ تحبیر التیسیر میں یہ نام موجود نہیں ہے دیکھوص ۳۸۔مگر النشر فی القراءات العشر میں امام خلف کی اسناد قرآءت میں علامہ جزری یہ نام ذکر فرما رہے ہیں۔دیکھو النشر ج۱ص ۱۹۰

المصری الشافعی (۶۳۶۔۷۲۵ھ) ❶

(۴) ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن فارس ابو اسحاق التمیمی الاسکندری الدمشقی کمال الدین (۵۹۶ھ۔۶۷۶ھ)

(۵) زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن زید بن الحسن بن سعید بن عصمۃ بن حمیر العلامۃ تاج الدین ابوالیمن الکندی البغدادی الحنفی نزیل دمشق (۵۲۰۔۶۱۳ھ/ ۱۱۲۶۔۱۲۱۷ء)

(۶) عبداللہ بن علی بن احمد بن عبداللہ ابومحمد البغدادی سبط ابی منصور الخیاط ۵۴۱ھ

سبط ابی منصور الخیاط نے دو شیوخ سے استفادہ فرمایا:

شیخ اول: (۷) عبدالقاہر بن عبدالسلام بن علی الشریف ابوالفضل العباسی المکی الکارزینی (۴۴۰ھ/ ۱۰۴۸ کے بعد)

(۸) الحسن بن سعید بن جعفر بن الفضل بن شاذان ابوالعباس المطوعی العبادانی البصری العمری م ۳۷۱ھ

شیخ دوم: (۷) ثابت بن بندار ابوالمعالی البقال الدینوری ثم البغدادی م ۴۹۸ھ

(۸) محمد بن علی بن احمد بن یعقوب ابوالعلاء الواسطی القاضی نزیل بغداد (۳۴۹ھ۔۴۳۱ھ)

(۹) احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک ابوبکر القطیعی (۲۷۳ھ۔۳۶۸ھ = ۸۸۷۔۹۷۹ء)

---

❶ تحبیر التیسیر ص ۳۹ پر تحریر ہے:

"وقرآءت بها القرآن كله على الشيخ ابى محمد عبدالرحمن بن احمد الواسطي واخبرني انه قرأ القرآن كله على محمد بن عبدالخالق المعدل الخ"

مگر "المعدل" صحیح نہیں صحیح نام ہم امام خلف کی سند جو علامہ جزری النشر فی القراءات العشر ج ۱ ص ۸۵ پر نقل فرمارہے ہیں وہاں سے لے کر مکمل نام علامہ جزری کی الغایۃ النہایہ سے درج کر رہے ہیں۔

ابو بکر القطیعی اور ابو العباس المطوعی ان دونوں حضرات نے پڑھا

(۹/۱۰) ادریس بن عبد الکریم الحداد ابو الحسن البغدادی (۱۸۹ھ۔۲۹۲ھ)

(۱۰/۱۱) امام خلف بن ہشام بن ثعلب بن خلف بن ثعلب بن ہیثم بن ثعلب بن داؤد بن مقسم بن غالب ابو محمد الاسدی۔ یا۔ امام خلف بن ہشام بن طالب بن غراب الامام العلم ابو محمد البزار البغدادی (۱۵۰۔۲۲۹ھ/۷۶۷۔۸۴۴ء)

یہاں پہنچ کر الحمد للہ قراءات عشرہ متواترہ بطریق شاطبیہ ودرہ کی سندات کا بیان ائمہ عشرہ تک مکمل ہوا اب آگے ہم ائمہ عشرہ سے آنحضرت ﷺ تک ان شاء اللہ سندات کو مکمل کریں گے۔

☆☆☆

باب ہشتم

آئمہ عشرہ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) رجال امام نافع بن عبدالرحمٰن المدنیؒ

ابوقرہ موسیٰ بن طارقؒ فرماتے ہیں میں نے امام نافعؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے ستر تابعین سے قرآن پڑھا ان میں نو حضرات مشہور ہیں:

(۱) امام ابوجعفر یزید بن قعقاع المدنی المخزومیؒ (م ۱۳۰ھ/۷۴۷ء)

(۲) امام ابوداؤد عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج المدنیؒ (۱۱۷ھ/۷۳۵ء)

(۳) امام ابوروح یزید بن رومان الاسدیؒ

(۴) امام شیبہ بن النصاح بن شرجس بن یعقوب المخزومی المدنی قاضی مدینہؒ (۱۳۰ھ/۷۴۷ء)

(۵) امام ابوعبداللہ مسلم بن جندب ہذلی قاضی مدینہؒ

(۶) امام صالح بن خوات بن حبیب بن نعمان انصاری المدنیؒ

(۷) امام الاصبغ بن عبدالعزیز النحویؒ

(۸) امام عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیقؒ

(۹) امام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ زہری قرشی المدنیؒ

ان نو آئمہ کرام میں سے پہلے پانچ کے متعلق علامہ جزری غایۃ النہایۃ ج ۲ ص ۳۳۰ پر

فرماتے ہیں:

"وقد تواتر عندنا عنه انه قرأ على الخمسة الاول"

امام ابوجعفر مدنیؒ اور امام ابوداؤد عبدالرحمٰن الاعرجؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب اور حضرت ابوربیعہ عبداللہ بن عیاش بن عمر بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم مخزومی قرشیؓ اور حضرت ابوہریرہ بن عامر بن ذی الشریٰ بن طریف بن عتاب الدوسیؓ سے پڑھا۔

امام ابوروح یزید بن رومانؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوربیعہ عبداللہ بن عیاشؓ سے پڑھا۔

امام شیبہ بن النصاحؒ اور امام مسلم بن جندبؒ نے حضرت ابوربیعہ عبداللہ بن عیاشؓ سے پڑھا۔

امام صالح بن خواتؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔

امام زہریؒ نے حضرت ابومحمد سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم مخزومی قرشیؒ سے پڑھا اور حضرت سعید بن المسیبؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے پڑھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوربیعہ عبداللہ بن عیاشؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت ابوالمنذر ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید نجاری خزرجی انصاریؓ سے پڑھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابوسعید زید بن ثابت بن ضحاک بن زید نجاری خزرجی انصاریؓ سے پڑھا۔

حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ نے تمام قرآن پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۲) رجال امام ابن کثیر المکیؒ

امام ابن کثیر المکیؒ نے تمام قرآن حاصل کیا

(۱) امام ابوالحجاج مجاہد بن جبرؒ مولی حضرت سائب بن ابی السائب المخزومیؓ

(۲) امام درباسؒ مولیٰ حضرت عبداللہ بن عباسؓ

(۳) حضرت ابوالسائب عبداللہ بن سائب بن ابی السائب صیفی مخزومی القرشیؓ

حضرت ابوالسائبؓ نے خلیفہ دوم حضرت ابوحفص عمر بن الخطاب بن نفیل عدی قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعبؓ سے قرآن حاصل کیا۔

امام مجاہد بن جبرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوالسائبؓ سے قرآن حاصل کیا۔

امام درباسؒ نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قرآن پڑھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے قرآن پڑھا۔

حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن پڑھا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

علامہ جزری رحمہ اللہ نے حضرت ابوالسائب عبداللہ بن السائبؓ سے براہ راست امام مذکور کے استفادہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیکھو غایۃ النہایۃ ج ا ص ۴۴۳)

(۳) رجال امام ابوعمرو بن العلا البصریؒ

امام ابوعمرو بن العلاء البصریؒ نے بہت سے شیوخ سے قرآن پڑھا ہے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱) امام ابوجعفر یزید بن القعقاع المدنیؒ

(۲) امام ابوروح یزید بن رومان المدنیؒ

(۳) امام شیبہ بن نصاح المدنی ؒ

(۴) امام ابوعبداللہ عکرمہؒ بربری مولیٰ حضرت ابن عباسؓ

(۵) امام مجاہد بن جبرؒ مولیٰ عبداللہ بن السائبؓ

(۶) امام ابن کثیر المکیؒ

(۷) امام ابومحمد عطاء بن ابی رباح المکیؒ

(۸) امام ابومحمد سعید بن جبیرؒ

(۹) امام عاصم بن ابی النجود الکوفیؒ

(۱۰) امام ابوالعالیہ رفیع بن مہران ریاحیؒ

(۱۱) امام حسن بن ابی الحسن یسار البصریؒ

(۱۲) امام ابوسلیمان یحییٰ بن یعمر قیسی قاضی مروؒ

(۱۳) امام نصر بن عاصم بن عمرو بن خالد لیثی البصریؒ

(۱۴) امام عکرمہ بن خالد بن ابی العاص بن ہشام بن مغیرہ مخزومیؒ

(۱۵) امام ابوصفوان حمید بن قیس الاعرج المکیؒ

(۱۶) امام ابوحفص محمد بن عبدالرحمٰن بن محیصن سہمی المکیؒ

(۱۷) امام عبداللہ بن ابی اسحاق زید بن حارث الحضرمی البصریؒ

امام ابوجعفر المدنیؒ۔ امام ابوروح یزید بن رومان المدنیؒ۔ امام شیبہ بن نصاحؒ۔ امام مجاہد بن جبرؒ۔ امام ابن کثیر المکیؒ کی سندات ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں۔

امام عاصم بن ابی النجودؒ کی سند ہم آگے بیان کریں گے انشاء اللہ۔

امام عطاء بن ابی رباح المکیؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے قرآن پڑھا اور حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے قرآن پڑھا۔ امام ابوعبداللہ عکرمہؒ اور امام سعید بن جبیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پڑھا۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابی اور

حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے قرآن پڑھا۔

امام ابوالعالیہؒ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پڑھا۔ اس کے علاوہ امام ابوالعالیہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی قرآن پڑھا۔ امام حسن بن ابی الحسن یسار البصریؒ نے امام ابو العالیہؒ اور امام حطان بن عبداللہ رقاشیؒ سے پڑھا۔ امام حطانؒ نے حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس بن سلیم اشعریؓ سے پڑھا۔

امام ابوسلیمان یحییٰ بن یعمر قیسیؒ اور امام نصر بن عاصم بن عمرو بن خالد لیثی البصریؒ نے امام ابوالاسود بن عمرو بن سفیان الدؤلی بصری النحویؒ سے پڑھا۔ امام ابوالاسود الدؤلی نے خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ اور خلیفہ چہارم حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پڑھا۔

امام عکرمہ بن خالد بن ابی العاص بن ہشام بن مغیرہ المخزومیؒ نے امام عکرمہ بربری المدنیؒ، امام مجاہد بن جبرؒ اور امام سعید بن جبیرؒ سے پڑھا اور امام ابوصفوان حمید بن قیس الاعرج المکیؒ نے امام مجاہد بن جبرؒ سے پڑھا اور امام محمد بن عبدالرحمٰن بن محیصن سہمی المکیؒ نے امام مجاہد بن جبرؒ سے اور امام درباسؒ سے پڑھا۔

امام عبداللہ بن ابی اسحاق زید بن حارث الحضرمیؒ نے امام یحییٰ بن یعمرؒ اور امام نصر بن عاصمؒ سے پڑھا۔

ان سب حضرات اور حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سندات اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت عمر۔ حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت ابی۔ حضرت زید اور حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

(۴) رجال امام ابن عامر الشامیؒ

امام ابن عامر الشامیؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا

(۱) حضرت ابوالدرداء عویمر بن عامر بن قیس بن امیہ بن عامر الخزرجی الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت ابوالہاشم مغیرہ بن ابی شہاب عبداللہ بن عمر بن مغیرہ المخزومی القرشیؒ

(۳) خلیفہ سوم حضرت ابوعبداللہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت ابومحمد فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن حبیب اوسی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) حضرت واثلہ بن اسقع بن کعب بن عامر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مغیرہ بن ابی شہاب المخزومیؒ نے حضرت عثمانؓ سے پڑھا۔ جبکہ حضرت ابومحمد فضالہ بن عبیدؓ اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پڑھا۔ حضرت ابوالدرداء۔ حضرت عثمان۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت نعمان بن بشیر رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

(۵) رجال امام عاصم بن ابی النجود الکوفیؒ

امام عاصم بن ابی النجود الکوفیؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا۔

(۱) حضرت امام ابومریم زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال الاسدی الکوفیؒ التابعی (۸۳ھ=۷۰۲م)

(۲) حضرت امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی الکوفیؒ

(۳) حضرت امام ابوعمر سعد بن الیاس الشیبانی الکوفیؒ

حضرت زر بن حبیشؒ نے حضرت عثمان۔ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پڑھا۔

امام ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ نے حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پڑھا۔

جبکہ امام ابوعمر سعد بن الیاس الشیبانیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا۔

حضرت عثمان۔ حضرت علی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

(٦) رجال امام حمزہ بن حبیب الزیات الکوفیؒ

امام حمزہ الکوفیؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا۔

(۱) امام ابومحمد سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی الاسدیؒ

(۲) امام ابوحمزہ حمران بن اعین الکوفی الشیبانیؒ

(۳) امام ابواسحاق عمرو بن عبداللہ بن عبید السبیعی الکوفیؒ

(۴) امام القاضی ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری الکوفیؒ

(۵) امام ابومحمد طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب یامی الہمدانی الکوفیؒ

(٦) امام مغیرہ بن مقسم ضبی الکوفیؒ

(۷) امام ابوعتاب منصور بن معتمر بن عبداللہ بن ربیعہ سلمی الکوفیؒ

(۸) امام لیث بن ابی سلیم ابوبکیر۔یا۔ابوبکر الکوفیؒ

(۹) امام ابوعبداللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن

ابی طالب القرشی المدنیؒ

امام اعمشؒ اور امام طلحہ بن مصرفؒ نے امام یحییٰ بن الوثاب الکوفی الاسدیؒ سے پڑھا۔

امام یحییٰ نے امام ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ اور امام زر بن حبیشؒ اور امام ابوشبیل علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن قیس النخعی الکوفیؒ اور امام ابوعمر اسود بن یزید بن قیس النخعی الکوفیؒ اور امام ابو سلیمان بن زید بن وہب الکوفیؒ اور امام ابوعمر عبیدہ بن عمر سلمانی المرادی الکوفیؒ اور امام ابو عائشہ مسروق بن اجدع الکوفیؒ اور امام ابومعاویہ عبید بن نضیلہ الخزاعی الکوفیؒ سے پڑھا۔

امام ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ اور امام زر بن حبیشؒ کی اسناد ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

باقی آئمہ حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا۔ نیز امام عبید بن نضیلہ نے امام علقمہؒ سے بھی پڑھا۔

امام ابواسحاق السبیعیؒ نے امام ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ اور امام زر بن حبیشؒ سے پڑھا اور امام عاصم بن ضمرہ السلولی الکوفیؒ اور امام ابوزہیر حارث بن عبداللہ الہمدانی الکوفیؒ سے بھی پڑھا ان دونوں آئمہ حضرات نے خلیفہ چہارم حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پڑھا۔

امام حمران بن اعینؒ نے امام محمد باقرؒ۔ امام ابوالاسود الدؤلیؒ اور امام عبید بن نضیلہؒ سابق الذکر سے پڑھا۔

امام مغیرہ بن مقسمؒ نے امام ابوعمران ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود النخعی الکوفیؒ سے پڑھا۔ امام ابوعمران الکوفیؒ نے امام علقمہؒ سے پڑھا۔

امام منصور بن معتمرؒ نے سیدنا سعید بن جبیرؒ سے پڑھا۔ امام محمد بن ابی لیلیٰ نے امام منہال بن عمرو الاسدی الکوفیؒ سے پڑھا امام منہالؒ نے امام سعید بن جبیرؒ سے پڑھا۔

امام لیث بن سلیمؒ نے امام مجاہدؒ اور امام طاؤسؒ سے پڑھا۔ ان سب حضرات کی سندات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

امام ابوعبداللہ جعفر الصادقؒ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؒ سے پڑھا اور امام محمد باقرؒ

نے اپنے والد ماجد امام ابومحمد علی زین العابدینؒ سے پڑھا اور امام زین العابدینؒ نے اپنے والد ماجد امام حسین رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور حضرت حسینؓ نے اپنے والد گرامی قدر خلیفہ چہارم حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پڑھا۔

(۷) رجال امام الکسائی الکوفیؒ

امام کسائیؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا:

(۱) آپ نے زیادہ تر قرآءات اخذ کی امام حمزہ بن حبیب الزیات الکوفیؒ سے۔

(۲) امام ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری القاضی الکوفیؒ

(۳) امام ابوعمر عیسیٰ بن عمر الاسدی الہمدانی الکوفیؒ

(۴) ابوبکر شعبہ بن عیاش الکوفی جو امام عاصمؒ کے راوی ہیں۔

(۵) امام ابواسحاق اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر المدنی الانصاری الرزقیؒ

(۶) امام یعقوب بن جعفر بن ابی کثیر المدنی الانصاریؒ

(۷) امام ابوالصلت زائدہ بن قدامہ الثقفی الکوفیؒ

امام حمزہ الکوفیؒ۔ امام ابن ابی لیلیٰؒ اور ابوبکر شعبہ بن عیاشؒ الکوفی کی اسناد ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

امام اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیرؒ اور امام یعقوبؒ نے امام شیبہ بن نصاح القاضیؒ۔ امام نافعؒ۔ ابوالحارث عیسیٰ بن الوردانؒ راوی امام ابن جعفرؒ اور سلیمان بن جمازؒ راوی امام ابن جعفرؒ سے پڑھا۔ ان حضرات کی اسناد مذکور ہو چکی ہیں۔

امام ابوعمر عیسیٰ بن عمر الاسدیؒ نے امام عاصمؒ۔ امام اعمش اور امام طلحہ بن مصرف سے پڑھا۔

امام ابوالصلت زائدہؒ نے امام اعمشؒ سے پڑھا۔

ان سب حضرات کی سندات کا اتصال اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

(۸) رجال امام ابوجعفر بن القعقاع المدنی ؒ

امام ابوجعفر یزید بن القعقاع المدنی ؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ؓ

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ؓ

(۳) حضرت ابوہریرہ بن عامر بن ذی الشری بن طریف بن عتاب الدوسی ؓ

ان تینوں صحابہ کرام ؓ نے حضرت ابوالمنذر رابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زید نجاری الخزرجی الانصاری ؓ سے پڑھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے حضرت ابوسعید زید بن ثابت بن ضحاک بن زید نجاری الخزرجی الانصاری ؓ سے پڑھا۔ حضرت ابی ؓ اور حضرت زید ؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پڑھا۔

(۹) رجال امام یعقوب الحضرمی ؒ

امام یعقوب الحضرمی ؒ نے درج ذیل شیوخ سے استفادہ فرمایا:

(۱) امام سلام بن سلیمان الطویل ابوالمنذر رالمزنی البصری ثم الکوفی ؒ

(۲) امام شہاب بن شرنفہ المجاشعی البصری ؒ

(۳) امام جعفر بن حیان ابوالاشہب العطاردی البصری الخذاء ؒ

(۴) امام مہدی بن میمون ابویحییٰ بن البصری ؒ

(۵) امام مسلمہ بن عبداللہ بن محارب ابوعبداللہ الفہری البصری النحوی ؒ

(۶) امام ابوعمرو بن العلاء البصری ؒ

(۷) امام عصمہ بن عروہ الفقیمی ابونجیح البصری ؒ

ان میں سے امام سلام بن سلیمان الطویل ؒ نے امام عاصم ؒ۔ امام ابوعمرو بصری ؒ۔ امام

عاصم الجحدریؒ۔امام شہاب بن شرنفہؒ۔امام حسن بن ابی الحسن البصریؒ۔امام یونس بن عبیدؒ۔ امام ابن جریجؒ ۔امام ابن ابی فدیکؒ۔امام ابن ابی ملیکہؒ۔امام صدقہ بن امام عبداللہ بن کثیر المکیؒ ۔امام سفیان بن عیینہؒ۔اور امام مسلم بن خالدؒ سے پڑھا۔

جبکہ امام شہاب بن شرنفہ البصریؒ نے امام ابوعمرو البصریؒ۔امام ابی رجاء العطاردیؒ۔ امام ہارون بن موسیٰ الاعورؒ۔امام مسلمہ بن محاربؒ اور امام معلّٰی بن عیسٰی سے پڑھا۔

اور امام جعفر بن حیان العطاردی البصریؒ نے امام رجاء العطاردی سے پڑھا۔

امام مہدی بن میمون نے امام شعیب بن الحباب۔امام حسن البصری اور امام ابن سیرین سے پڑھا۔

امام مسلمہ بن محاربؒ نے امام ابوعمرو بصریؒ سے پڑھا۔

امام عصمہ بن عروۃ الفقیمیؒ نے امام ابوعمرو البصریؒ۔امام عاصمؒ۔شعبہؒ۔امام اعمشؒ۔ معرور بن موسیٰؒ سے پڑھا۔

اس کے علاوہ امام یعقوب حضرمیؒ نے شعبہؒ راوی امام عاصمؒ۔ہارون بن موسیٰ۔امام ہمام بن یحییٰؒ۔امام عبدالعزیز بن زیادؒ وغیرہم سے بھی پڑھا۔ان میں امام ابوعمرو بصریؒ۔ امام عاصمؒ۔امام حسن بصریؒ۔امام اعمشؒ۔اور شعبہؒ کی اسناد بیان ہوچکی ہیں۔

امام عاصم بن ابی الصباح میمون ابوالجحدر الجحدری البصریؒ نے امام سلیمان قتہؒ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پڑھا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی سند مذکور ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ امام عاصم الجحدریؒ نے امام نصر بن عاصمؒ۔امام حسن بصریؒ۔امام یحییٰ بن یعمرؒ سے بھی پڑھا اور ان حضرات کی اسناد بھی بیان ہوچکی ہیں۔

امام یونس بن عبیدؒ نے امام حسن بصریؒ سے پڑھا۔

امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ابوالولید ابوخالد القرشی المکیؒ نے امام ابن کثیر

المکیؒ سے پڑھا۔

امام محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک الرملیؒ نے بھی امام ابن کثیر المکیؒ سے پڑھا۔

اسی طرح امام صدقہؒ نے اپنے والد امام عبداللہ بن کثیر مکیؒ سے قرآءت اخذ کی۔

امام سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون ابومحمد الہلالی الکوفی ثم المکی الاعورؒ نے امام حمید بن قیس الاعرجؒ اور امام عبداللہ بن کثیر المکیؒ سے قراءات پڑھیں۔

امام مسلم بن خالد بن سعد بن جرجہ بن خالد المکی المعروف بالزنجی الفقیہؒ نے امام ابن کثیر المکیؒ سے قرآءت حاصل کی۔

امام عمران بن تیم ابن ملحان ابورجاء العطاردی البصری التابعیؒ نے قرآن پڑھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق بن الخطابؓ۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر الصدیق رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔

امام ہارون بن موسیٰ ابوعبداللہ الاعور العتکی البصری الازدیؒ نے امام عاصم الجحدریؒ۔ امام عاصمؒ۔ امام ابن کثیر المکیؒ۔ امام ابن محیصن المکیؒ۔ امام حمید بن قیس الاعرجؒ اور امام ابوعمرو البصریؒ سے۔

اوران تمام حضرات کی اسناد کا اتصال اوپر درج ہو چکا ہے۔

(۱۰) رجال امام خلف العاشرؒ

امام خلف بن ہشام البزار البغدادیؒ نے درج ذیل شیوخ سے قرآءت حاصل کی:

(۱) امام سلیم بن عیسیٰ بن سلیم الحنفی الکوفیؒ

(۲) امام یحییٰ بن آدم ابوزکریا الصلحیؒ

(۳) امام یعقوب بن خلیفہ الاعشیؒ

(۴) امام اسحاق المسیبیؒ

امام سلیمؒ نے قرآءت حاصل کی امام حمزہ الکوفیؒ سے۔

امام یحیٰی بن آدمؒ نے قرآءت حاصل کی ابوبکر شعبہؒ سے اور شعبہؒ نے امام عاصمؒ سے۔

امام یعقوب بن خلیفہؒ نے قرآءت حاصل کی ابوبکر الشعبہؒ۔ امام ابوزید سعید بن اوسؒ تلمیذ المفضل الضبیؒ اور ابن عطارؒ سے جبکہ شعبہؒ۔ المفضل الضبیؒ اور امام ابن عطارؒ امام عاصمؒ کے شاگرد ہیں۔ امام اسحاق المسیبیؒ نے امام نافع مدنیؒ سے قرآءت حاصل کی۔

☆☆☆

الحمدللہ یہاں پہنچ کر اسنادِ قراءات عشرہ بطریق شاطبیہ والدرہ کا بیان ختم ہوا۔ کوشش کی گئی ہے کہ حتی الامکان تحقیق اور جستجو اور تلاش بسیار کے بعد تمام معلومات درج کی جائیں لیکن غلطی کا امکان بہرحال اب بھی موجود ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس موضوع پر مواد بہت قلیل بلکہ نادر الوجود ہے۔ اس کتاب میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ ایک مجتمع صورت میں حضرت الاستاذؒ استاذی وشیخی وسندی حضرت مولانا قاری المقری اظہار احمد التھانوی نوراللہ مرقدہ کی تمام اسناد کو جمع کر دیا جائے۔ حضرت الاستاذؒ کے اس عظیم الشان وعظیم المرتبت نامکمل کام کو میں کس حد تک پایہ تکمیل تک پہنچا پایا ہوں اس کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ وماعلینا الا البلاغ

العارض

خادم القرآن الکریم

محمد ادریس العاصم عفی عنہ

المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن

بنگلہ ایوب شاہ شیرانوالہ گیٹ لاہور

☆☆☆

باب نہم:

آئمہ اربعہ شاذہ

(۱) امام ابن محیصن المکیؒ

پورا نام: محمد بن عبدالرحمٰن بن محیصن السہمی مولاھم المکی مقری اہل مکہ (۱۱۳ھ/ ۷۵۰ء)

راویین:

(۱) احمد بن محمد بن عبداللہ بن القاسم بن نافع بن ابی بزہ ابوالحسن البزی المکی (سابق الذکر) (۱۷۰۔۲۵۰ھ)

(۲) محمد بن احمد بن ایوب بن الصلت بن شنبوذ۔ یا۔ ابن الصلت بن ایوب بن شنبوذ ابوالحسن البغدادی م۔۳۲۹ھ

(۲) امام یحییٰ الیزیدی

پورا نام: یحییٰ بن المبارک بن المغیرہ ابو محمد العدوی البصری المعروف بالیزیدی (۱۲۸۔۲۰۲ھ/ ۷۴۵۔۸۱۸ء)

راویین:

(۱) سلیمان بن ایوب بن الحکم ابوایوب الخیاط البغدادی المعروف صاحب البصری م ۲۳۵ھ

(۲) احمد بن فرح بن جبریل ابوجعفر الضریر البغدادی المفسر م۔۳۰۳ھ

(۳) امام الحسن البصریؒ

پورانام: امام الحسن بن ابی الحسن یسار السید ابو سعید البصری م (۲۱۔۱۱۰ھ=۶۴۲۔۷۲۸ء)

راویین:

(۱) شجاع بن ابی نصر ابو نعیم البلخی ثم البغدادی (۱۴۰ھ۔۱۹۰ھ)

(۲) حفص بن عمر بن عبد العزیز بن صہبان بن عدی بن صہبان صہیب ابو عمرو الدوری الازدی البغدادی النحوی نزیل سامرا (سابق الذکر) (۲۴۶ھ/۸۶۹۰ء)

(۴) امام الاعمش الکوفیؒ

پورانام: امام سلیمان بن مہران الاعمش ابو محمد الاسدی الکاہلی مولاہم الکوفی م (۶۰۔۱۴۸ھ=۶۸۰۔۷۶۵م)

راویین:

(۱) الحسن بن سعید بن جعفر بن الفضل بن شاذان ابو العباس المطوعی العبادانی البصری العمری م ۳۷۱ھ

(۲) محمد بن احمد بن ابراہیم بن یوسف بن العباس بن میمون ابو الفرج الشنبوذی الشطوی البغدادی (۳۰۰۔۳۸۸ھ/۹۱۲۔۱۰۰۰ء)

☆☆☆

باب دہم:

روایت حفص۔ سبع اور ثلاثہ کی تصحیح شدہ اسناد

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تنقیح شدہ اسناد میں آنے والے اسماء کو بیان کر دیا جائے۔لہٰذا بالترتیب اول روایت حفصؒ کی سند۔ ثانیاً قراءات سبع کی سند اور ثالثاً قراءات ثلاثہ کی سند بیان کی جائے گی۔

(۱) سند روایت حفصؒ

میں نے روایت حفص کی سند حاصل کی:

(۱) استاذ القراء والمجودین الشیخ القاری محمد عبدالمالک صدیقی الحنفی بن الشیخ جیون علیؒ صدیقی الحنفی (سے آپ نے)

(۲) استاذ القراء والمجودین الشیخ القاری محمد عبداللہ المکی الحنفی بن محمد بشیر خانؒ (سے آپ نے)

(۳) الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۴) الشیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۵) الشیخ محمد بن احمد بن الحسن بن سلیمان المعروف المتولی المصریؒ الشافعی الازہری (سے آپ نے)

(۶) الشیخ سید احمد الدری المالکی الشاذلی المعروف بالتہامیؒ الازہری المصری (سے آپ نے)

(۷) الشیخ احمد بن محمد المعروف بسلمونہؒ المالکی الازہری المصری (سے آپ نے)

(۸) الشیخ السید ابراہیم بن عامر بن علی العبیدیؒ الازہری المالکی المصری (سے آپ نے)

(۹) الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن عمر الاجہوری سبط القطب الخضیری المالکی الاشعری الازہری الاحمدی الشاذلی المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۰) الشیخ المعمر العلامہ احمد بن رجب بن محمد البقری النحوی المعروف ابی السماح المصری الازہریؒ (سے آپ نے)

(۱۱) الشیخ شمس الدین ابو الاکرام ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن اسماعیل البقری البصیر الشافعی الازہری الصوفی الشناویؒ المصری الفرضی (سے آپ نے)

(۱۲) الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ الشافعی الازہری المصری (سے آپ نے اپنے والد ماجد)

(۱۳) الشیخ شحاذہ الیمنی الشافعی المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۴) الشیخ العلامہ ابوالنصر ناصر الدین محمد بن سالم بن علی الطبلاویؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۵) الشیخ ابویحییٰ زکریا بن شمس الدین محمد بن احمد الانصاری الخزرجی زین الدین القاضی السنیکی القاہری المصری الشافعی شیخ الاسلامؒ وقاضی القضاۃ (سے آپ نے)

(۱۶) الشیخ ابی النعیم رضوان بن محمد بن یوسف العقبیؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۷) الشیخ ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ (سے)

یعنی سولہ واسطوں سے میری سند الشیخ جزری تک پہنچتی ہے۔ علامہ جزریؒ نے پڑھا: ❶

---

❶ یہاں باب دوم میں بیان کردہ علامہ جزری تا علامہ شاطبی سند (۱) تا سند (۸) تک کوئی بھی بیان کی جا سکتی ہے۔

(۱۸) الشیخ عبدالرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابومحمد البغدادی الواسطی المصری الشافعیؒ (سے آپ نے)

(۱۹) الشیخ محمد بن احمد بن عبدالخالق بن علی بن سالم بن مکی تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعیؒ (سے آپ نے)

(۲۰) الشیخ علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ بن حسان بن طوق بن سند بن علی بن الفضل بن علی بن عبدالرحمٰن بن علی بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کمال الدین ابوالحسن بن ابی الفوارس الہاشمی العباسی الضریر المصری الشافعی المعروف صہر الشاطبیؒ (سے آپ نے)

(۲۱) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الاندلسیؒ ثم المصری (سے)

امام شاطبیؒ تک میری سند بیس واسطوں سے پہنچتی ہے۔ امام شاطبیؒ نے پڑھا:

(۲۲) الشیخ علی بن محمد بن علی بن ہذیل ابوالحسن البلنسی الاندلسیؒ (سے آپ نے)

(۲۳) الشیخ سلیمان بن النجاح ابوداؤد بن ابی القاسم الاموی مولی المؤید باللہ بن المستنصر الاندلسیؒ (سے آپ نے)

(۲۴) امام عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی مولاھم القرطبی المعروف ابن الصیرفیؒ (سے)

امام دانیؒ تک میری سند روایت حفص تئیس (۲۳) واسطوں سے پہنچتی ہے علامہ دانی نے روایت حفص پڑھی:

(۲۵) الشیخ طاہر بن عبدالمنعم بن عبیداللہ بن غلبون بن المبارک ابوالحسن الحلبی نزیل مصرؒ (سے آپ نے پڑھا)

(۲۶) الشیخ علی بن محمد بن صالح بن ابی داؤد ابوالحسن الہاشمی الانصاری البصری الضریر

بالجوخانیؒ (سے آپ نے پڑھا)

(۲۷) الشیخ احمد بن سہل بن الفیر وزان ابوالعباس الاشنانیؒ (سے آپ نے پڑھا)

(۲۸) الشیخ عبید بن الصباح بن ابی شریح بن صبیح ابومحمد النہشلی الکوفی ثم البغدادیؒ (سے آپ نے پڑھا)

(۲۹) الشیخ حفص بن سلیمان بن المغیرۃ ابوعمر بن ابی داؤد الاسدی الکوفی الغاضری البز از صاحب الروایۃؒ (سے آپ نے پڑھا)

(۳۰) امام عاصم بن بہدلہ ابی النجود ابوبکر الاسدی الکوفی الحناطؒ (سے)

اٹھائیس واسطوں سے میری سند حضرت حفصؒ تک اور انتیس واسطوں سے امام عاصمؒ تک پہنچتی ہے۔ امام عاصمؒ نے قراءات حاصل کی۔

(۳۱) ابومریم زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن ہلال الاسدی الکوفیؒ (اور)

(۳۱) ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ سلمی الکوفیؒ (اور)

(۳۱) ابوعمر سعد بن الیاس الشیبانی الکوفیؒ

سے ان تینوں حضرات نے درج ذیل صحابہ کرامؓ سے پڑھا:

(۳۲) حضرت عثمان بن عفان۔ حضرت علی بن ابی طالب۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پڑھا:

(۳۳) سید الاولین والآخرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

پس میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بتیس واسطے ہوتے ہیں۔

(۲) سند قرآءات سبع بطریق الشاطبیۃ

میں نے قراءات سبع کی سند حاصل کی:

(۱) استاذ القراء والمجودین الشیخ القاری محمد عبد المالک صدیقی الحنفی بن الشیخ جیون علیؒ (سے آپ نے)

(۲) خاتمۃ القراء فی الہند الشیخ المقری عبد الرحمٰن بن محمد بشیر خان الحنفی المکی الالہ بادیؒ (سے آپ نے اپنے بھائی)

(۳) استاذ القراء الشیخ المقری محمد عبد اللہ بن محمد بشیر خان المکیؒ الحنفی (سے آپ نے)

(۴) الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۵) الشیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۶) الشیخ محمد بن احمد بن الحسن بن سلیمان الشہیر المتولی المصریؒ الشافعی الازہری (سے آپ نے)

(۷) الشیخ سید احمد الدری المالکی الشاذلی المعروف بالتہامیؒ الازہری المصری (سے آپ نے)

(۸) الشیخ احمد بن محمد المعروف بسلمونہؒ المالکی الازہری المصری (سے آپ نے)

(۹) الشیخ السید ابراہیم بن عامر بن علی العبیدیؒ المالکی الازہری المصری (سے آپ نے)

(۱۰) الشیخ عبد الرحمٰن بن حسن بن عمر الاجھوری سبط القطب الخضیری المالکی الاشعری الازہری الاحمدی الشاذلی المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۱) الشیخ المعمر العلامہ احمد بن رجب بن محمد البقری النحوی المعروف ابی السماح المصری الازہریؒ (سے آپ نے)

(۱۲) الشیخ شمس الدین ابو الاکرام ابو عبد اللہ محمد بن قاسم بن اسماعیل البقری البصیر الشافعی الازہری الصوفی الشناویؒ المصری الفرضی (سے آپ نے)

(۱۳) الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی الشافعی الازہری المصری (سے آپ نے اپنے والد ماجد)

(۱۴) الشیخ شحاذہ الیمنی الشافعی المصری ؒ (سے آپ نے)

(۱۵) الشیخ العلامہ ابوالنصر ناصر الدین محمد بن سالم بن علی الطبلاویؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۶) الشیخ ابو یحییٰ زکریا بن شمس الدین محمد بن احمد الانصاری الخزرجی زین الدین القاضی السنیکی القاہری المصری الشافعی شیخ الاسلامؒ وقاضی القضاۃ (سے آپ نے)

(۱۷) الشیخ ابی النعیم رضوان بن محمد بن یوسف العقبیؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۸) الشیخ ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ (سے آپ نے) ❶

(۱۹) الشیخ عبد الرحمٰن بن احمد بن علی بن المبارک بن معالی ابو محمد البغدادی الواسطی المصری الشافعیؒ (سے آپ نے)

(۲۰) الشیخ محمد بن احمد بن عبد الخالق بن علی بن سالم بن مکی تقی الدین ابوعبداللہ الصائغ المصری الشافعیؒ (سے آپ نے)

(۲۱) الشیخ علی بن شجاع بن سالم بن علی بن موسیٰ بن حسان بن طوق بن سند بن علی بن الفضل بن علی بن عبد الرحمٰن بن علی بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم کمال الدین ابوالحسن بن ابی الفوارس الہاشمی العباسی الضریر المصری الشافعی المعروف صہر الشاطبیؒ (سے آپ نے)

(۲۲) امام القاسم بن فیرہ الحدید بن خلف بن احمد ابو القاسم ابو محمد الشاطبی الرعینی

❶ یہاں باب دوم میں بیان کردہ علامہ جزری تا علامہ شاطبی سند (۱) تا سند (۸) تک کوئی بھی بیان کی جا سکتی ہے۔

الاندلسیؒ ثم المصری (سے آپ نے)

(۲۳) الشیخ علی بن محمد بن علی بن ہذیل ابوالحسن البلنسی الاندلسیؒ (سے آپ نے)

(۲۴) الشیخ سلیمان بن النجاح ابوداؤد بن ابی القاسم الاموی مولی المؤید باللہ بن المستنصر الاندلسیؒ (سے آپ نے)

(۲۵) امام عثمان بن سعید بن عثمان بن سعید بن عمر ابوعمرو الدانی الاموی الاندلسی مولاهم القرطبی المعروف ابن الصیرفیؒ (سے)

اس لحاظ سے میری قراءات سبع کی سند چوبیس واسطوں سے امام دانیؒ تک پہنچتی ہے۔ اس سے آگے کے اسماء شیوخ ہم باب پنجم اور باب ہشتم میں بیان کر آئے ہیں۔

(۳) سند قراءات الثلاث المتممة للقراءات العشر۔ بطریق الدرة

میں نے قراءات الثلاث حاصل کی:

(۱) استاذ القراء والمجودین الشیخ المقری محمد عبدالمالک صدیقی الحنفی بن الشیخ جیون علیؒ (سے آپ نے)

(۲) خاتمة القراء فی الهند الشیخ المقری عبدالرحمٰن بن محمد بشیر خان المکی الالہ بادیؒ الحنفی (سے آپ نے اپنے بھائی)

(۳) الشیخ المقری محمد عبداللہ بن محمد بشیر خان المکیؒ الحنفی (سے آپ نے)

(۴) الشیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۵) الشیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر الشافعی المصریؒ الازہری الخلوتی (سے آپ نے)

(۶) الشیخ محمد بن احمد بن الحسن بن سلیمان الشہیر بالمتولی المصریؒ الشافعی الازہری (سے آپ نے)

(۷)الشیخ سید احمد الدری المالکی الشاذلی المعروف بالتہامیؒ الازہری المصری (سے آپ نے)

(۸)الشیخ احمد بن محمد المعروف بسلمونہؒ المالکی الازہری المصری (سے آپ نے)

(۹)الشیخ السید ابراہیم بن عامر بن علی العبیدیؒ المالکی الازہری المصری (سے آپ نے)

(۱۰)الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن بن عمر الاجہوری سبط القطب الخضیری المالکی الاشعری الازہری الاحمدی الشاذلی المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۱)الشیخ المعمر العلامہ احمد بن رجب بن محمد البقری النحوی المعروف ابی السماح المصری الازہریؒ (سے آپ نے)

(۱۲)الشیخ شمس الدین ابو الاکرام ابوعبداللہ محمد بن قاسم بن اسماعیل البقری البصیر الشافعی الازہری الصوفی الشناویؒ المصری الفرضی (سے آپ نے)

(۱۳)الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ الشافعی الازہری المصری (سے آپ نے اپنے والد ماجد)

(۱۴)الشیخ شحاذہ الیمنی الشافعی المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۵)الشیخ العلامہ ناصر الدین محمد بن سالم بن علی الطبلاویؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۶)شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا بن شمس الدین محمد بن احمد الانصاری الخزرجی زین الدین القاضی السنیکی القاہری المصری الشافعی شیخ الاسلام وقاضی القضاۃؒ (سے آپ نے)

(۱۷)الشیخ ابی النعیم رضوان بن محمد بن یوسف العقبیؒ الشافعی المصری (سے آپ نے)

(۱۸)الشیخ ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ الشافعی الدمشقی (سے)

یعنی علامہ جزریؒ اور میرے درمیان سترہ واسطے ہوتے ہیں۔

قراءات ثلاث کی دوسری سند

الشیخ المقری عبد الرحمٰن المکیؒ نے قراءات الثلاث کی ایک سند اور بھی حاصل کی تھی جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۲) خاتمۃ القراء فی الھند الشیخ القراء عبد الرحمٰن المکی الحنفی الہ بادی بن محمد بشیر خانؒ (نے حاصل کی)

(۳) الشیخ القاری محمد غازی خاں کیملپوریؒ الحنفی (سے آپ نے)

(۴) الشیخ سید محمد بن احمد المکیؒ (سے آپ نے)

(۵) الشیخ الولی الصوفی ابو عبداللہ محمد بن علی السماتی التونسیؒ المالکی (سے آپ نے)

(۶) الشیخ ابو العباس احمد بن محمد الماطری الحنفی المقریؒ (سے آپ نے)

(۷) شیخ الاقراء بتونس الشیخ ابو عبداللہ محمد بن محمد السماریؒ (سے آپ نے)

(۸) الشیخ ابی العباس احمد السنانؒ (سے آپ نے)

(۹) الشیخ ابو محمد حمودہ بن محمد بن ادریس الشریف الحسنیؒ شیخ الاقراء بتونس (سے آپ نے)

(۱۰) محمد بن الحرفانی البصیر الصفاقسیؒ نزیل تیونس (سے آپ نے)

(۱۱) الشیخ محمد بن محمد الافرانیؒ المغربی السوسی نزیل مصر (سے آپ نے)

(۱۲) الشیخ سلطان بن احمد بن سلامہ بن اسماعیل المزاحی الشافعی الازہری المصریؒ (سے آپ نے)

(۱۳) الشیخ العلامہ سیف الدین بن عطاء اللہ ابو الفتوح الوفائی الفضالی البصیر شمس الدینؒ الشافعی المصری

سے آپ نے قراءات الثلاث حاصل کی۔

(۱۴) الشیخ شحاذة الیمنی الشافعی المصری سے اس سند کی رو سے بھی میرے اور علامہ جزریؒ کے درمیان سترہ واسطے ہی بنتے ہیں۔

☆☆☆

﴿نوٹ﴾ مگر الشیخ تمیم الزعبی اور استاذ الاساتذہ سیدی ومولائی القاری المقری الشیخ عبدالفتاح السید العجمی المرصفیؒ نے جو ایک اور سلسلہ نقل کیا ہے اس سے ایک واسطہ روایت حفص، قرآءات سبع اور قرآءت الثلاث میں کم ہوتا ہے جو کچھ یوں ہے۔

(۱۳) الشیخ عبدالرحمٰن الیمنیؒ (نے پڑھا)

(۱۴) الشیخ النور علی بن محمد بن خلیل بن موسیٰ بن غانم المقدسی الانصاری الخزرجی الحنفیؒ (سے آپ نے)

(۱۵) الشیخ المحب ابی الجود محمد بن ابراہیم السمدیسی الحنفیؒ (سے آپ نے)

(۱۶) الشیخ الشہاب احمد بن اسد الامیوطیؒ (سے آپ نے)

(۱۷) ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزریؒ سے

اس سلسلہ سند سے حضرۃ الاستاذ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ اور علامہ جزریؒ کے درمیان سترہ کی بجائے سولہ واسطے ہوتے ہیں۔

ایسے ہی قراءات سبع کی سند جو شجرہ سبع قرآءات میں بیان ہوئی اور جو ماسواء علامہ جزریؒ ہے اس سے بھی روایت حفصؒ اور قراءات سبع کی سند میں واسطے کم ہوتے ہیں جو کچھ یوں ہے:

(۱۷) الشیخ ابی النعیم رضوان بن محمد العقبیؒ (نے پڑھا)

(۱۸) الشیخ ابو اسحاق التنوخیؒ (سے آپ نے)

(۱۹) الشیخ بدر الدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم سعد بن جماعۃ الکنانی (سے آپ نے)

(۲۰) الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوارث معین الدین ابوالفضل بن ابی المعالی المصری الانصاری بابن الازرق وبابن فارالللبن" (سے آپ نے)

(۲۱) الشیخ الامام القاسم بن فیرہ بن خلف بن احمد ابوالقاسم ابومحمد الشاطبی الرعینی الضریر الاندلسی"

سے پڑھا۔ اس سند سے سیدی وسندی ومولائی حضرۃ الاستاذ الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی نوراللہ مرقدہ اور امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان واسطے بائیس سے کم ہوکر بیس رہ جاتے ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ متداول سندات وہی ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

العارض

خادم القرآن الکریم

محمد ادریس العاصم عفی عنہ

حالم مقیم المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن

بنگلہ ایوب شاہ شیرانوالہ گیٹ لاہور

☆☆☆

(حصہ دوم)

مضامین

(۱) برصغیر پاک وہند میں تجوید وقرآءت کا ارتقاء

از: حضرت قاری اظہار احمد التھانویؒ

(۲) امام القراء حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا فیض علمی

از: حضرت قاری محمد صدیق لکھنوی دامت برکاتہم

برصغیر پاک وہند میں تجوید وقرآءت کا ارتقاء

از: شیخی واستاذی وسیدی قاری اظہار احمد التھانویؒ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف ایک عظیم جہادی تحریک برپا ہوئی، اس کا پس منظر جو عوامل بھی ہوں مگر یہ جہادی تحریک اس نوعیت کی تھی کہ ہندوستان کے عوام نے رنگ ونسل اور مذہب کے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس میں سردھڑ کی بازی لگائی ،خاص طور پر مسلمانوں میں سے ہر شعبہ ھائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے اس میں والہانہ انداز میں حصہ لیا۔انہی اہل وفا کی بدولت یہ تحریک شروع میں بڑی کامیاب رہی مگر منافقوں اورغداروں کی سازشوں سے بالآخر ناکام ہوگئی ،جنگ آزادی کے خاتمے کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں پر بڑی تباہی آئی بڑے بڑے معزز خاندان در بدر ہو گئے ، سینکڑوں مسلمان علماء،فضلاء اور اہل حرفہ خاک وخون میں نہلا دیئے گئے ،جا وبے جا پکڑ دھکڑ ہوئی کالے پانی کی سزائیں، جائیدادوں کی ضبطیاں،غرض مسلمانوں کی ایک شاندار تہذیب کو غاصبوں نے مسمار کر کے رکھ دیا،ان حالات میں مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت نے رفتہ رفتہ سرزمین ہند سے ہجرت کی اور بے تحاشہ مصائب وآلام برداشت کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے ،انہی ہجرت کرنے والے حضرات میں سرگروہ اولیاء شیخ العرب والعجم مجاہد اعظم حضرت مولانا حاجی امداداللہ صاحب فاروقی مہاجر مکیؒ نے تھانہ بھون سے ہجرت فرمائی ،اور ردعیسائیت میں امام وقت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر مکیؒ نے کیرانہ سے ہجرت فرمائی۔

ان ہی ہجرت کر کے مکہ معظمہ پہنچنے والوں میں جناب محمد بشیر خاں صاحبؒ ان کے بڑے بھائی اور ان کا خاندان بھی شامل تھا،اول یہ سب حضرات جو تعداد میں تقریباً سترہ

افراد تھے مکہ مکرمہ میں رباط برما میں رہائش پذیر ہوئے، شروع کے ان ایام میں اس خاندان نے بڑا کٹھن اور مشکل دور دیکھا بعض اوقات کھانے کو کچھ بھی نہ ہوتا اور پورا خاندان صرف زمزم پر گزارہ کرتا۔

مکہ معظمہ آنے کے تین سال بعد محمد بشیر خانؒ کے بڑے بھائی کی وفات ہوگئی، تو پورے کنبے کی کفالت کا بوجھ محمد بشیر خانؒ پر آگیا، محمد بشیر خانؒ کو حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے مکہ معظمہ میں ارباب اختیار سے کہہ کر جلد سازی کا کام کرنے کی اجازت دلوادی۔ محمد بشیر خان صاحب اپنے کام میں مہارت رکھتے تھے اس لیے کاروباری حلقوں میں جلد اپنی ساکھ بنانے میں کامیاب ہوگئے، محمد بشیر خان صاحبؒ کے تین صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادے استاذ القراء والمجودین حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء) فرخ آباد یوپی میں پیدا ہوئے، منجھلے صاحبزادے استاذ القراء والمجودین حضرت قاری محمد عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۴ء) گوالیار میں پیدا ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے استاذ القراء حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب مکی لکھنویؒ جو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

محمد بشیر خاں نے اپنے تینوں صاحبزادوں کو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے سپرد کیا۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور حضرت مولانا حاجی امداداللہ صاحبؒ نے ۱۲۹۱ھ میں ہندوستانی مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت کو سامنے رکھتے ہوئے مدرسہ صولتیہ کے نام سے ایک مدرسہ شروع فرمایا، جس میں مکمل درس نظامی پڑھایا جاتا تھا اور اس کے علاوہ اس میں ہندوستانی مسلمانوں کے بچوں کو صحیح طور پر قرآن حکیم کی تعلیم کے لئے بھی اہتمام فرمایا۔

محمد بشیر خانؒ کا انتقال مدرسہ صولتیہ کے قیام سے قبل ہی ہوگیا اور یہ تینوں بچے مکمل طور پر حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور حضرت مولانا حاجی امداداللہ صاحبؒ کی سرپرستی میں آگئے۔ ~~مدرسہ~~ صولتیہ سے قبل حضرت مولانا رحمت ~~اللہ صاحب~~ مدرسہ ہندیہ کے نام سے حرم

میں ایک مدرسہ محدود پیمانے پر کہ جس میں مسلمان بچوں کی تعلیم وتربیت کا انتظام تھا چلا رہے تھے، اس مدرسہ ہندیہ میں قرآن کی تعلیم کے لئے حضرت مولانا قاری عبدالقادر مدراسی الازہریؒ مقرر تھے، حضرت قاری محمد عبداللہ مکیؒ نے حضرت مولانا قاری عبدالقادر مدراسی الازہریؒ سے قرآن حکیم حفظ فرمایا اور عربی لہجوں میں تجوید کے اصولوں کے مطابق قرآن کی مشق وغیرہ کی اور حضرت مولانا قاری عبدالقادر مدراسیؒ کے معین مدرس کے طور پر مدرسہ ہندیہ میں کام کرنے لگے۔

۱۲۹۱ھ میں مدرسہ صولتیہ کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل استاذ فن تجوید وقرآءت حضرت شیخ ابراہیم سعد بن علی الشافعی المصری الازہریؒ مکہ معظمہ تشریف لائے، شیخ موصوف اپنے فن کے امام تھے آپ عظیم استاذ الشیخ حسن بن محمد بدیر الجریسی الکبیر الازہری الشافعی المصریؒ کے اجل تلمیذ تھے اور شیخ حسن بدیر الجریسی الکبیرؒ کو خاتمۃ المحققین الشیخ محمد متولیؒ (صاحب تصانیف کتب کثیرہ) سے تلمذ تھا جو دنیائے قرآءت میں آفتاب کی سی شہرت کے مالک ہیں۔

حضرت قاری عبداللہ مکیؒ نے حضرت شیخ ابراہیم سعدؒ کا وجود غنیمت سمجھتے ہوئے شیخ موصوف سے باقاعدہ طور پر فن تجوید وقرآءت میں استفادہ فرمایا۔ پہلے روایت حفص کی تکمیل فرمائی اور بعد ازاں قرآءت عشرہ بطریق درہ وطیبہ کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت قاری ابراہیم سعدؒ نے اپنے اس ہونہار شاگرد پر بے انتہا محنت کی، ادائیگی بے تکلف، روایات کا حفظ نہایت عمدہ اور مشق وعربی لہجوں کی بے حد پختگی نے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کو امام وقت بنا دیا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے کسی گفتگو کے دوران قاری ابراہیم سعد مصریؒ سے کہا:

" اظن ان القاری عبداللہ صار ماھرا، ولا نظیر لہ فی الھند"

یعنی میں سمجھتا ہوں کہ قاری عبداللہ نے بڑی مہارت حاصل کی ہے، ہندوستان

میں ان کی نظیر نہیں۔

تو قاری ابراہیم سعد مصریؒ نے فوراً فرمایا:

''بل لا نظیر له في العالم'' نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پورے عالم میں ان کی نظیر نہیں ہے۔

حضرت قاری ابراہیم سعد مصریؒ تدریس صولتیہ کے دوران ہی وفات فرما گئے اور ان کے بعد علم تجوید وقرآءت کے معلم اول حضرت قاری عبداللہ مکی صاحبؒ مقرر ہوئے ۔۱۳۰۸ھ میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ بھی وفات پا گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ کا فیض پوری دنیا میں جاری فرمایا، مکہ معظّمہ مرکز اسلام تھا نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے کونے کونے سے آکر خلق اللہ نے فیض حاصل کیا۔ حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ پڑھانے میں گویا جن تھے، چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے آرام اور باقی اوقات کار تدریس شبانہ روزی کے لئے وقف تھے۔ حضرت قاری عبداللہ مکی صاحبؒ سے ہی آپ کے دونوں چھوٹے بھائیوں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ اور حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب مکیؒ نے اولاً روایت حفص میں کمال حاصل کیا اور پھر سبعہ وعشرہ بطریق درہ وطیبہ کا مکمل علم حاصل فرمایا، حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ عشق واداء میں گویا حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ کے نمونہ تھے، بہت ہی اعلیٰ اور نفیس پڑھا کرتے تھے، حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ جو بڑے صاحب علم وفن ہوئے ہیں کبھی کبھی ان چھوٹے بھائی حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ سے تلاوت کی فرمائش کرتے تھے، اور اس قدر متاثر ہوتے تھے کہ چہرے پر رومال رکھ کر زار زار روتے تھے۔

دونوں بھائیوں نے جب سبعہ عشرہ کی تکمیل کر لی تو بعد ازاں مدرسہ صولتیہ میں تدریس بھی کی ایسے ہی حرم میں نوافل میں قرآن بھی سنایا اہل مکہ کا پیچھے سننے والوں میں ہجوم ہوتا تھا ۔اس سے قبل حضرت قاری عبداللہ مکیؒ بھی تراویح حرم میں سناتے تو بے تحاشہ خلقت کا ہجوم

ہوتا، حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی مکیؒ، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی استاذ القراء شیخ ابراہیم سعد مصریؒ اور دیگر زعماء جن میں شریف مکہ بھی شامل ہیں اکثر تراویح حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کی اقتداء میں ہی ادا فرماتے۔

فن کی تکمیل کے بعد ایک دن حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکیؒ سے باہم مشورے کے بعد حضرت قاری عبداللہ مکیؒ اور حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کو طلب فرمایا اور حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ اور اس فن کی خدمت کرو۔ یہ ۱۳۰۰ھ کے لگ بھگ کا زمانہ ہے۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ حجاز سے ہندوستان میں کانپور تشریف لائے اور کانپور میں مدرسہ جامع العلوم میں تدریسی سرگرمیاں شروع فرمائیں، جامع العلوم کانپور بہت بڑی درسگاہ تھی اس کے بانی اور صدر تعلیم حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ (خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ) تھے۔ جامع العلوم کانپور میں آپ سے مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے صاحبزادگان حضرت مولانا قاری نثار احمد کانپوریؒ۔ حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوریؒ اور دیگر حضرات جن میں حضرت قاری ضیاء الدین صاحب صدیقیؒ اور مولانا قاری فضل حق مچھلی شہریؒ آبادی اور قاری عبدالستار کانپوریؒ جیسے نامور حضرات نے استفادہ فرمایا اس کے علاوہ جامع العلوم کے بعض مدرسین نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے حالات لکھتے ہوئے عموماً تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ نے مکہ معظمہ سے واپس ہندوستان آ کر جامع العلوم میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔

دراصل یہ دوسرے قاری عبدالرحمٰن تھے جو جون پور کے رہنے والے تھے اور پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے خلفاء میں سے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جامع العلوم کانپور میں تعلیم حاصل کی جیسے "مہر منیر سوانح پیر مہر علی شاہ صاحبؒ" میں بڑے واضح انداز میں تحریر ہے:

''قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ بھی مدرسہ صولتیہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے تھے اور مولانا رحمت اللہؒ اور قاری عبداللہؒ کے شاگرد تھے انہوں نے ابتداءً ہندوستان میں مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے تعلیم حاصل کی تھی۔'' (مہر منیر صفحہ ۱۲۷)

جبکہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کے متعلق تحریر کیا ہے:

''قاری عبداللہؒ کے چھوٹے بھائی عبدالرحمٰنؒ نے بھی مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی اور وہاں سے واپس آ کر کانپور میں کچھ عرصہ قیام فرمایا جہاں مولانا احمد حسن کانپوریؒ کے فرزندان و دیگر مشہور طلباء نے آپ سے علم تجوید وقرآءت حاصل کیا''۔ (مہر منیر صفحہ ۱۲۶)

ان دونوں بیانات سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ دونوں حضرات دو الگ الگ شخصیات ہیں جو کہ ہیں تو دونوں مدرسہ صولتیہ کے فارغین میں سے ہی مگر قاری عبدالرحمٰن جونپوریؒ نے کانپور میں آ کر پڑھا ہے جبکہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ نے جو قاری عبداللہ مکیؒ کے چھوٹے بھائی ہیں انہوں نے مولانا احمد حسنؒ کے مدرسے میں آ کر پڑھا نہیں بلکہ پڑھایا ہے۔ اور چونکہ دونوں کے نام ایک ہی ہیں لہٰذا نام ایک ہونے کی وجہ سے واقعات بھی گڈمڈ کر دیئے گئے ہیں۔

۱۳۱۴ھ میں آپ کانپور سے مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد جو ریلوے اسٹیشن سے متصل مسجد عبداللہ میں واقع تھا، وہاں تشریف لائے اور تدریس میں مشغول ہوئے، مدرسہ احیاء العلوم میں ابتدا ہی میں جس جماعت نے آ کر تعلیم شروع کی ان میں حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ سابق صدر مدرس تجوید وقرآءت دار العلوم دیو بند، حضرت قاری محمد صدیق صاحب رحیمن سنگھی استاذ کبیر مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ (جنہوں نے حفظ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے کیا اور بقایا تمام فنی استفادہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے فرمایا تفصیل آگے آتی ہے) حضرت قاری محمد عبدالمعبود صاحبؒ مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ وغیرھم شامل ہیں۔

بعد میں مدرسہ احیاء العلوم نے برصغیر متحدہ ہندوستان میں آفاقی شہرت حاصل کی حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کا زیادہ تر فیض اسی مدرسہ سے ظاہر ہوا بے تحاشہ لوگوں نے آپ سے استفادہ فرمایا اور ہر ایک آفتاب و ماہتاب ثابت ہوا۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ نے ۱۳۱۴ھ سے ۱۳۴۸ھ تک یعنی تقریباً چونتیس سال کا طویل عرصہ مدرسہ احیاء العلوم میں فروغ تجوید و قراءت میں صرف کیا۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ شاہی مزاج آدمی تھے جب جی چاہا اور جتنی دیر چاہا پڑھایا، بہت سے طلبہ پڑھنے کے لئے حاضر خدمت رہتے تھے جب تک پختگی نہ ہو پڑے رہو اور پڑھتے رہو کسی کی ہمت نہ تھی کہ فراغت یا سند کی بات بھی کرے، حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ ہر وقت فنی مطالعہ کتب جاری رکھتے تھے، ان جیسا وسیع النظر پورے ہندوستان میں نہ تھا۔ پورے شہر الہ آباد میں ہندو مسلم سب ہی ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور نظر نیچی کئے چلتے تھے، بڑے متقی، پرہیزگار، اور اولیاء اللہ میں سے تھے۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے حالات کو اب ہم یہیں چھوڑ کر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ صدر مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ اور ان کے برادر کبیر حضرت قاری عبدالخالق سہارنپوریؒ کے حالات قلمبند کرتے ہیں۔

علی گڑھ کے معزز شیوخ صدیقی النسل خاندان میں شیخ جیون علی صاحبؒ کے ہاں پہلے ۱۲۹۸ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس نے آگے چل کر استاذ القراء قاری عبدالخالق سہارنپوریؒ کے نام سے شہرت پائی۔

دوسرا لڑکا ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوا جو برصغیر ہندو پاک کے ممتاز شیخ استاذ القراء والمجودین حضرت قاری عبدالمالکؒ کہلائے والد کا حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کی پیدائش سے قبل ہی انتقال ہوگیا۔ حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ نے علی گڑھ ہی میں حفظ کرلیا تھا کہ والدہ صاحبہ نے ۱۳۱۳ھ میں دونوں صاحبزادوں کے ساتھ حج کے لئے رخت سفر

باندھا۔

مکہ معظمہ میں حج کے بعد والدہ محترمہ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ''طویل قیام'' اختیار فرمایا اور دونوں بھائیوں کو مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں داخل کرادیا۔

مدرسہ صولتیہ میں اس وقت بابائے قرآءت شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبداللہ مکیؒ اپنے وقت کے مسلمہ استاذ فن تجوید وقرآءت کے معلم اول تھے، استاذی حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ اور استاذی حضرت شیخ قاری عبدالمالک صاحب رحمہما اللہ نے جس دور میں شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے استفادہ فرمانا شروع کیا ہے کم وبیش اسی دور کے لگ بھگ سرزمین ہند میں الہ آباد کے مشہور مدرسے احیاء العلوم کا آغاز ہوا ہے اور جس میں مسند تدریس پر حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ آبادیؒ رونق افروز ہوئے ہیں۔

مدرسہ صولتیہ میں داخلہ کے بعد حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے قرآن مجید کے حفظ سے لے کر تکمیل روایت حفصؒ تک نیز مدرسہ صولتیہ کے نصاب کے مطابق وہاں عربی کتب میں استعداد بہم پہنچائی، یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ حیات تھے، مدرسہ کی سرپرستی حضرت حاجی صاحبؒ ہی فرمارہے تھے، حضرت حاجی صاحبؒ نے ۱۳ جمادی الاولی ۱۳۱۷ھ بروز چہارشنبہ فجر کی اذان کے وقت چوراسی سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا جنت المعلیٰ میں اپنے دیرینہ رفیق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے تاریخ وفات ''حی دخل الخلد/ ۱۳۱۷ھ'' نکالی تھی، حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ ۱۳۲۲ھ میں ہندوستان واپس تشریف فرما ہوئے ہیں۔

دونوں بھائیوں کو مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور میں کام کی پیشکش ہوئی جسے دونوں جوان قراء نے منظور فرمالیا اور مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور میں کام شروع فرمادیا۔ ان دنوں سہارنپور وغیرہ میں جلسوں میں دونوں بھائیوں کی تلاوت سے ان کی بڑی شہرت

ہوئی۔

۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کا مشہور و معروف جلسہ ہوا۔ اس جلسے کا انتظام و اہتمام حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا تھا اور خلق اللہ کا ایک ہجوم اس جلسہ میں شریک ہوا تین روزہ اس جلسہ کے آخری روز ایک محفل قرآءت کا اہتمام تھا جس میں پورے برصغیر کے مشائخ جن میں زیادہ تر پانی پتی شیوخ تھے، مدعو تھے، محفل کے آخر میں ان دونوں بھائیوں کی تلاوتیں ہوئیں عربی لباس میں دونوں بھائی جلوہ گر ہوئے بڑی عمدہ عربی لہجوں میں تلاوت کی کہ حاضرین جلسہ کی نگاہیں بے تابانہ ان دونوں بھائیوں کی طرف اٹھیں، چرچے ہوئے نہایت پرتاثیر انداز میں لوگ ایک بالکل نئی آواز میں تلاوت قرآن سن کر بے حد مسرور و شادکام ہوئے، حکیم الامت حضرت تھانویؒ جلسہ میں تشریف رکھتے تھے آکر تعارف حاصل کیا، چونکہ حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ ان کے بھی استاذ تھے مل کر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے درخواست کی کہ تم میرے یہاں مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون آجاؤ پانچ روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر فرمائی، حضرت قاری عبدالمالک صاحب حضرت حکیم الامتؒ کے فرمانے پر تھانہ بھون تشریف لے آئے۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ تھانہ بھون میں گزرا۔ تھانہ بھون میں حضرت قاری صاحبؒ سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ ان کے برادر اکبر مولانا سعید احمد صاحبؒ، قاری محمد یامین صاحبؒ، قاری عبداللہ تھانوی مراد آبادیؒ، (جو بعد میں حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے پورے فن میں مستفید ہو کر ایک اعلیٰ مدرس و مصنف ثابت ہوئے اس کے علاوہ قاری عبداللہ مراد آبادیؒ نے حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے بھی استفادہ کیا۔) جناب مظہر علی صاحبؒ برادر خورد حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور مولانا شبیر علی صاحبؒ اور ان کے برادران نے تجوید میں استفادہ فرمایا۔

پانچ روپے ماہانہ مشاہرہ کے علاوہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ بھی اپنے پاس سے مالی

خدمت کیا کرتے تھے، بہر حال خرچ کوئی زیادہ نہ تھا۔ آمدنی کا بڑا حصہ بھی پس انداز ہی ہو جاتا تھا۔

حضرت تھانویؒ کا تعلق حضرت قاری صاحبؒ سے استاذ بھائی کا ہونے کی وجہ سے برادرانہ اور بے تکلفانہ تھا۔ بعد میں حضرت قاری صاحبؒ کی درخواست پر حضرت تھانویؒ نے آپ کو بیعت بھی فرمایا اور حضرت حکیم الامت نے آپ کو اذکار وغیرہ کی تعلیم بھی فرمائی۔

حضرت حکیم الامتؒ خود بہت اچھے قاری تھے مختلف لہجوں میں پڑھتے تھے آواز میں بہت کشش اور سوز تھا ایک مرتبہ حضرت حکیم الامتؒ نے حضرت قاری صاحبؒ سے فرمایا حرم شریف کے دروازہ پر ایک مصری نابینا قاریہ سورہ یوسفؑ پڑھا کرتی تھیں ان کا نام مریم عمیاء تھا، آپ نے کبھی ان کا بھی سنا؟ حضرت قاری صاحبؒ نے عرض کیا حضرت میں تو ان کا ایک طرح کا شاگرد ہوں وہ جب تک پڑھتی تھیں میں برابر بیٹھا سنتا تھا اور پھر واپس گھر آ کر ان کے لہجے میں مشق کرتا تھا، حکیم الامتؒ نے فرمایا پھر کسی وقت مریم کے لہجے میں سنایئے، حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا کہ حکم ہے تو ابھی سناتا ہوں لیکن کبھی میری طبیعت از خود آمادہ ہوگی تو پھر سناؤں گا انتظار فرمالیجئے۔

حکیم الامتؒ نے فرمایا نہیں جب آپ کی خواہش ہو، ایک روز بادل گھر کر آئے موسم بہت خوشگوار ہوا تو حضرت قاری صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ کو اطلاع کرائی کہ مریم کا لہجہ سنئے مگر اپنی جگہ تشریف رکھیں میرے پاس نہ آئیں۔ حضرت قاری صاحبؒ خانقاہ کی مسجد میں تشریف فرماتے وہیں سے پڑھا، حضرت تھانویؒ سن کر بہت محظوظ ہوئے اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا واقعی مریم کا یہی انداز تھا۔

حضرت حکیم الامتؒ کو حضرت قاری صاحبؒ سے بڑا قلبی تعلق تھا کافی عرصہ بعد جب حضرت قاری صاحبؒ کی شادی ہوئی تو حضرت قاری صاحبؒ نے حضرت تھانویؒ کو اطلاع

دی اور دعا کی درخواست کی، رات کے وقت علی گڑھ میں شادی کا ہنگامہ تھا کہ اچانک حضرت تھانوی تشریف لائے سونے کی چوڑیوں کا تحفہ دیا اور فوراً واپس ہوئے ہر چند اصرار کیا گیا کہ ٹھہریئے کھانا کھا لیجئے مگر معذرت فرمائی۔

تھانہ بھون میں تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا کہ حضرت مولانا تھانوی کے چھوٹے بھائی منشی اکبر علی صاحب جو بریلی میں بڑے افسر تھے، تھانہ بھون تشریف لائے انہوں نے حضرت تھانوی سے بے حد اصرار کیا کہ قاری صاحب کے جانشین تو یہاں بہت سے ہو گئے ہیں حضرت قاری صاحب کو میرے ہمراہ بریلی جانے دیجئے وہاں مدرسہ ہے جامع مسجد ہے وہاں طلبہ اور عوام زیادہ مستفید ہوں گے حضرت تھانوی نے اجازت دی تو ۱۳۲۹ھ میں حضرت قاری صاحب بریلی تشریف لے گئے ایک سال تقریباً حضرت قاری صاحب نے بریلی میں قیام فرمایا ۱۳۳۰ھ میں بریلی سے ترک ملازمت فرما کر آپ آگرہ تشریف لے گئے، آگرہ کی جامع مسجد میں جو شہزادی جہاں آراء دختر شاہجہان کی تعمیر کردہ تھی اس میں مدرسہ عالیہ کے نام سے تجوید کا بڑا اچھا مدرسہ تھا حضرت قاری صاحب کچھ دوستوں کے مدعو کرنے پر آگرہ پہنچے وہاں دیگر طلبہ کے علاوہ حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھی صدر شعبہ تجوید دارالعلوم دیوبند نے حضرت قاری عبدالمالک صاحب سے روایت حفص میں تکمیل کی، حضرت قاری صاحب کے فیضان ہی کی برکت تھی کہ حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب بہت پرسوز لہجے میں حسینی، مصری اور حجازی لہجوں میں قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ حضرت قاری صاحب نے یہاں تقریباً چار سال کے عرصہ تک قیام فرمایا، مدرسہ عالیہ میں تدریس کے دوران ہی مدرسہ صولتیہ سے کچھ اصحاب آگرہ وارد ہوئے اور حضرت قاری صاحب کی تدریس کا اعلیٰ معیار معلوم کیا انتہائی خوش ہوئے واپس جا کر حضرت قاری عبداللہ صاحب سے تذکرہ فرمایا۔ حضرت استاذ محترم ازحد خوش ہوئے خط لکھ کر دعائیہ کلمات سے نوازا اور ساتھ مشورہ بھی تحریر فرمایا کہ الہ آباد جا

کر میرے چھوٹے بھائی حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحب الہ آبادیؒ سے سبع عشرہ میں تکمیل کرلو۔

غرض ۱۳۲۴ھ میں حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھیؒ حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سیدھے الہ آباد مدرسہ احیاء العلوم حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، حضرت قاری صاحبؒ کے پاس بڑے قاری صاحب حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کا رقعہ بھی تھا لے جا کر پیش کیا' غالباً مکہ معظمہ سے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کو بھی خط آچکا تھا۔ حضرت قاری صاحب کی نہایت عمدہ پڑھت اور پرسوز داؤدی آواز سن کر حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ بے حد متاثر ہوئے، حضرت قاری صاحب کے ذمہ بڑے قاری صاحب حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے یہ کام لگایا کہ یہاں جس قدر طلباء برائے تجوید و قرآءت داخل ہیں آپ ان کو مشق کرایا کریں، حضرت قاری صاحبؒ نے ایسا ہی کیا، چنانچہ بہت سے طلباء جو اپنی خامیوں کی وجہ سے رکے پڑے تھے حضرت قاری صاحبؒ نے ان سب کو پٹڑی پر چڑھا کر اس قابل بنایا کہ وہ بڑے قاری صاحب سے استفادے کے قابل بن سکیں، ان میں قاری آل احمد صاحبؒ وغیرھم بہت سے قراء کا نام حضرت قاری صاحبؒ بیان فرماتے تھے۔ گردش ایام کی دھول سے جواب ذہن سے محو ہو گئے ہیں۔

بہر حال ۱۳۲۴ھ میں حضرت قاری صاحبؒ الہ آباد مدرسہ احیاء العلوم میں حاضر ہوئے اور ۱۳۲۷ھ میں سبعہ وعشرہ بطریق درہ وطیبہ میں فراغت حاصل فرمائی، آپ کے ہم سبق ساتھیوں میں قاری عبداللطیف صاحب الہ آبادیؒ ، قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھیؒ، قاری محمد نذر نابیناؒ اور برادر اکبر حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ شامل ہیں۔

حضرت قاری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ میں اور بھائی صاحب (حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ) حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے پڑھے ہوئے تھے، اور استفادہ بھی

قریباً نو سال کے طویل عرصہ پر محیط تھا اس لئے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ نے بڑی شفقت و محبت سے ہمیں داخل مدرسہ فرمایا اور ہر طرح سے راحت و آرام کے انتظامات بذات خود فرمائے چنانچہ ہماری رہائش اور خورد و نوش کا معقول انتظام فرمایا اکثر فرمائش فرما کر ذوق و شوق سے مجھ سے تلاوت سنا کرتے تھے۔ شاطبیہ۔ درہ اور طیبہ کی پڑھائی کے دوران نیز اجراء سبعہ و عشرہ میں اکثر میں اور کبھی کبھی بڑے بھائی صاحب (حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ) پڑھا کرتے تھے۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ عمدہ آوازوں کے عاشق زار تھے خود بھی نہایت عمدہ پڑھتے اور عمدہ پڑھت سن کر بے حد محظوظ ہوتے تھے بہر حال تکمیل کے بعد حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ تو واپس مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور تشریف لے گئے، جبکہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ بڑے قاری صاحب کے حکم سے مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کے استاذ مقرر ہوئے چنانچہ ۱۳۲۷ھ میں فرقانیہ پہنچے حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے تلاوت سن کر بہت پسندیدگی اور انبساط کا اظہار فرمایا۔

مدرسہ عالیہ فرقانیہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ مدرسہ عالیہ فرقانیہ کی تاسیس ۱۳۲۸ھ میں ہوئی حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کے والد گرامی سید وزیر علی صاحبؒ اس کے بانی تھے۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ کا نام حضرت مولانا قاری ضیاء الدین صاحبؒ (۱۲۹۰ھ۔ ۱۳۷۱ھ/ ۱۸۷۳ء۔ ۱۹۵۱ء) کے مشورہ سے رکھا گیا۔ حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ مدرسہ عالیہ فرقانیہ کے اولین مدرس برائے تجوید و قراءات مقرر ہوئے، سید وزیر علی صاحبؒ نے ۱۳۳۱ھ میں وفات پائی اور مدرسہ فرقانیہ میں ہی آرام فرما ہیں، اس کے بعد مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے مدرسہ عالیہ کا انتظام سنبھال لیا۔ حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کی ولادت ۲۵/ ربیع الاول ۱۲۷۵ھ مطابق ۳ نومبر ۱۸۵۸ء بروز چہار شنبہ حیدر آباد دکن میں ہوئی والدہ کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا۔ حضرت مولانا عین القضاۃؒ صاحب کی عمر تین یا چار

سال تھی کہ والد سید وزیر علی مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ وہاں مکہ معظمہ میں قرآن ناظرہ و حفظ اور عربی فارسی اور اردو کی ابتدائی تعلیم حاصل کی تجوید وقرآءت بھی سیکھی سبع قرآءت کے اچھے شناور تھے، مدرسہ فرقانیہ میں اگر طلباء سبع کی پڑھائی کے دوران غلطی کرتے تو آپ ٹوک دیا کرتے تھے۔ مگر تجوید قرآءت کی تدریس نہیں فرمائی مدرسہ صولتیہ میں بھی تعلیم حاصل کی مگر مدرسہ صولتیہ کے اولین دور میں ہی واپسی ہندوستان کی ہوگئی۔ شاید اولین متعلمین میں آپ بھی شریک رہے ہوں۔ بعض مواقع پر آپ کو صولتیہ کے متعلم ہونے کی بناء پر حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کا شاگرد بتایا جاتا ہے جو قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا شاید حضرت قاری عبدالقادر مدراسی الازہریؒ یا حضرت قاری ابراہیم سعد مصریؒ سے تلمذ رہا ہو۔ واللہ اعلم۔

۱۲۹۲ھ کے لگ بھگ واپس ہندوستان تشریف لائے اور یہاں مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ سے استفادہ فرمایا علوم کی تکمیل فرنگی محل میں ہی فرمائی حضرت مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے ۱۳۰۴ھ میں انتقال فرمایا، ان کے انتقال کے بعد لوگوں کی نظریں حضرت مولانا عین القضاۃؒ کی طرف اٹھنے لگیں مولانا نے بھی بڑی شان اور استقلال سے پڑھایا، درجن بھر کتب پر آپ نے حواشی تحریر فرمائے جن میں سے کچھ آج بھی داخل نصاب ہیں اور پڑھے پڑھائے جاتے ہیں۔

مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں تجوید و قرآءت کے حوالے سے جو کام ہوا وہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ہونا بھی ناممکن ہے حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے مدرسے کا انتظام سنبھالنے کے بعد مدرسہ کو ترقی دے کر بڑے اعلیٰ پیانہ پر پہنچادیا، حفظ وقرآن، تجوید و قرآءت ودیگر علوم دینیہ کی انتہائی تعلیم کا نصاب مرتب کیا گیا، مدرسہ میں ان علوم کے ساتھ خوشنویسی، اردو، فارسی اور علم الحساب کا بھی انتظام تھا، مدرسہ کو بام عروج تک پہنچانے میں حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کا خلوص شامل تھا مدرسہ کی ترقی وترویج کے لئے آپ

نے امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی کو لکھنؤ بلوایا۔ اور ان کو اپنے مدرسہ کی بعض اہم ذمہ داریاں سپرد فرمائیں نیز ایک معقول مشاہرہ مقرر فرمایا، چنانچہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی نے ہی مدرسہ میں سب سے پہلے درجہ بندی کی اور فارسی اور عربی کے نئے شعبہ جات کے اضافے کے ساتھ حفظ اور تجوید وقرآءت کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی جو آگے چل کر اس مدرسے کا امتیازی وصف ثابت ہوا۔

۱۳۴۲ھ کے لگ بھگ مدرسہ میں یہ سب اقدامات کئے گئے اول حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ لکھنؤ تشریف لا کر مدرسہ عالیہ فرقانیہ کی صدر مدرسی کی مسند کو رونق بخشیں۔ مگر حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب نے مدرسہ احیاء العلوم کی روز افزوں تدریسی خدمات سے الگ ہونا مناسب نہ سمجھا، بہر حال آپ کی جگہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب مکی حجاز سے لکھنؤ تشریف لائے جو فن میں کامل اور تجوید قرآءت میں حضرت قاری عبداللہ مکی صاحب کے فیض یافتہ تھے انہوں نے مسند صدر مدرسی کو رونق بخشی۔

مدرسہ عالیہ فرقانیہ کا یہ دور فن کے ارتقاء کا دور تھا۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحب بھی ۱۳۴۷ھ میں مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں تشریف لے آئے۔ مدرسہ کا ماحول خوبصورت عربی مصری اور حجازی لہجوں سے گونج اٹھا جس کے لئے مدرسہ حضرت قاری حبیب الرحمٰن مکی حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھی اور حضرت قاری عبدالمالک صاحب کا ممنون احسان تھا بقایا حضرات جن میں حضرت قاری ضیاء الدین احمد صاحب ' حضرت قاری محمد نذر صاحب ، حضرت قاری عبدالمعبود صاحب وغیرھم شامل ہیں۔ نیز حضرت قاری ضیاء الدین صاحب کے صاحبزدگان پڑھت میں پرکشش آواز کے مالک نہ تھے۔ البتہ علمی اور تصنیفی اعتبار سے خاصی امتیازی شان کے مالک رہے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ حضرت قاری ضیاء الدین صاحب حضرت قاری عبدالمعبود صاحب اور حضرت قاری ابن ضیاء محب الدین احمد

صاحبؒ سے فیض خوب جاری ہوا۔

۱۳۴۰ھ کے لگ بھگ حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب مکیؒ کو دمہ کا عارضہ ہو گیا اس سے پہلے میں لکھ آیا ہوں کہ حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ بہت سریلی اور خوبصورت آواز کے مالک تھے اور بہت عمدہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ بات میں نے اپنے شیخ محترم سے سنی ہے اور اس کے علاوہ الشیخ القاری محمد حسن الامروھویؒ سے بھی سنی ہے حضرت قاری محمد حسن صاحبؒ کو کچھ عرصہ حضرت قاری صاحبؒ سے بھی فیض اٹھانے کا موقعہ ملا بعد ازاں تکمیل حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ سے کی تھی۔ بہر حال دمہ کے عارضہ میں مبتلا ہونے کے بعد قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ منجھلے بھائی حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے پاس احیاء العلوم الہ آباد تشریف لے گئے۔

علاج معالجہ کا سلسلہ چلتا رہا مگر آخر قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ نے ۱۳۴۲ھ میں اس مرض دمہ کی وجہ سے وفات پائی۔

حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ کی وفات کے بعد صدر مدرسی کا منصب خالی ہو گیا حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ سے رابطہ فرمایا اور اس سلسلے میں بڑے قاری صاحبؒ کی رائے دریافت فرمائی، بڑے قاری صاحبؒ نے حضرت مولاناؒ کو مشورہ دیا کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ صدر مدرسی کے منصب کے لئے موزوں ترین ہیں اور حقیقت حال بھی یہی تھی کہ اس وقت سرزمین ہند میں نہایت مضبوط اور عمدہ پڑھت اور خوبصورت ادا کے لحاظ سے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ اور فن کی اصل اساس عمدہ اور مضبوط پڑھت اور ادا ہی ہوتی ہے۔

حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے اپنی اس رائے کا اظہار مدرسہ کے اہم اراکین مدرسین کے سامنے کر بھی دیا اور پھر وہاں سے ایک ایسی افسوس ناک صورت حال پیدا ہوئی جس کا سلسلہ ایک لامتناہی بیان بازی کی شروعات کو اپنے جلو میں لئے ہوئے پیدا ہوا اور

پھر جان بوجھ کر سوچی سمجھی سکیم کے تحت ایک لا یعنی جھوٹ کو اس قدر پھیلایا گیا کہ سچ اس جھوٹ کی دبیز تہوں میں کہیں دور چھپ گیا، دراصل صدر مدرسی کے منصب کے خالی ہونے کی وجہ سے حضرت قاری ضیاء الدین احمد صاحبؒ اور ان کے متعلقین کا یہ خیال تھا کہ یہ منصب حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کو ملے گا، مگر بڑے قاری صاحبؒ نے اس منصب کا مستحق حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کو جانا، جیسا کہ ان وجوہات کا میں نے اوپر ذکر بھی کیا کہ حضرت استاذؒ کا انتخاب اس منصب کے لئے کیوں عمل میں لایا گیا۔

حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ اور ان کے متعلقین نے حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کو کہا کہ حضرت قاری عبدالمالکؒ نے تو سبع قرآءت حضرت قاری ضیاء الدینؒ سے پڑھی ہے۔ لہٰذا استاذ کے ہوتے ہوئے یہ منصب شاگرد کو کیوں دیا جائے۔ مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کو اس خبر نے اچھنبے میں ڈال دیا۔ حقیقت حال کی دریافت کے لئے انہوں نے حافظ احمد صاحبؒ مہتمم مدرسہ کو حضرت قاری صاحبؒ کے پاس ان کے کمرے میں بھیجا، حضرت قاری صاحب طلباء کو پڑھا کر فارغ ہو چکے تھے اور گھر جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ حافظ احمد صاحبؒ آن پہنچے۔ حافظ صاحبؒ کے استفسار کرنے کی دیر تھی کہ حضرت قاری صاحبؒ آگ بگولہ ہو گئے اور اس واہیات استفسار پر حافظ صاحب کو مارنے کے لئے بید اٹھا لیا۔ حافظ احمد صاحبؒ نے غصے کا یہ عالم دیکھا تو وہاں سے نکلنے میں عافیت جانی حضرت قاری صاحبؒ فوری طور پر گھر تشریف لے گئے اور دوسرے دن استعفیٰ لکھ کر مدرسے بھجوا دیا، حضرت کے استعفیٰ سے مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں ایک زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔

حضرت مولانا حیدر حسن صاحب ٹونکیؒ جو ندوۃ العلماء میں شیخ الحدیث بھی رہے ہیں اور تجوید و قرآءت میں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے فیض یافتہ ہیں وہ بڑے عرصہ سے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کو ٹونک میں تجوید و قرآءت کے فروغ کے سلسلہ کے لئے

لے جانا چاہتے تھے مگر حضرت قاری صاحبؒ ان کو ٹال رہے تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے فوری طور پر ان سے رابطہ کیا اور ۱۳۴۲ھ میں آپ ٹونک تشریف لے گئے، مدرسہ عالیہ میں آپ کے معین اور آپ کے تلمیذ حضرت قاری محمد سابق صاحبؒ بھی آپ کے ساتھ تھے، ٹونک میں حضرت قاری صاحب کا قیام تقریباً دو سال کے لگ بھگ رہا ہے۔ ٹونک میں آپ سے استفادہ کرنے والوں میں بڑے نامور تلامذہ کے نام آتے ہیں جن میں قاری مولا بخش ٹونکویؒ اور قاری حبیب اللہ صاحب ٹونکویؒ شامل ہیں جو بعد ازاں کراچی تشریف لے آئے اور یہاں تجوید و قرآءت کا بیش بہا کام کیا۔

حضرت قاری صاحبؒ کے مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ سے چلے آنے کے بعد کام میں خلل پڑا حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے تحقیق حال کے لئے تفتیش کی اور مزید تحقیق و تسلی کیلئے حضرت قاری عبد الرحمٰن مکیؒ سے بھی رجوع کیا اور مکمل تسلی کر لینے کے بعد قاری ضیاء الدین صاحبؒ، منشی اصغر علی اور دیگر اور حضرات کو مدرسہ سے خارج کر دیا، اس دوران چند طلباء جو عمومی طور پر حقیقت حال سے بے خبر تھے انہوں نے مدرسہ عالیہ کی کلاسوں کا بائیکاٹ کیا اور مدرسہ کو چھوڑ کر الہ آباد چلے گئے جہاں قاری ضیاء الدین صاحبؒ نے مدرسہ عالیہ فرقانیہ سے علیحدگی کے بعد مدرسہ سبحانیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا تھا، ان ہی خارج کئے جانے والے طلباء میں قاری اظہر حسن امروہویؒ بھی شامل تھے۔ اس اخراج اور ہڑتال کے اشارے قاری بسم اللہ بیگ صاحبؒ کی تذکرہ قاریان ہند کی جلد سوم صفحہ ۱۲ پر ملتے ہیں اور اسی طرح قاری اظہر حسن صاحب کے حالات جو تذکرہ کی جلد سوم صفحہ نمبر ۶ و ۷ پر موجود ہیں ان میں بھی اس اخراج اور علیحدگی کا اشارہ ہے۔

حضرت قاری صاحبؒ کے قیام ٹونک کے زمانے میں ہی علی گڑھ یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے شعبہ تجوید و قرآءت کے لئے حضرت قاری عبد المالک صاحبؒ کو دعوت دی ابتدائی گفت و شنید کے بعد حضرت نے علی گڑھ یونیورسٹی آنے کی ہامی بھر لی۔ مولانا عین

القضاۃ صاحبؒ کو حضرت قاری صاحبؒ کے علی گڑھ یونیورسٹی جانے کا معلوم ہوا تو تڑپ اٹھے بے اختیار حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کو الہ آباد پیغام بھیجا کہ جس طرح بھی ہو حضرت قاری صاحب کو واپس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لایا جائے، حالانکہ حضرت مولاناؒ کی یہ عادت رہی کہ جس مدرس کو مدرسہ سے خارج کر دیا گیا یا وہ از خود استعفیٰ دے کر چلا گیا اس کی خدمات کو دوبارہ کبھی مدرسہ کے لیے حاصل نہیں کیا گیا، مگر حضرت قاری صاحبؒ کے لئے مولانا عین القضاۃؒ صاحب نے پہلے از خود انتہائی کوشش کی اور بعد ازاں اپنی کوششوں کو رائیگاں جاتے دیکھ کر حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے استدعا کی۔

قاری عبدالرشید صاحبؒ (فرزند حضرت قاری صاحبؒ) کا بیان ہے کہ ایک روز دوپہر کے وقت گرمی میں ٹونک کے مدرسے میں اچانک حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ تشریف لائے اور کھڑے رہے تشریف فرما نہیں ہوئے، حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے بیٹھنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ پہلے ایک وعدہ کرو تو بیٹھتا ہوں ورنہ بغیر بیٹھے واپس جا رہا ہوں، حضرت قاری صاحب نے عرض کیا جو حکم ہوگا سر آنکھوں پر منظور ہوگا۔ بڑے قاری صاحبؒ نے فرمایا واپس مدرسہ عالیہ فرقانیہ چلو، تمہارے آنے کے بعد فرقانیہ کے تعلیمی کام میں بہت حرج اور نقصان ہو رہا ہے۔ عرض کیا گیا بہتر ہے۔ بڑے قاری صاحبؒ تشریف فرما ہوئے اور واپسی کا پروگرام طے کر کے ایک دو روز بعد واپس اپنے ہمراہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کو لے کر لکھنؤ مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ۱۲/ رجب ۱۳۴۳ھ مطابق ۸ جنوری ۱۹۲۵ء عصر و مغرب کے درمیانی وقت میں حضرت مولانا عین القضاۃؒ نے رحلت فرمائی بڑے قاری صاحبؒ نے حضرت مولاناؒ کی نماز جنازہ پڑھائی مدرسے کے احاطے میں والد کے پہلو میں ہی سپرد خاک کیے گئے۔

حضرت مولاناؒ کے انتقال کے بعد مدرسہ کی سرپرستی عملی طور پر حضرت قاری عبدالرحمٰن

صاحبؒ کے پاس آ گئی لیکن آپ اس کے باوجود مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد سے ہی منسلک رہے۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے حضرت قاری صاحبؒ سے اس قدر قریبی اور گہرے روابط تھے کہ بڑے قاری صاحبؒ حضرت قاری صاحبؒ کے بچوں کو اپنے پاس بٹھاتے، ان سے بے تکلف کھیلتے۔ قاری عبدالرشید صاحبؒ (فرزند حضرت قاری صاحبؒ) کا بیان ہے کہ ہم اس قدر بے تکلف تھے کہ بڑے قاری صاحبؒ کے کاندھوں پر چڑھ جاتے اور بڑے قاری صاحبؒ ہمیں گود میں اٹھائے ہوئے بہت خوش ہوتے۔

حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے ان کاموں میں ملوث ہونیکی وجہ سے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کا ان سے ناراض ہونا فطری امر تھا، اسی لئے جب احیاء العلوم الہ آباد میں حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے چھوٹے صاحبزادے قاری محب الدین احمد صاحبؒ نے بڑے قاری صاحبؒ سے قرآءت عشرہ بطریق درہ وطیبہ میں استفادہ فرمایا نیز قرآءت سبع بطریق التیسیر اور الشاطبیہ میں استفادہ فرمایا تو بڑے قاری صاحبؒ نے سند و اجازت مرحمت نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا کہ اپنے والد صاحب یعنی حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے لے لو (دیکھو تذکرہ قاریان ہند جلد سوم صفحہ نمبر ۵) حالانکہ اسی آخری جماعت میں حضرت قاری محبوب علی صاحبؒ بھی تھے جو بعد ازاں گولڑہ پاکستان آ گئے تھے۔ انہیں آپ نے سند فراغت مرحمت فرمائی۔

حضرت بڑے قاری صاحبؒ کی حیات میں یہ معاملات دبے رہے ۱۳۴۸ھ میں بڑے قاری صاحب مدرسہ عالیہ فرقانیہ والوں کی درخواست پر لکھنؤ تشریف لے آئے اور صدر مدرس کے منصب پر متمکن ہوئے۔ بڑے قاری صاحبؒ کے بڑھاپے کا زمانہ تھا مگر لکھنؤ کے مدرسہ عالیہ میں بھی آپ سے بہت سے حضرات نے استفادہ فرمایا ہے ۶/ جمادی الاولی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء بروز منگل آپ نے رحلت فرمائی جھوائیں ٹولہ محبوب گنج میں مدفون ہوئے، قبر اب بھی موجود ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔

بڑے قاری صاحبؒ کے انتقال کے بعد فرقانیہ کے رئیس الاساتذہ دوبارہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ ہوئے۔ تعلیمی کام میں کسی قسم کا کوئی رخنہ پیدا نہیں ہونے دیا بدستور شاندار انداز میں تدریسی کام چلتا رہا۔ بڑے قاری صاحبؒ نے تجوید کے طلباء کے لئے تدریسی کتاب فوائد مکیہ تصنیف فرمائی جوفن کی تمام کتب یعنی صرف اردو ہی نہیں بلکہ عربی کی متداول کتب میں بھی بڑی جامعیت کی حامل ہے اور اپنے تالیف کے بعد ہی تمام مدارس تجوید میں داخل درس رہی ہے۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے فوائد مکیہ کے حواشی تعلیقات مالکیہ کے نام سے بڑے شاندار مباحث پر مشتمل تحریر فرمائے، علمی حلقوں میں حواشی مذکور کو بہت پذیرائی ملی، مگر حضرت قاری ضیاءالدین احمد صاحبؒ کے تلامذہ میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ اس وقت کے اردو جرائد میں فرضی ناموں سے حضرت قاری صاحبؒ کے حواشی پر تنقیدیں کی گئیں۔ تنقیدیں ہی نہیں غیر شائستگی کے انداز میں تضحیک تک نوبت پہنچائی گئی، کہیں اذلاق واصمات پر اور کہیں سورۂ براءت کے ابتداء میں بسملہ کے مسئلہ پر اور کہیں اخفاء پر، حالانکہ اخفاء کے مسئلہ پر خود حضرت مصنف ”فوائد مکیہ“ کے قلم کا لکھا ہوا رسالہ بھی ہے کتاب میں بھی حضرت مصنفؒ کے لکھے ہوئے حواشی موجود ہیں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ نے مدلل ثابت فرمایا ہے کہ نون مخفاۃ کی ادائیگی میں آنے والے حرف کا اثر نہیں ہونا چاہیے مگر الٹی سیدھی بحث کرنے والوں نے اس حاشیہ کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا اور یہ اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کے سلسلہ کے شیخ حضرت قاری ضیاءالدین صاحبؒ نے اپنی عربی کتاب ”خلاصۃ البیان“ میں لکھا ہے کہ ”نون مخفاۃ ادا ہوتے وقت الممزوج بالحروف الاتی ہوتا ہے۔ اس وقت کے رسائل میں اس قدر شور مچایا گیا کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے نظریئے کے بالکل برخلاف لمبے چوڑے مضامین کا انبار لگا دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک رسالہ بھی لکھا گیا جس کا نام ”اشعۃ الضیاء“ ہے جو اس سلسلہ کی کڑی ہے اس رسالہ میں کہیں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے نون مخفاۃ کے رسالہ کو مشکوک

ٹھہرایا گیا تو کہیں حضرت قاری صاحبؒ کے حواشی فوائد مکیہ پر زوردار تنقید کی گئی اور کہیں حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ کے جمال القرآن کے حواشی کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان تمام کاروائیوں کو در پردہ اور کبھی کھل کر یہ قاری اظہر حسن صاحب موصوف سرانجام دے رہے تھے۔

حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے ان تمام معاملات پر خاموشی اختیار فرمائے رکھی لیکن مخالفت کرنے والے اس پر بھی خاموش نہ ہوئے اس کے بعد قاری اظہر حسن صاحبؒ نے قراء کے حالات پر ''دور رحمانیہ ضیائیہ'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں بڑے مستند انداز میں اور باوثوق طریقے سے تحریر کر دیا گیا کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ، قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قاری صاحبؒ کے برادر اکبر حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ کا نام بھی شامل کر لیا گیا۔ اس بات کو بعد میں تذکرہ قاریان ہند میں شامل کر لیا گیا۔ قاری ضیاء الدین صاحبؒ کی کتابوں کے ساتھ جو ان کے حالات چھاپے گئے ان میں ان دونوں بھائیوں کو اور بہت سے حضرات کو حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کا شاگرد بنا ڈالا گیا۔ تذکرہ نگار ہر دور میں برابر اس بات کو دہراتے رہے مگر یہ بات ہے حرف غلط کی طرح مٹانے کے قابل انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب وہی حرف جنوں سب کی زباں ٹھہری ہے
جو بھی چل نکلی ہے وہ بات کہاں ٹھہری ہے
(فیض)

کسی اہل علم سے پڑھنا کوئی بری بات نہیں، امام نافع مدنیؒ نے ستر (۷۰) تابعین سے پڑھا، اس سے امام نافعؒ کی توقیر میں کمی نہیں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی علامہ جزریؒ نے چالیس سے زیادہ شیوخ سے استفادہ فرمایا۔ مگر صحیح واقعہ تو ہوا گر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ،

مریم عمیاء مصریہؒ کو اپنا استاذ مانتے تھے۔حرم شریف کے شیخ المؤذنین کو اذان میں اپنا استاذ تسلیم کرتے تھے۔اور اس کی تربیت میں منارۂ حرم میں اذان دیتے تھے۔اگر ان کو مدرسہ صولتیہ کے تمام اساتذہ عربی کتب حتیٰ کے استاذ خوشخطی تک سے تلمذ کا اعتراف کرنے میں بھی فخر محسوس ہوتا تھا تو حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے استفادہ کر کے اقرار کرنے میں کیا انکار ہوسکتا تھا،مگر واقعۃً ایسا ہوا ہی نہیں تو یہ زبردستی کا اقرار آخر کیوں کرایا جائے۔

''دور رحمانیہ ضیائیہ'' کے مؤلف کہنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں تجوید وقراءت کی تمام نشر و اشاعت کا فروغ صرف دو ہستیوں سے ہوا ایک حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ اور دوسری حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ۔مگر اس قسم کا ادعا فضول ہے، ہندوستان میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب محدث پانی پتیؒ کا بہت بڑا فیض جاری ہوا جس کو پانی پتی حضرات کا سلسلہ کہنا چاہیے۔حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ کا اہل ہند اور مدارس پر بہت بڑا احسان ہے ایسے ہی حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کا بھی بے شک بہت بڑا فیض جاری ہوا ہے مگر یہ بات کہنے دیجئے کہ آخر میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر کام حضرت قاری عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے (خاص طور پر پاکستان میں تو کل فیض ہی ان کا پھیلایا ہوا ہے) وہ بڑے بڑے اساتذہ فن کے حصہ میں بھی نہیں آیا۔گویا حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ کے صحیح جانشین ، جناب قاری ضیاء الدین صاحبؒ نہیں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ ہوئے ہیں۔برصغیر پاک و ہند میں وہ اساتذہ فن جن کا تدریسی فیض خوب عام ہوا اور جنہوں نے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ مدرس اول برائے مدرسہ صولتیہ سے استفادہ فرمایا انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں جن میں نمایاں نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ الہ بادی فاضل قراءات سبعہ وعشرہ (بطریق الشاطبیہ الدرہ اور الطیبہ) صدر مدرس احیاء العلوم الہ آباد۔

۲۔ حضرت قاری محمد سلیمان بھوپالیؒ فاضل قراءات سبعہ وعشرہ۔آپ کا فیض

بھوپال میں خوب عام ہوا۔

۳۔ حضرت قاری مرزا محمود بیگ ؒ فاضل قراءات سبعہ وعشرہ (داماد حضرت قاری عبداللہ مکیؒ)۔آپ نے بھی بھوپال میں کام کیا۔

۴۔ حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ (جنہوں نے روایت حفصؒ میں حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے اور سبعہ عشرہ میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ سے استفادہ فرمایا ہے)۔

۵۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ (آپ نے بھی روایت حفصؒ میں حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے اور سبعہ عشرہ میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ سے استفادہ فرمایا ہے۔

۶۔ حضرت قاری عبدالوحید صاحبؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کہ آپ نے سبعہ و عشرہ کی پوری تعلیم حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے حاصل کی پھر حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو قاری عبداللہ صاحبؒ کو بطور تبرک کچھ سنایا اور توثیق حاصل کی ہے۔تفصیل ھدیۃ الوحید مطبوعہ دیوبند کے آخری صفحات پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مکی لکھنویؒ فاضل قرآءت سبعہ وعشرہ (برادر خورد حضرت قاری عبداللہؒ و حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ) نے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے پڑھا تو ہے مگر اول الذکر نے تجوید و قرآءت کی تدریس ہی نہیں فرمائی اور ثانی الذکر کے تلامذہ کی تفصیل سے کتب تاریخ خاموش ہیں۔

بہرحال مقصود عرض مدعا یہ ہے کہ قاری ضیاء الدین صاحبؒ نے حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ سے کچھ نہیں پڑھا بلکہ غالباً زیارت بھی نہیں کی ہے۔حضرت قاری ضیاء الدین

صاحب ؒ پڑھت میں پر کشش آواز کے مالک نہ تھے اور یہی شان ان کے صاحبزدگان اور تلامذہ کی بھی رہی ہے جیسا کہ میں اس سے پہلے بھی لکھ آیا ہوں مگر حضرت قاری عبدالمالک صاحب ؒ کا مقام، پختہ ادائیگی اور شاندار لہجہ عربی وحجازی کی وجہ سے اس قدر پرکشش اور انفرادی خصوصیت کا مالک تھا کہ مثال ملنی مشکل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا نفیس فطری ملکہ عطا فرمایا تھا کہ بے سرے قاریوں کا سن کر تکلیف ہونے لگتی تھی، چنانچہ متعدد واقعات میرے اس بیان کے گواہ ہیں اور حضرت ؒ کی سوانح میں بھی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ناممکن تھا کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحب ؒ اپنی تکمیل وتدریس میں حضرت قاری ضیاء الدین صاحب ؒ سے استفادہ کریں۔ دوسرے یہ کہ حضرت قاری صاحب ؒ نے اپنے تلامذہ کو جو سبعہ کی سند تکمیل دی ہیں اس میں ہمیشہ اپنا استاذ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحب ؒ کو لکھا ہے تیسرے یہ کہ شاطبیہ، درہ اور عقیلہ پڑھاتے ہوئے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب ؒ سے بے تحاشہ مواقع پر استفادہ کا علمی تذکرہ اور ان کی علمی آراء کو ظاہر فرمایا۔ ایک مرتبہ بھی کبھی نہیں فرمایا کہ میں نے قاری ضیاء الدین صاحب ؒ سے یہ سنا یا یہ پڑھا۔ حالانکہ حضرت قاری صاحب اپنے اساتذہ کا بہت ہی احترام سے ہمیشہ تذکرہ فرماتے تھے۔ راقم الحروف نے سات سالہ خادمانہ رفاقت کے زمانہ میں کبھی ایسی کوئی بات نہیں سنی جس سے کہ قاری ضیاء الدین صاحب ؒ سے استفادہ کرنا معلوم ہو۔

”دوررحمانیہ ضیائیہ“ کے مصنف نے اپنی اس کتاب میں مزید علمی خیانتیں بھی کی ہیں ضروری ہے کہ ان کو بھی بیان کردیا جائے۔

۱۔ حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھی ؒ مدرس فرقانیہ لکھنؤ نے حفظ قرآن مدرسہ صولتیہ میں حضرت قاری عبداللہ مکی ؒ سے کیا لیکن تجوید، قراءت سبعہ اور قراءت عشرہ میں مکمل استفادہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحب ؒ سے کیا ہے اس کا ثبوت آپ کی اسناد ہیں، کتاب میں ہم حضرت قاری صدیق صاحب ؒ

کے سلسلہ کی ایک سند جو روایت حفص کی ہے اور بواسطہ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ نہیں بلکہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے واسطہ سے ہے دے رہے ہیں یعنی قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ کی بھی وہی سند ہے جو قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے دیگر تلامذہ قاری ضیاء الدین صاحبؒ۔ قاری عبدالمعبود صاحبؒ۔ قاری مفتی حکیم نعمانی صاحب وغیرہم کی ہیں۔ حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھی کا انتقال بھی اسی سال ہوا ہے جس سال حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کا وصال ہوا ہے یعنی ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۰ء۔

۲۔ ایسے ہی اس کتاب میں حضرت قاری عبدالمعبود صاحبؒ کو بھی تجوید اور سبع میں حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کا شاگرد لکھا گیا ہے حالانکہ یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ قاری عبدالمعبود صاحبؒ کا تمام تر استفادہ برائے سبع وعشرہ بطریق شاطبیہ۔ درہ وطیبہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے ہے۔ یہ قاری عبدالمعبود صاحبؒ حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے چھوٹے بھائی ہیں مگر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے ساتھ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ میں تدریس کے دوران ان کے حضرتؒ سے بڑے دوستانہ اور نیازمندانہ تعلقات تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے قاری عبدالمعبود صاحبؒ کی تجوید کی کتاب ’’ضوابط نبلاء التجوید‘‘ پر تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے نیز اسی کتاب میں حضرت قاری عبدالمعبود صاحبؒ اپنی سند بھی بیان فرما رہے ہیں جس میں تمام تر استفادہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے بیان فرما رہے ہیں کہیں بھی حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ کا تذکرہ نہیں ہے یہ سند بھی ہم کتاب میں شامل کر رہے ہیں۔

۳۔ حضرت قاری شاہ محمد تھانویؒ نے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے مدرسہ صولتیہ میں تجوید میں استفادہ فرمایا ہے اور بعد ازاں حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ

سے سبع وعشرہ میں استفادہ فرمایا ہے۔ ''دورِ رحمانیہ ضیائیہ'' کے مصنف قاری شاہ محمد تھانویؒ کو بھی حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ اور ان کے صاحبزادے قاری محب الدین صاحبؒ کا شاگرد بتاتے ہیں لیکن غلط اور بالکل غلط روایت ہے راقم الحروف اپنے زمانہ طالبعلمی میں دارالعلوم دیوبند گیا اس وقت حضرت حکیم الامت تھانویؒ حیات تھے۔ دارالعلوم میں حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ صدر مدرس تجوید وقراءت دارالعلوم سے ملاقات ہوئی حضرتؒ بڑے تپاک سے ملے اور بڑی شفقت فرمائی تلاوت سننے کی سعادت بھی راقم کو حاصل ہوئی تھانہ بھون کی خانقاہ امدادیہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے قاری شاہ محمد صاحبؒ کی خیریت دریافت کی۔ قاری شاہ محمد صاحبؒ خانقاہ اشرفیہ کی مسجد کے امام تھے۔ بہت عمدہ سریلی آواز میں پڑھتے تھے۔ بچپن کا زمانہ تھا ذہن ناپختہ تھا میں نے حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ سے دریافت فرمایا کہ قاری شاہ محمد صاحبؒ واقعی مکمل قاری ہیں۔ قاری صاحبؒ نے آہ سرد بھر کر فرمایا، مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کی ذات منبع القراءت تھی آپ سے بے حد فیض پھیلا۔ مدرسہ احیاء العلوم کے ماشکی، دھوبی، فراش، غرض سب ہی قاری ہوتے تھے۔ سب کے لئے حکم تھا کہ قاریوں سے قرآن صحیح کریں۔

قاری شاہ محمد صاحبؒ بہت اچھے ذی استعداد طالبعلم تھے۔ ان کو اپنی تربیت روحانی کی بہت فکر تھی لہٰذا تکمیل فن کے بعد حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ نے انہیں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی خدمت میں بھیج دیا تھا اور سفارشی خط بھی لکھ کر دیا تھا چنانچہ قاری شاہ محمد صاحبؒ حضرت تھانویؒ کے خصوصی خدام میں سے تھے سر کی تیل کی مالش کی خدمت انہیں کے سپرد تھی، حضرتؒ ہی کے حکم سے بکریاں پالی ہوئی تھیں جن کی نسل خوب پھیلی اوپر کی اس

گفتگو سے معلوم ہوا کہ قاری شاہ محمد تھانویؒ بھی قاری عبداللہ مکیؒ اور قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے شاگرد ہیں۔ حضرت قاری ضیاء الدین صاحبؒ یا ان کے صاحبزادے قاری محب الدین صاحبؒ سے کبھی استفادہ نہیں فرمایا۔

۴۔ قاری ریاست علی لکھنویؒ نے بھی قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے استفادہ نہیں فرمایا ہے قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے شاگرد قاری ریاست علی بحری آبادیؒ ہیں قاری ریاست علی لکھنویؒ نے قاری محمد نذر نابیناؒ۔ قاری محمد سلیمان بھوپالیؒ۔ قاری محمد بختیار خان بھوپالیؒ ۔ قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے استفادہ کیا ہے۔ اور تکمیل فن حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے کی ہے قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے کبھی بھی استفادہ نہیں فرمایا مگر "دور رحمانیہ ضیائیہ" کے مصنف نے قاری ریاست علی لکھنویؒ کے اساتذہ میں قاری ضیاء الدین صاحبؒ کا نام بھی شامل کر دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ قاری ریاست علی لکھنوی کا سنہ پیدائش ۱۳۳۶ھ ہے اور قاری ریاست علی بحری آبادی کا سنہ پیدائش ۱۳۱۷ھ ہے۔ دیکھو تفصیلی حالات کے لئے تذکرہ قاریان ہند جلد سوم کہ جس میں ہر دو قاری صاحبان کے حالات مذکور ہیں۔

یہ وہ صاحبان ہیں جن کے راقم الحروف کو احوال معلوم ہیں معلوم نہیں اس کے علاوہ کتاب مذکور میں اور کس قدر خیانت علمی سے کام لیا گیا ہے۔

حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے ۱۳۳۷ھ فرقانیہ لکھنؤ میں آنے کے بعد ۱۳۷۰ھ تک بڑی دلجمعی سے کام کیا اس دوران آپ تقریباً دو سال کے لگ بھگ ٹونک تشریف لے گئے۔ بہر حال یہ تقریباً تینتیس سال کا طویل عرصہ بنتا ہے فرقانیہ لکھنؤ کی روائیدادیں اگر ملاحظہ کی جاسکتی ہوں تو معلوم ہوگا کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے تلامذہ کی صحیح تعداد کیا ہے یقیناً یہ تعداد بلا مبالغہ سینکڑوں میں پہنچتی ہوگی۔ پاکستان بننے کے

بعد فرقانیہ لکھنؤ کے حالات دگرگوں ہوئے۔ تو حضرت شیخ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء میں پاکستان تشریف لائے اور دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ میں تشریف فرما ہوئے۔

مگر ٹنڈوالہ یار میں مالی وانتظامی بے قاعدگیوں کی وجہ سے ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سے دارالعلوم اسلامیہ پرانی انارکلی لاہور تشریف لائے۔ قاری سراج احمد صاحبؒ مرحوم مہتمم دارالعلوم اسلامیہ اس کے محرک تھے۔ اور جیسے ہی حضرت نے دارالعلوم اسلامیہ میں قدم رنجہ فرمائے مدرسہ نے ملکی سطح پر شہرت حاصل کی پورے ملک سے جوق در جوق طالب فن استفادے کے لئے حاضر ہونے لگے ۱۹۵۲ سے ۱۹۵۹ تک حضرت کا لاہور میں قیام رہا اور اس قلیل عرصہ میں جو کام آپ فرما گئے اس کے اثرات پورے پاکستان میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ تدریس کی دنیا میں سات آٹھ سال کا عرصہ کوئی بڑا دور نہیں ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ کام میں اللہ کی طرف سے بے حد برکت ہوئی۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے یہ الفاظ واقعتا الہامی ہیں کہ حضرت قاری صاحبؒ کا پاکستان تشریف لانا عامۃ المسلمین کے لئے عموماً اور مسلمانان لاہور کے لئے خصوصاً رحمت خداوندی کا ابر محیط ہے جو پر جوش ہو کر برسا۔

مگر کارپردازان ہوا وہوس نے حضرت قاری صاحبؒ کو اس مدرسے میں دلجمعی سے کام کرنے کا موقع فراہم نہ ہونے دیا، حضرت قاری صاحبؒ فن کے بے تاج بادشاہ تھے، مگر سازشوں اور جوڑ توڑ سے بالکل ماوراء اور کوسوں دور تھے۔ بہر حال جیسے ہی حضرت قاری صاحبؒ دارالعلوم اسلامیہ سے اپنے مدرسہ دارالترتیل والقرآن میں اٹھ آئے مہتمم مدرسہ قاری سراج صاحبؒ کی بھرپور کوششوں کے باوجود دارالعلوم کو وہ ارتقاء اور عروج کبھی بھی حاصل نہ ہوا جو حضرت قاری صاحبؒ کے دور میں مدرسہ کا طرہ امتیاز رہا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے دارالعلوم اسلامیہ سے تشریف لے جانے کے بعد مدرسہ میں کبھی قاری محب الدین احمد صاحبؒ کو بلوایا گیا تو کبھی ان کے بھائی قاری مستجاب الدین احمدؒ کو مگر اہل

لاہور کے دل حضرت قاری صاحبؒ کی لحن داؤدی کے اسیر ہو چکے تھے مذکورہ دونوں حضرات جو بالکل سادہ پڑھت کے حامل تھے اپنا اثر نہ جما سکے اور پھر واپس ہندوستان چلے گئے۔

یہاں اس موقع پر بڑے افسوس سے تحریر کرنا پڑتا ہے کہ حضرت کے حالات زندگی پر جو سوانح مرتب ہوئی ہے وہ جس معیار اور شان کی متقاضی تھی وہ اس سوانح میں نظر نہیں آیا۔ مضامین کا ربط نہیں ہے صفحات بے ترتیب ہیں جس سے مضامین کا لطف ختم ہو کر رہ گیا مگر اس کے ساتھ ساتھ ہی سنگین قسم کی اغلاط اور بے قاعدگیاں بھی موجود ہیں۔ وہ وہ حضرات جن کا حضرت قاری صاحبؒ سے دور کا بھی واسطہ نہیں انہیں حضرت کا شاگرد بنا دیا گیا ہے۔ کہیں ہم عصر قراء کی فہرست میں ہم عصر قراء کے تلامذہ تک کو حضرت قاری صاحبؒ کے ہم عصر بنا دیا گیا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے اساتذہ تجوید وقراءت حضرت قاری عبدالرحمن مکیؒ اور حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کا تذکرہ ٹھیک طور پر نہیں دیا گیا ہے۔ خیال تھا کہ سوانح مذکور اچھے پیمانے پر مرتب ہوگی مگر جب مطالعہ کیا تو توقعات کے بالکل برعکس رہی۔

شاید اب بھی راقم حضرت استاذ کے حالات پر قلم نہ اٹھاتا مگر الزامات اور جھوٹ کا ایک طومار تھا جو مسلسل لکھا جا رہا تھا دل سے رہا نہ گیا اور یہ مضمون تحریر کیا ہے مگر حق وانصاف کے دامن کو کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے ساتھ راقم الحروف کو جو نیاز مندانہ تعلق ورفاقت رہی ہے اور حضرت استاذؒ نے جس طرح اپنے واقعات سے آگاہ فرمایا ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور راقم الحروف کے بھی پیش آمدہ حالات اور تاریخ کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ سب باتیں تحریر کر رہا ہوں۔ حضرت استاذؒ کے رازوں اور دیگر باتوں کا امین ہوں اور یہ یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح حضرت استاذؒ سے فن کی تحصیل کے بعد اس کی ترویج واشاعت میرا فرض ہے اسی طرح راقم کا یہ بھی فرض ہے کہ تاریخ کے آئینے پر اگر کسی قسم کا گرد وغبار دیکھوں تو اسے صاف کر کے تاریخ کے ان صحیح واقعات کو گوش گزار کر

دوں تاکہ حضرت استاذؒ سے متعلق صحیح منظر کشی تاریخ کے صفحات پر رقم ہو سکے۔

سوانحی تذکرہ جات جو پاکستان میں مرتب ہوئے ہیں ان میں بھی کچھ باتیں دیکھنے کو ملی ہیں۔ قاری یوسف سیالوی، جنہوں نے فوائد مکیہ کا حاشیہ لکھا ہے ان کے حاشیہ کے شروع میں حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ اور حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے حالات کے بیان کرنے میں چند واضح غلطیاں ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کے والد حاجی محمد بشیر خانؒ کانپور میں تھے کہ مولانا غلام حسین صاحبؒ کی مسجد کی منڈیر سے گر پڑے اور دو دن بے ہوش رہنے کے بعد انتقال کر گئے" گویا اپنے خاندان کے ہجرت مکہ سے پہلے ہی کانپور میں انتقال کر گئے مگر یہ بیان غلط ہے صحیح یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد حاجی بشیر خانؒ اور ان کے بڑے بھائی اور دیگر اہل خانہ مکہ معظمہ پہنچے ہجرت کے تین سال بعد بڑے بھائی کا انتقال ہوا۔ حاجی محمد بشیر خان صاحب نے وہاں اپنی جلد سازی کا کاروبار شروع کیا اس کاروبار میں انہیں کافی مقبولیت حاصل ہوئی اور پھر حاجی محمد بشیر خانؒ نے قیام مکہ معظمہ میں ہی رحلت فرمائی۔ اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے یہ تمام باتیں حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ نے اپنی ایک غیر مطبوعہ کتاب "القول الجمیل" کے مقدمہ میں تحریر کی ہیں۔ راقم الحروف نے خود اس میں سے پڑھی ہیں۔

نیز حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "حاجی محمد بشیر خان" کے صاحبزادوں نے مدرسہ صولتیہ میں علوم عربیہ حفظ قرآن۔ ابتدائی مشق اور کتب تجوید میں مہارت حاصل کی حفظ کے استاذ حضرت قاری عبدالقادر مدرسی الازہریؒ تھے۔ بعد ازاں حضرت قاری ابراہیم سعد مصری الشافعی الازہریؒ جب صولتیہ میں تشریف لائے تو حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ نے ان سے فن کی تکمیل کی اور شب و روز انتھک محنت سے سبعہ وعشرہ

کے گویا حافظ ہو گئے۔ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے ہی حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ اور حضرت قاری حبیب الرحمٰن مکی صاحبؒ نے سبعہ وعشرہ کی تکمیل کی۔ چنانچہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے سبعہ وعشرہ کی اسناد میں اپنی استفادی نسبت حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب سے کی اور حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کی استفادی نسبت حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے ہے جیسا کہ قاری عبدالوحید صاحبؒ استاذ دارالعلوم دیوبند اور قاری ضیاء الدین صاحبؒ نے ایسے ہی شجرہ ہائے نسبت دیئے ہیں۔

صولتیہ کے اساتذہ میں ایک استاذ قاری محمد غازی صاحبؒ بھی تھے جو بعد میں پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے اور صولتیہ کو چھوڑ کر گولڑہ آ گئے، یہیں ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۳۹ء میں وفات پائی، جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی وفات ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں ہوئی ہے۔

قاری محمد یوسف سیالوی کہتے ہیں کہ قاری عبدالرحمٰن صاحب کے پاس قرآءت کی ایک اور نادر سند بھی تھی جو آپ کو علامہ اجل مولانا محمد غازی صاحبؒ سے حاصل ہوئی تھی اس سند کی خصوصیت یہ تھی کہ مولانا محمد غازی صاحب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف گیارہ واسطے تھے دراصل اس سند میں ایک طویل العمر صحابی جن تھے مزید لکھتے ہیں کہ قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے تلمیذ ارشد مولانا قاری محبوب علی صاحبؒ نے بھی استاذ العلماء مولانا غازی صاحبؒ سے یہ سند حاصل کی تھی، قاری عبدالمالک صاحبؒ لاہور سے گولڑہ اس سند کے حصول کے لئے گئے تھے مگر انہیں اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

میں یہ کہتا ہوں

دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

کیوں خواہ مخواہ جنوں پریوں کی کہانیاں شروع کی ہیں۔ مولانا محمد غازی صاحبؒ کی

سند متداول ہے اس میں غازی صاحبؒ کے اور علامہ جزریؒ کے درمیان چودہ واسطے ہیں۔
علامہ جزریؒ سے اوپر سند اپنی تفصیلات کے ساتھ مشہور ہے جو کہ علامہ جزریؒ کی کتابوں ”تحبیر التیسیر“ اور ”النشر فی القراءات العشر“ میں موجود ہے بالکل کھلی بات ہے کہ تقریباً پورے عالم میں اسناد علامہ جزریؒ کے واسطے سے آگے بڑھتی ہیں وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا دروازہ ہیں۔ علامہ جزریؒ کی النشر موجود ہے جس میں علامہ موصوف نے اپنی تمام اسناد پر مفصل کلام کیا ہے کسی جن استاذ کا ذکر نہیں۔ علامہ جزریؒ سے کچھ اوپر علامہ دانیؒ تمام سندوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لئے دوسرا دروازہ ہیں انہوں نے اپنی ”التیسیر فی القراءات السبع“ میں سندات پر کلام کیا ہے اس میں کسی صحابی جن کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی اور مولانا محمد غازی صاحبؒ سے متصل خاتمۃ المحققین علامہ متولیؒ کی جاری کردہ اسناد متداول ہیں کسی صحابی جن کا تذکرہ نہیں۔ بھائی صاحب ان جن صحابی کو آخر کیا سوجھی کہ ائمہ قراءات سے تو کوئی رابطہ نہ کیا اتنی دیر بعد یکایک قاری غازی صاحبؒ سے محبت فرماتے ہوئے قرآءت کا درس دینے لگے۔ نہیں صاحب ہم نہیں مانتے ان کہانیوں کو یہ آپ اپنے حلقہ یاراں ہی میں رہنے دیں۔

پھر ایک اعتراض یہاں اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ قاری غازی صاحبؒ نے یہ سند کس کو جاری کی ایک قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ کو اور دوسرے قاری محبوب علی صاحبؒ کو اور بس۔ حتی کہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت بابو جیؒ نے بھی تجوید میں قاری غازی صاحبؒ سے استفادہ نہیں کیا ہے۔ بابو جیؒ کے بھی تجوید کے استاذ استاذ القراء قاری عبدالرحمٰن صاحب جونپوریؒ ہیں (دیکھو مہر منیر صفحہ ۳۶۱) اور تجوید کے علاوہ بقایا علوم دینیہ کی تحصیل بابو جیؒ نے حضرت مولانا محمد غازی صاحبؒ سے کی ہے۔ (دیکھو مہر منیر صفحہ ۳۶۲) بھائی یہ بات تو طے ہے کہ قاری غازی صاحبؒ نے کبھی بھی تجوید و قرآءت کی تدریس گولڑہ آنے کے بعد نہیں کی بلکہ مدرسہ صولتیہ میں بھی تاریخی شواہد تدریس تجوید و قرآءت کے نہیں

ملتے ہیں۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ مکہ سے جب واپس ہندوستان تشریف لائے تو استاذ عظیم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے حکم سے تشریف لائے تھے تمام درس نظامی کی تکمیل مولانا نے ہی کرائی تھی، بعدازاں گولڑہ میں مولانا غازی صاحبؒ سے تبرکاً سند حاصل فرمائی ہے۔ اوپر میں لکھ چکا ہوں کہ قاری غازی صاحبؒ کا انتقال ۱۹۳۹ء میں ہوا ہے تقسیم ہند سے بہت پہلے۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحب تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۲ء میں لاہور دارالعلوم اسلامیہ تشریف لائے ہیں اس وقت نہ قاری غازی صاحبؒ حیات تھے اور نہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ؟

۱۹۵۴ء یا ۱۹۵۵ء میں حضرت قاری سراج صاحبؒ مہتمم دارالعلوم اسلامیہ بطور سیر و تفریح کے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کو پنڈی کے سفر میں گولڑہ بھی لے گئے اس وقت پیر صاحبؒ کے صاحبزادے بابو جیؒ حیات تھے وہ کافی اکرام سے پیش آئے ہیں۔ وہیں حضرت قاری محبوب علی صاحبؒ سے بھی ملاقات رہی چند گھنٹوں کے قیام کے بعد واپسی ہو گئی۔ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کس سے سند لینے گئے تھے؟ مولانا غازی صاحبؒ والی سند کی حضرت قاری صاحبؒ کو اگر ایسی ہی حرص و رغبت تھی تو پھر قاری محبوب علی صاحبؒ موجود تھے ان سے رجوع کرنا چاہیے تھا جو حضرت قاری صاحبؒ کا استاذ کی طرح احترام کرتے تھے۔ ۱۳۴۸ھ میں فراغت کے بعد قاری محبوب علی صاحبؒ فرقانیہ میں مدرس تجوید و قراءت رہے اور اغلب امکان یہی ہے کہ جس زمانے میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ پاکستان تشریف لائے ہیں وہ بھی اسی وقت پاکستان آئے پھر حضرت قاری صاحبؒ نے ان سے وہیں رجوع کیوں نہ کیا، نہیں صاحب سچ ہی تحریر کیجیے حقیقت یہ ہے کہ حضرت قاری صاحبؒ کو اس سند کی کبھی کوئی حرص یا رغبت ہوئی ہی نہیں۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ کی دونوں اسناد متداول ہیں یعنی حضرت قاری عبداللہ مکی صاحبؒ والی اور مولانا قاری غازی صاحبؒ والی۔ مولانا غازی صاحب کی سند

میں وہ جلالت علمی نہیں جو شیخ ابراہیم سعد کے سلسلہ شیوخ میں ہے حسن بدیر الجریسی الکبیرؒ، شیخ متولیؒ، شیخ احمد سلمونہؒ، شیخ ابراہیم العبیدیؒ، شیخ محمد البقریؒ، شیخ احمد البقریؒ اور شیخ عبدالرحمن الیمنیؒ جیسے نابغہ روزگار اساتذہ فن کے ناموں کا ہونا جن کے اذکار و سوانح سے متعدد کتابیں ان حضرات کی شخصیت کی بلندیوں کی نقیب بنی ہوئی ہیں۔ یہ سب شیخ ابراہیم سعدؒ کی سند میں موجود ہیں۔ مولانا غازی صاحبؒ کی سند ان حضرات سے خالی ہے۔ شیخ ابراہیم سعدؒ کی سند میں تو صرف خاتمۃ المحققین شیخ متولیؒ کا نام ہی سلسلہ اساتذہ میں شامل ہونے سے اس سند کی قدر و قیمت کو ممتاز بنا دیتا ہے۔ اس سے قبل میں اوپر کہیں یہ بات تحریر کر آیا ہوں کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے جب حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے استفادہ فرما کر ہند کو مراجعت فرمائی اس وقت آپ کی سند سے عالی سند برصغیر پاک و ہند میں موجود ہی نہ تھی اور پھر حضرت قاری عبدالرحمن مکیؒ سے سبع و عشرہ میں استفادہ فرما کر آپ نے برصغیر میں علو اسناد کی اس روایت کو برقرار رکھا۔

مولانا قاری محمد طاہر رحیمی صاحب کی تحریر کردہ ''سوانح فتحیہ'' جو حال ہی میں طبع ہو کر آئی ہے اس کے بھی کچھ نکات قابل توجہ ہیں۔ قاری طاہر صاحب سوانح فتحیہ کے نمبر ۱۵۱ سے نمبر ۱۶۱ تک کے صفحات میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ آپ کے تلامذہ اور حجازی قراء کے اوپر خوب برسے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کی کراچی میں ایک محفل قرآءت کا تذکرہ ہے جس میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے دوران تلاوت کوئی کلمہ رہ گیا اور بعد ازاں آپ نے اسے پڑھ بھی لیا ہے قاری طاہر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''جب قاری عبدالمالک صاحب لاہوریؒ کی تلاوت کا نمبر آیا تو علمی و فنی خوف مرعوبیت کی بنا پر اشارہ سے حضرت والاؒ (یعنی حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ) کو پیچھے کی جانب ہٹانے کی بابت فرمایا اور پھر اس تلاوت میں انما المومنون الذین سورۃ الانفال

آیت نمبر۲ کی جمع الجمع کے طریق پر قرآءت کرتے ہوئے روایت ورش بطریق ازرق کی وجوہ مد بدل کے اجراء کے وقت واذا تلیت علیھم ایٰتہ ایمانا یعنی ایٰتہ کے بعد زادتھم کا کلمہ ترک فرما کر ایٰتہ ایمانا پڑھ گئے، مگر بعد میں غالباً از خود ہی اصلاح فرمالی (سوانح فتحیہ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد تلاوت کے دوران کلمہ قرآنی کا رہ جانا بظاہر معلوم ہوتا ہے جسے حضرت شیخ نے بعد میں پڑھ بھی لیا تھا پھر اس واقعہ میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا علمی وفنی خوف ومرعوبیت کا ذکر بھی جناب قاری طاہر صاحب نے بیان فرمایا ہے عرض ہے کہ یہ واقعہ تقریباً ۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۸ء کے درمیانی عرصہ کا ہے۔ حضرت شیخ اپنی عمر کے آخری دور سے گزر رہے تھے حضرت شیخؒ کا سال پیدائش ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء ہے اور حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کا سال پیدائش ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ہے یعنی قاری فتح محمد صاحبؒ حضرت شیخ سے عمر میں تقریباً بیس سال چھوٹے ہوئے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے شروع سے ہی اپنے وقت میں دنیا کے عظیم مشائخ فن سے استفادہ فرمایا جن میں شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبداللہ مکیؒ اور حضرت قاری المقری عبدالرحمٰن مکیؒ الہ آبادی شامل ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کو حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ سے علمی وفنی خوف ومرعوبیت ہوگی، اگر یہ علمی و فنی خوف ومرعوبیت ہونی چاہیے تھی تو اس کا مقام اور وقت وہ موقع تھا جب حضرت شیخ نوخیز تھے تازہ تازہ پڑھ کر مکہ مکرمہ سے وارد ہوئے تھے اور دارالعلوم دیوبند کا وہ مشہور تاریخی جلسہ تھا جو ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں ہوا۔

حضرت شیخ سے راقم الحروف نے خود سنا کہ محفل قرآءت میں بڑے بڑے قراء کرام تشریف لائے ہوئے تھے (بالفاظ دیگر حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کے اساتذہ عظام پانی پتؒ ودیگز غیر پانی پتی قراء) ہم دونوں بھائی (یعنی حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ) اپنی نوخاستگی کی وجہ سے کچھ گھبرائے ہوئے تھے کہ ہم

بڑے بڑے قراء کے سامنے کیا پڑھ سکیں گے۔ ترتیب اس طرح تھی کہ پہلے اکابر قراء نے پڑھنا تھا بعد میں ہماری تلاوتیں تھیں، جب برصغیر کے ان اکابر قراء کی تلاوتیں ہو گئیں تو ان کی تلاوت سن کو ہم دونوں بھائیوں کا خوف جاتا رہا۔ کیونکہ آوازوں کی تمکنت اور عربیت کا نکھار مفقود تھا۔ لب و لہجہ میں کوئی سوز اور کشش نہ تھی۔ تب ہم دونوں بھائی پڑھنے کیلئے ایک نئی امنگ اور ولولہ محسوس کرنے لگے اور جب ہم دونوں بھائیوں نے پڑھا اور الحمدللہ خوب خوب پڑھا کہ پرسوز حجازی لہجے پختہ گرفت اور فن تجوید سے معمور تلاوت سے مجمع حیرت و استعجاب سے بھی آگے نکل کر درد وسوز میں ڈوب گیا اور سامعین کی آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ تو صاحب جب حضرت قاری صاحبؒ ان اکابرین اساتذہ کے سامنے نہ گھبرائے تو حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ سے حضرت شیخ کو اس موقع پر کیوں علمی وفنی خوف ومرعوبیت محسوس ہوا۔ اور جب کہ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ تو ویسے بھی حضرت شیخ کے تلمیذ کے تلمیذ ہیں یعنی حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ نے درہ اور طیبہ کے طریق سے قراءات حاصل کی ہے حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ صدر شعبہ تجوید وقراءات دارالعلوم دیو بند سے اور حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحبؒ روایت حفص میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے شاگرد ہیں جیسا کہ اس سے قبل میں اوپر تحریر کر آیا ہوں۔

جناب قاری طاہر صاحبؒ کی تحریر کردہ اس سوانح کا مطالعہ کرنے کے بعد راقم کے ذہن میں جو تاثر ابھرا ہے وہ یہ کہ موصوف حجازی قراء بالخصوص حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ اور ان کے تلامذہ سے بے جا مگر بہت سخت ناراض ہیں۔ حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی فن میں ایک بہت اہم مقام کی حامل شخصیت ہوئے ہیں جس کا انکار کسی طور بھی ممکن نہیں مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ دوسرے خدام قرآن کی خدمات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے بلکہ کسی خاطر میں ہی نہ لایا جائے، جناب قاری طاہر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ”حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ جناب قاری فتح محمد صاحبؒ کا خط دکھا دکھا کر ناظرین کو

محظوظ فرماتے تھے اور قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ کے واقعات کو اچھال کر حضرت شیخؒ کے تلامذہ ہتک وعزت کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔'' یہ سب باتیں ان کے زرخیز ذہن کی پیداوار ہیں۔

راقم الحروف نے حضرت شیخؒ سے سات سالہ خادمانہ رفاقت کے دور میں آپ کی محفل میں خادمین قرآن کا ہمیشہ اچھے طور پر ہی ذکر سنا۔ حضرت شیخؒ کا تو یہ حال تھا کہ آپ نے قاری ضیاء الدین صاحبؒ کے تلامذہ کی طرف سے ناروا سلوک پر بھی کسی قسم کی کوئی رائے زنی یا جواب دینے کی کوشش نہ کی۔ پھر حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کے ساتھ تو کسی قسم کی معاصرانہ چشمک کو بھی امکان میں نہیں لایا جا سکتا اس لئے کہ دونوں حضرات میں جو علمی رشتہ ہے وہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں حضرت شیخؒ کا یہ انداز تو ہم نے دیکھا کہ کوئی دنیا دار شخص آیا تو اس سے بے رخی اور استغناء برتا مگر خدام قرآن کو ہمیشہ اپنی محبت و شفقت سے نوازا۔

یہ تلاوت کی غلطی والا واقعہ بیان فرما کر قاری طاہر صاحب نے فن تجوید وقرآءت کی یا اپنے پانی پتی سلسلہ کے قراء کرام کی کیا خدمت کی؟ اور اس واقعہ کے بیان کرنے سے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کی کس حد تک توقیر میں کمی ہوئی؟ اور اس واقعے سے حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کی توقیر میں کس قدر اضافہ قاری صاحب موصوف کے خیال میں ہوا؟ قرآن شریف پڑھتے ہوئے بھول جانا ایک فطری عمل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ احادیث میں منقول ہے کہ آپ نماز پڑھا رہے تھے متشابہ لگا تو آپ بھول گئے نماز کے بعد آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے مجھے لقمہ کیوں نہ دیا پھر فرمانے لگے اگر ابیؓ موجود ہوتے تو وہ ضرور لقمہ دیتے۔

اس حدیث مذکور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور رفعت ومنزلت میں نعوذ باللہ کسی قسم کی کوئی کمی ہوتی ہے امام کسائیؒ کا بہت مشہور واقعہ ہے آپ دوران تراویح

ترجعون کو ترجعین پڑھ گئے خلیفہ وقت ہارون الرشیدؒ مقتدیوں میں شامل تھے انہوں نے امام سے دریافت فرمایا اے امام کیا یہ بھی کوئی قرآءت ہے۔ امام کسائیؒ نے فرمایا نہیں حقیقت یہ ہے کہ میرے سے پڑھنے میں غلطی ہوئی۔ بتایئے اس واقع سے امام کسائیؒ کی عزت وتوقیر میں کوئی کمی ہوئی۔ ایسے ہی امام کسائیؒ اور امام یحییٰ الیزیدیؒ کا واقعہ بہت مشہور ہے دونوں حضرات یکے بعد دیگرے بھول گئے اس سے دونوں کی عزت وتوقیر میں کیا کمی ہوئی۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کا تراویح میں ختم قرآن کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ سورۃ الھمزہ پڑھے بغیر ختم فرمایا بعد میں یاد دلانے پر دوگانہ دہرایا۔ غرض ان تمام واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سہو ونسیان انسان کی سرشت میں ہے اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آ گیا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی کہ اس قدر رشد و مد سے اس کو بیان فرمایا۔ صاحبان نظر خود انصاف فرمائیں کیا یہ واقعہ بیان کر کے قاری طاہر صاحب نے حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کی کسی قسم کی عزت وتوقیر میں کوئی اضافہ کیا یا حضرت استاد محترمؒ کی عزت وتوقیر میں کسی قسم کی کوئی کمی فرما سکے ہیں پھر ایسے لایعنی واقعات کا تذکرہ کیوں؟

اس سے اگلے صفحے یعنی ۱۵۳-۱۵۴ پر مزید غبار اور بھڑاس حضرت قاری صاحبؒ کے متعلق نکالی ہے قاری صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

ایک بار حضرت والاؒ جناب قاری عبدالمالک مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے اور دورانِ گفتگو ان سے فرمایا کہ "بہت سے حضرات لہجہ میں غلو کر کے اس کو اصل مقصد بنا لیتے ہیں اور لہجہ و خوش آوازی کے شوق میں مدات وغنات کی مقدار میں اعتدال کی حدود سے باہر ہو جاتے ہیں۔ بہت سے قواعد کی بھی پرواہ تک نہیں کرتے بلکہ لہجہ کو مزیدار اور خوشگوار بنانے کے شوق میں مست ہو کر غنہ اور اخفاء اور الفات کو حد سے زیادہ بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور جگہ جگہ سکتہ کرتے ہیں اور بلاوجہ اپنے اوپر مشقت ڈالتے ہیں اور ان کو چند حروف پڑھنے کے بعد جا بجا سانس لینا پڑتا ہے جس سے تلاوت کا حسن بالکل جاتا رہتا ہے چونکہ

آپ اہل لحون کے سرخیل ہیں اس لئے آپ ان امور کی اصلاح کی جانب توجہ مبذول کریں'' اور پھر حضرت والا نے ازراہ انکساری و بے نفسی جناب قاری صاحب ممدوحؒ سے فرمایا کہ میں آپ کے روبرو کچھ تلاوت کرتا ہوں آپ جہاں جہاں کچھ سقم ہو نشاندہی فرما دیں۔ چنانچہ آپ نے تلاوت فرمائی تو انہوں نے قلمدان سے ہولڈر اٹھا کر جا بجا آپ کے مبارک چہرہ انور کے تاثرات سے پیدا شدہ تغیرات و کیفیات پر ہولڈر لگا لگا کر ٹوکا اور کہتے گئے کہ یہاں یہ تغیر کیوں ہو رہا ہے؟ یہاں یہ کیوں؟ وغیرہ وغیرہ، مقصد یہ تھا کہ یہ تغیرات غلط ہیں۔ حضرت والاؒ نے وہاں سے واپس آ کر جناب موصوفؒ کے پاس تشکر و امتنان کا ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں بزعمِ آں ممدوحؒ ان غلطیوں کی نشاندہی پر بہت زیادہ ممنونیت و شکریہ کا اظہار فرمایا۔ جناب قاری صاحب مرحوم کو جب یہ والا نامہ موصول ہوا تو جا بجا اس گرامی نامہ کا ذکر فرمایا اور وہ والا نامہ دکھا دکھا کر اور یہ کہہ کہہ کر یہ ہیں پانی پت والوں کے بڑے جن کا یہ حال ہے۔

ناظرین کو خوب متاثر و محظوظ فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ جس مدرسہ سے آپ بعض وجوہ کی بناء پر علیحدہ ہو گئے تھے اس کے ارباب حل و عقد سے بھی اس والا نامہ کے حوالہ سے خوب شکوہ کیا کہ دیکھو! میرا تو یہ مقام ہے اور آپ لوگوں نے ناقدری کا ثبوت دیا وغیرہ وغیرہ'' یہ ہے وہ واقعہ جسے شیخ القراء جناب قاری عبدالمالک صاحبؒ کے تلامذہ اور متعلقین خوب بڑھا چڑھا کر جا بجا بیان اور حضرت والاؒ کی شان میں تنقیص و ہتک عزت تک کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ احقر کے ناقص خیال میں اس قصہ کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ حضرت والا جناب قاری عبدالمالکؒ کے تلمیذ تو تھے نہیں، وقت کے امام شاطبی و حجۃ المقرئین وسند القراء تھے تو انہیں ٹوکنے کا یہ انداز وطریق اور ہولڈر کا چہرہ پر لگانا ایک معنیٰ میں ضرب فی الوجہ ہے جس کی حدیث شریف میں ممانعت وارد ہوتی ہے عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الضرب في

الوجہ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۷) آپ ﷺ نے چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔"

درج بالا واقعہ میرے سامنے پیش نہیں آیا ہاں برادرم قاری محمد صدیق صاحب لکھنوی اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ میں نے ان سے دریافت حال کیا انہوں نے سختی سے اس واقعہ کی تردید کی کہ حضرت قاری صاحبؒ نے ہولڈر لگا کر قاری فتح محمد صاحبؒ کے چہرے کے تغیرات کی نشاندہی کی بلکہ کہا کہ حضرت قاری صاحبؒ نے انگلی رکھکر قاری فتح محمد صاحبؒ کو بتایا کہ آپ حروف مفخمہ کی ادائیگی میں ہونٹوں کو گول کرتے ہیں جب کہ ان کی ادائیگی میں ہونٹوں کو دخل نہیں اور بعینہ یہی واقعہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کی سوانح میں بیان ہوا ہے۔

"قاری فتح محمد صاحب مدظلہ "عنایات رحمانی شرح شاطبیہ" کی تالیف کے دوران اکثر بذریعہ خط و کتابت مشکل مسائل کے حل دریافت فرماتے تھے۔ جب کبھی لاہور آتے تو حضرت قاری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر فرماتے کہ حضرت میں پڑھتا ہوں آپ میری اصلاح فرمادیں چنانچہ حضرت قاری صاحبؒ بے تکلفی سے اصلاح فرماتے تھے اور ان کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ دیتے تھے کہ آپ حروف مفخمہ کی ادائیگی کے وقت ہونٹ گول کرتے ہیں۔ جب کہ ان کی ادائیگی میں ہونٹوں کو دخل نہیں"۔

(سوانح امام القراء صفحہ نمبر ۱۲۴)

لیجئے یہ وہ واقعہ ہے جسے قاری طاہر صاحب نے اس قدر بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔
باقی قاری طاہر صاحب کا پھر صحیح مسلم کی حدیث بیان کرنا اور "ضرب فی الوجہ" میں اس کو شامل کرنا ان سب امور کے متعلق کہوں گا کہ اول تو یہ واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں ہے نہ ہی حجازی قراء نے کبھی حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ کی تنقیص و ہتک عزت کا حاشا و کلا سوچا بھی ہے اس قدر بڑے خادم قرآن کی کون تنقیص اور ہتک عزت کر کے اپنے

نامہ اعمال سیاہ کرے گا۔ اگر ایسی کسی قسم کی بھی کوئی بات ہوتی تو حجازی قراء قاری فتح محمد صاحبؒ کو اپنے مدارس میں امتحان کے لیے کیوں بلواتے۔ میرے مشاہدے کی بات ہے۔ حضرت قاری فضل کریم صاحبؒ بانی مدرسہ تجوید القرآن حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کو امتحان کے لیے بلوایا کرتے تھے۔

لیکن بالفرض اگر یہ درج بالا واقعہ وقوع پذیر ہوا بھی ہے (یاد رہے کہ ہم اس واقعہ کے شدت سے انکاری ہیں کہ سرے سے یہ واقعہ ہوا ہی نہیں) تو ہمارے خیال سے قاری طاہر صاحب موصوف کے اپنے بیان کردہ حالاتِ زندگی میں ان کے حفظ کے استاد صاحبؒ کی اصلاح والے نکات سے ان کا موازانہ کریں تو یہ واقعہ ان ''اصلاحات'' کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے۔ صرف یہی عرض کروں گا۔

وہ قتل بھی کر دیں تو چرچا نہیں ہوتا

قاری طاہر صاحب کے اپنے سوانحی حالات جوانہوں نے سوانح فتحیہ میں بیان کیے ہیں اس میں صفحات نمبر ۶۲۴-۶۲۵ کا مواد بغیر کسی تبصرے کے من وعن نقل کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

''ہمارے اولین استاد مولوی حافظ عبدالعزیز صاحبؒ ملتانی خوب سخت گیر اور شدید التعزیر تھے۔ ایک بار احقر کے دائیں ہاتھ کی وسطی وسبابہ کے درمیان چاقو کی نوک رکھ کر سزا دی جس سے خون بہہ نکلا اس زخم کا نشان ابھی تک باقی ہے۔ سر میں کافی ضربیں لگاتے تھے ان کے آثار اور زخم بھی تا حال موجود ہیں ایک بار ناک کی ہڈی پر مکہ رسید فرمایا جس کی وجہ سے ناک کی ہڈی ٹیڑھی ہوگئی اور دائمی مشکلات پیدا ہوگئی۔ استاد موصوف کئی مرتبہ گھٹنوں پر مارتے جس کی وجہ سے ورم ہوجاتا مگر ہماری والدہ ماجدہ رات کو آگ سے گھٹنوں کو سینکتیں اور پھر صبح کو از خود ہمیں استاد صاحبؒ کے پاس پہنچا کر آیا کرتیں۔ ایک بار حضرت

استاد ممدوحؒ نے احقر کی گردن میں زنجیر ڈال کر اس کا دوسرا سرا دروازہ کی کنڈی کے ساتھ باندھ دیا اور پھر قرآن سننا شروع فرمایا۔ جہاں غلطی آتی اٹھا کر دور پھینکتے جس کی وجہ سے گلا کھینچ جاتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس طرح ایک بار جو اٹھا کو دور پھینکا تو گلا اس قدر سخت اور زیادہ کھنچ گیا کہ میں بے ہوش ہو گیا سر سے شاں شاں کی آوازیں آنے لگیں منہ سے جھاگ آگئے، کافی دیر کے بعد ہوش میں آیا۔"

عرض ناشر:

حضرت قبلہ والد صاحبؒ کا یہ مضمون ہمیں اسی قدر دستیاب ہوا ہے مضمون کے ربط و تسلسل سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قبلہ والد صاحبؒ اس پر مزید کام کرنا چاہتے تھے لیکن وفات نے مہلت نہ دی۔ علمی امانت کے طور پر ہم اسے شجرۃ الاساتذہ میں اسی حالت میں شامل کر رہے ہیں۔

عزیز احمد التھانوی

مدیر قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

امام القراء حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا فیض علمی

از: استاذ القراء والمجودین القاری المقری محمد صدیق لکھنوی دامت برکاتہم

جب بھی برصغیر پاک و ہند میں تجوید و قرآءت کی خدمات پر جامع تاریخ غیر جانبداری اور تعصب و عناد سے بالاتر ہو کر لکھی جائے گی تو اس میں امام القراء حضرت الاستاذ القاری المقری عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بہت بلند اور نمایاں طور پر ذکر کیا جائے گا۔

حضرت استاذ محترم کے سوانحی حالات پر میں زیادہ تحریر نہیں کروں گا میرا موضوع سخن حضرت استاذ محترم کی تدریسی خدمات کی طرف زیادہ رہے گا۔

۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں حضرت استاذ محترم علی گڑھ کے معزز شیخ صدیقی گھرانے میں شیخ جیون علی صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی شیخ جیون علی صاحبؒ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۱۳۰۷ھ میں ناظرہ قرآن کی تعلیم محترم حافظ محمد صدیق صاحب کے مدرسے سرائے کلیم علی گڑھ میں شروع کی ۱۳۱۳ھ میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بچوں کی مزید دینی تعلیم کے لئے سرزمین حجاز کا رخت سفر باندھا وہاں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا قاری عبداللہ مکیؒ سے اول قرآن کریم حفظ کیا اور بعدازاں روایت حفص کی تکمیل کی۔ اور عربی نصاب بھی مکمل کیا۔

شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبداللہ صاحب اپنی عمدہ پڑھت' خوبصورت عربی لہجوں اور مضبوط ادائیگی کی بدولت چار دانگ عالم شہرت کے مالک تھے۔ سرزمین حجاز میں پوری دنیا سے آنے والے اہل شوق حجاج کرام جب حج کے لئے آتے تو حرم مکہ کے جوار میں واقعہ مدرسہ صولتیہ کے اس عظیم استاد تجوید و قرآءت سے ضرور استفادہ کرتے اور عمدہ پڑھت اور مضبوط ادائیگی سے قرآن کو پڑھنے کی سعادت سے مالا مال ہو کر اپنے اپنے ملکوں میں واپس جاتے۔ حضرت قاری عبداللہ مکی کی شخصیت علم و فن کے لحاظ سے اس مقام

پڑھی کہ بڑے بڑے شیوخ، علماء وفضلاء نے آپ سے استفادہ فرمایا اور آئندہ چل کر بڑے فخر سے بتلایا کہ وہ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کے فیض یافتہ ہیں۔ انہیں فیض یافتہ افراد میں حضرت شیخ کے برادر اکبر استاذ القراء حضرت قاری عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ اور حکیم الامت حضرت مولانا قاری اشرف علی صاحب تھانویؒ بھی ہیں۔

حضرت قاری عبدالخالق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم والدہ کے ہمراہ بحری جہاز میں حجاز مقدس جا رہے تھے تو دوران سفر میری تلاوت سن کر بحری جہاز کے مسافر کہا کرتے یہ لڑکا عمدہ پڑھتا ہے مگر مکہ معظمہ جا کر اور بھی اچھا پڑھنے لگے گا۔ حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ فرماتے ہیں میں ان مسافروں کی یہ بات سن کر سوچا کرتا تھا کہ کیا جس حالت میں میں اب پڑھ رہا ہوں اس سے بہتر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ سے استفادہ کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی جہاز کے مسافر صحیح کہتے تھے۔ اسی طرح کے حضرت حکیم الامتؒ کے تاثرات ہیں فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے استفادہ نہیں فرمایا تھا میں یہی سمجھتا تھا کہ میں قرآن صحیح پڑھتا ہوں مگر جب حضرت سے استفادہ فرمانا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ مجھ میں تو ابھی بہت کمی ہے۔ غرض ان دو اکابرین کے بیانات سے حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کی شخصیت اور آپ کا علمی وفنی مقام کھل کر سامنے آتا ہے۔ پھر حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے شرف تلمذ متحدہ ہندوستان میں گنتی کے اکابرین ہی کو حاصل ہے۔ انہیں قابل فخر شاگردوں میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔

حفظ قرآن اور روایت حفص کی تکمیل میں ۱۳۱۳ھ سے ۱۳۲۲ھ یعنی نو سال کا عرصہ لگا۔ یہ ایک طویل عرصہ ہے آج کون ہے جو روایت حفص میں اس قدر طویل استفادہ کرے۔ غرض حضرت شیخ نے اپنے قابل فخر استاذ سے خوب خوب استفادہ فرمایا۔ اور ترتیل۔ حدر مشق غرض ادا کی ہر صنف میں خوب اچھے پیمانے پر استفادہ کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں حضرت شیخ

واپس ہندوستان تشریف لائے اور مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور سے اپنی تدریسی سرگرمیوں کا آغاز فرمایا۔ ہندوستان تشریف لانے کے فوراً بعد ہی آپ اپنی خوبصورت آواز' مضبوط پڑھت اور شاندار اداء کی بدولت بہت مشہور ہوئے۔ ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کے مشہور سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر منعقدہ محفل قرآءت میں آپ کی خوبصورت تلاوت سے سامعین دم بخود رہ گئے۔ اسی موقع پر حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے تعارف حاصل کیا اور بہت اصرار سے مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون میں صدر شعبہ تجوید کے لئے لے گئے۔ وہاں آپ نے ایک ڈیڑھ سال قیام فرمایا۔ حضرت تھانویؒ قرآن کو صحت تلفظ سے پڑھنے پر بہت زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ جو شخص بھی آپ سے بیعت کے لئے آتا اس کے لئے حکم تھا کہ پہلے وہ قرآن کو بالتجوید پڑھنے کا اہتمام کرے۔ حضرت تھانوی خود حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کے فیض یافتہ تھے بہت عمدہ اور خوبصورت قرآن شریف پڑھتے تھے۔

تجوید وقراءت کے فروغ کے لئے حضرت تھانویؒ کی خدمات بیش بہا ہیں۔ آپ ہی کی کوششوں سے دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تجوید وقراءات کے شعبہ جات کا آغاز ہوا۔ اپنے مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون میں بھی بڑے بڑے اکابر قراء کو رکھا ہے جن میں حضرت استاذ قاری عبدالمالک صاحبؒ۔ حضرت قاری عبداللہ مرادآبادیؒ اور حضرت قاری محمد یامین صاحبؒ بڑے نمایاں ہیں۔

حضرت شیخؒ سے قیام تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ کے نامور اکابر مریدین علماء وفضلاء نے استفادہ فرمایا۔ بعد ازاں آپ حضرت تھانویؒ کے بڑے بھائی کے ایماء پر بریلی کی مرکزی جامع مسجد میں تشریف لائے اور وہاں بھی تجوید کی تدریسی سرگرمیاں انجام دیں۔ ۱۳۳۵ کے لگ بھگ آپ اپنے ہم جماعت نواب فیاض خاں صاحبؒ کے ایماء پر آگرہ کی شاہی مسجد میں واقع مدرسہ عالیہ میں تشریف لائے۔ نواب فیاض خاں صاحبؒ نے بھی مدرسہ صولتیہ میں اسی زمانے میں حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے پڑھا ہے جس زمانے

میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے استفادہ فرمایا ہے۔ مدرسہ عالیہ میں آپ نے خوب جم کر تدریسی کام کیا ہے آپ کا قیام آگرہ میں تقریباً چار سال کے لگ بھگ رہا ہے مگر اس قلیل عرصہ میں ایک قابل قدر تعداد نہایت عمدہ پڑھنے والے تیار کر دیئے۔ جن میں حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھیؒ۔ حضرت قاری احتشام الحسن صاحبؒ اور حضرت قاری جلیل اشرف صاحبؒ کے نام بہت نمایاں ہیں۔

۱۳۴۴ھ میں آپ آگرہ سے مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد میں برصغیر پاک و ہند کے نامور شیخ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ آبادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سبع عشرہ قراءت کی بطریق التیسیر' الشاطبیہ' الدرۃ' التحبیر اور طیبہ کے مطابق تکمیل فرمائی اور ۱۳۴۷ھ میں سند فراغ حاصل کی بعض حضرات نے آپ کا استفادہ قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے تحریر کیا ہے جو بالکل غلط اور خلاف واقعہ روایت ہے اس پر میں تفصیل سے کلام برادرم قاری اظہار احمد تھانویؒ کی سوانح کے مقدمہ میں بھی کر چکا ہوں۔ حضرت استاذ کا تمام تر استفادہ (روایت حفصؒ میں) حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے اور قراءات سبع وعشرہ میں مکمل استفادہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ بادیؒ سے ہے۔ قاری ضیاء الدین صاحبؒ سے بالکل نہیں ہے۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ الہ آبادی نے آپ کو حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ مہتمم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کی شخصیت سرزمین لکھنؤ پر ایک نعمت عظمیٰ تھی آپ بیک وقت ایک بہت بڑے ولی اللہ۔ مسند علم کے شاہسوار اور علوم تجوید و قراءت کے عاشق زار تھے۔ تلاوت قرآن کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن سننا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ مدرسہ عالیہ فرقانیہ ایک بہت وسیع جامعہ تھی جس میں اسی (۸۰) کے لگ بھگ اساتذہ اور دیگر عملہ کام کرتا تھا۔ تعلیم و تدریس حفظ' تجوید' قراءت اور دیگر علوم اسلامیہ کے شعبہ میں نہایت قابل اور اپنے فن کے نامور اساتذہ مدرسہ میں خدمات انجام دیتے تھے۔

متحدہ ہندوستان کے طول وعرض سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لوگ مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں داخلہ کے لئے آتے تھے۔ داخلہ کا معیار نہایت اونچا تھا۔ بڑے بڑے نامور فارغین اور اساتذہ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ان کے تلامذہ کو مدرسہ ہذا میں داخلہ مل جائے یا یہاں کے اساتذہ وشیوخ کو امتحان دینا نصیب ہوجائے۔

حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ نے علم تجوید وقرآءات کے نامور اساتذہ اور شیوخ جو کہ برصغیر متحدہ ہندوستان میں مشہور ومعروف تھے ان کی خدمات مدرسے کے لئے حاصل کر رکھی تھیں۔ ان میں حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب مکی لکھنویؒ (برادر اصغر حضرت قاری عبداللہ مکیؒ وحضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ) حضرت قاری ضیاء الدین صاحب صدیقیؒ۔ حضرت قاری محمد صدیق صاحب میمن سنگھیؒ۔ حضرت مولانا قاری محمد نذر صاحبؒ۔ حضرت مولانا مفتی قاری نصیر الدین نعمانی صاحبؒ۔ حضرت مولانا قاری عبدالمعبود صاحبؒ۔ حضرت مولانا قاری محمد سابق صاحبؒ بہت نمایاں ہیں۔ حضرت قاری حبیب الرحمٰن مکی۔ صدر مدرس تھے اور آپ کے انتقال کے بعد حضرت استاذ قاری عبدالمالک صاحبؒ صدر شعبہ تجوید وقرآءت مقرر ہوئے۔ دو تین سال کے عرصہ کے لئے آپ نواب ابراہیم خاں والی ٹونک کی دعوت پر مدرسہ فرقانیہ ٹونک بھی تشریف لے گئے اور وہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ٹونک میں قیام کا عرصہ بھی حالانکہ بہت قلیل ہے لیکن وہاں بھی آپ نے ایک گرانقدر کھیپ نہایت عالی شان تلامذہ کی تیار کردی جن میں قاری حبیب اللہ ٹونکوی' قاری مولا بخش ٹونکوی' قاری صبغت اللہ ٹونکوی رحمہم اللہ علیہ جیسے اکابرین فن شامل ہیں۔

بہرحال حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کے طلب فرمانے پر آپ دوبارہ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تشریف لے آئے اور بدستور اپنے سابقہ منصب پر کام کرتے رہے۔

حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے صدر مدرسی کے دور میں مدرسہ عالیہ فرقانیہ کا

نظام تعلیم اور معیار تعلیم اپنی مثال آپ تھا۔ تمام اساتذہ کی کارکردگی جانچنے کے لئے سالانہ اور ماہانہ جلسہ ہائے قرآءت منعقد ہوتے تھے۔ اس جلسہ میں ہر مدرس صاحب کے طلباء پڑھتے تھے اور پڑھنے کا مدار آواز' تجوید اور لہجہ وغیرہ یہ سب امور ہوا کرتے تھے آغاز جلسہ میں پہلے وہ طلباء پڑھتے جو صفات مذکور میں ادنیٰ ہوتے اس کے بعد اوسط درجہ کے طلباء جوان مذکورہ صفات کے حامل ہوتے وہ پڑھتے اور پھر کسی بھی مدرس کے مضبوط اور اعلیٰ درجہ کے تلامذہ پڑھتے اور ان کے بعد پھر ان طلباء کے استاذ صاحب تلاوت کرتے یہ جلسہ بذات خود ایک بہت سخت امتحان ہوا کرتا تھا۔ ان جلسوں میں کارکردگی ہر خاص و عام کے سامنے آجاتی تھی لہٰذا مدرسین حضرات بڑی سخت محنت کرواتے مسابقت کی ایک بہترین فضا پرورش پاتی۔ سالانہ جلسہ میں تو اس سے بھی زیادہ اہتمام ہوتا متحدہ ہندوستان کے طول وعرض سے مدرسہ کے سابق فارغین اس سالانہ جلسہ کے مواقع پر اکٹھے ہوتے۔ طلباء کی اسی ترتیب سے تلاوتیں ہوتی جو میں اوپر ذکر کر آیا ہوں اور بعد ازاں اسناد فراغت دی جاتی اور دستار بندی ہوتی۔

اس کے علاوہ ایک زبردست امتحان اور مسابقت کا موقع حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس کے موقع پر سرہند شریف میں ہوتا۔ حضرت مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کے دور سے ہی مدرسہ کا دستور تھا کہ نامور طلباء اور اساتذہ کرام مدرسہ کی طرف سے عرس میں جاتے اور وہاں بڑے اہتمام سے پھر تلاوتیں ہوتیں۔ مذکورہ عرس مروجہ رسوم و بدعات سے بالکلیہ پاک ہوتا تھا۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ کی حیات میں مدرسہ کے درجات تجوید کا امتحان حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ لیتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد پھر حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب صدر شعبہ دار العلوم دیوبند اور حضرت قاری بختیار خان بھوپالیؒ جیسے اکابرین لیتے رہے ہیں۔

حضرت قاری صاحبؒ کی تمام شعبہ تجوید وقرآءات کے مدرسین پر نظر ہوتی تھی۔ درجہ تجوید میں کس طالب علم کو کس مدرس کے درجہ میں داخلہ دینا ہے یہ حضرت قاری صاحبؒ کی صوابدید پر تھا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے درجہ میں داخلہ کے خواہشمند ہزاروں طلباء ہوتے لیکن امید کچھ خوش نصیبوں کی ہی برآتی تھی۔ راقم الحروف نے مدرسہ عالیہ فرقانیہ سے ہی ناظرہ خوانی اور حفظ قرآن کیا اور بعد ازاں عربی علوم کی تکمیل کی۔ میری خوش نصیبی اور خوش بختی کہ میرا انتخاب حضرت قاری صاحبؒ کے درجہ کے لئے ہوا۔ میرے ہم سبق ساتھیوں میں حضرت قاری صاحبؒ کے صاحبزادے محترم قاری محمد شاکر انور مرحومؒ بھی شامل تھے۔

قیام پاکستان تک مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ کا انتظام والنصرام اسی شاندار طریقہ پر چلتا رہا قیام پاکستان کے موقع پر مالی حالات دگرگروں ہوئے مالی سرپرستی کرنے والے حضرات پاکستان ہجرت کر گئے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے ان نامساعد حالات کے باوجود مدرسہ میں تدریسی شغل جاری رکھا مگر جب حالات بہت زیادہ دگرگوں ہوئے تو حضرت قاری صاحب لکھنؤ سے دارالعلوم ٹنڈو الہ یار حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کی فرمائش پر تشریف لے آئے۔

دارالعلوم ٹنڈوالہ یار کا آغاز بہت وسیع پیمانہ پر ہوا خیال یہ تھا کہ اسے پاکستان میں دارالعلوم دیوبند کا متبادل بنایا جائے۔ مگر منتظمین حضرات بوجوہ مدرسہ کے وسیع وعریض اخراجات اور انتظامی امور کو گرفت میں نہ رکھ پائے۔ جس کی وجہ سے انتظامی امور میں بے قاعدگیاں ہوئیں اور آخر کار بڑے بڑے عمائدین فن آہستہ آہستہ دوسرے شہروں کے مدارس میں تشریف لے گئے حضرت قاری صاحبؒ بھی دارالعلوم ٹنڈوالہ یار سے دارالعلوم اسلامیہ پرانی انارکلی لاہور تشریف لے آئے۔ حضرت کے لاہور تشریف لانے سے اہل لاہور خصوصاً اہل علم حضرات میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ دارالعلوم اسلامیہ میں حضرت سے استفادہ کے لئے ہجوم ہو گیا۔ دارالعلوم جو بالکل گمنام تھا حضرت قاری صاحبؒ کے تشریف

لانے سے یکایک گوشہ گمنامی سے نکل کر بام شہرت کو چھونے لگا۔ تجوید کے درجہ کے لئے جگہ کم پڑنے لگی دیگر درجات کو دوسری جگہ منتقل کر کے حضرت قاری صاحبؒ کے درجہ کے لئے جگہ کو وسیع کیا گیا۔

اسی دور میں راقم الحروف لکھنؤ سے ہجرت کر کے لاہور وارد ہوا۔ حضرت استاذ نے نہایت شفقت فرمائی۔ فرمانے لگے میرے پاس کام کافی ہے تم میرے پاس آ جاؤ لہٰذا راقم الحروف کو معین استاذ کے طور پر اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ یہ راقم الحروف کے لئے ایک بہت بڑی سعادت تھی بعدازاں جب کام میں مزید وسعت و ترقی ہوئی تو قاری اظہار احمد تھانوی مرحومؒ بھی معین استاذ کے طور پر ہمارے شعبے میں آ گئے اس سے قبل قاری اظہارؒ ابتدائی عربی کے شعبہ میں کام کرتے تھے۔

حضرت قاری صاحبؒ کا طرہ امتیاز یہ تھا کہ آپ جہاں بھی تشریف لے گئے اور جس مدرسے میں بھی کام کیا خواہ قلیل عرصہ ہی کے لئے وہاں آپ کا قیام کیوں نہ رہا۔ آپ اپنے تلامذہ کی ایک قابل قدر اور خاطر خواہ تعداد ضرور بنا گئے۔ سہارنپور کا مدرسہ تجوید القرآن۔ تھانہ بھون کا مدرسہ امداد العلوم بریلی کی مرکزی جامع مسجد میں قائم مدرسہ۔ شاہی مسجد آگرہ کا مدرسہ عالیہ۔ لکھنؤ کا مدرسہ عالیہ فرقانیہ۔ ٹونک کا مدرسہ فرقانیہ۔ ٹنڈو الہ یار کا دارالعلوم۔ لاہور کا دارالعلوم اسلامیہ اور بعد ازاں زندگی کے آخری ایام میں اپنے ذاتی مدرسے دارالترتیل والقرآن لٹن روڈ۔ غرض یہ روایت آپ نے ہر جگہ برقرار رکھی۔ یہ ایک ایسا شاندار وصف تھا جس سے بڑے بڑے اساتذہ فن محروم رہے۔

قاری محمد حسن امروہوی ثم قلاتیؒ کے متعلق مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ ان کے وفات پر لکھے گئے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ "افسوس حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے بعد کوئی قابل ذکر شاگرد نہیں چھوڑا ہے (دیکھو ماہنامہ بینات کراچی شعبان ۱۳۹۵ھ) ایسے ہی حضرت قاری احمد علی خان صاحبؒ اصطفاء منزل والوں کا بہت چرچا ہے کہ لکھنؤ میں امام

تک بتایا جاتا ہے مگر تدریسی خدمات کچھ بھی نہیں نامور تلامذہ نہ معلوم۔

فنی ارتقا اور اس کی معراج یہی ہے کہ استاذ اپنے بعد ایسے نامور شاگردوں کی ایک کھیپ چھوڑ جائے جو کہ اس کے فن اور نام کو دنیا اور آخرت دونوں جہان میں آگے چلانے کا سبب ہوں۔ علامہ دانی ؒ کی تصانیف ان کی جلالت علمی کو بے شک بہت زیادہ کرتی ہیں مگر ان کی صحیح علمی میراث ان کے وہ شاگرد ہیں جن سے آگے چل کر پوری دنیا میں علوم قراءات کی ترویج ہوئی اور انہی ضیا پاشیوں سے ہم لوگوں کے دل بھی منور ہوئے۔ ایسے ہی مقام کے حاصل علامہ شاطبیؒ۔ علامہ سخاویؒ۔ علامہ جزریؒ۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاریؒ اور علامہ متولیؒ کے نام نامی ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ میرے شیخ محترم بھی اپنی مشائخ عظام کی اس خوبصورت تسبیح کا ایک موتی ہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔ آج آپ پاکستان کے طول وعرض میں گھوم جائیں آپ کو ہر قریہ۔ گاؤں' شہر اور ہر صوبے میں قرآن سے وابستہ جو شخص ملے گا وہ کسی نہ کسی طور پر حضرت استاذؒ کے سلسلہ فیض سے ضرور منسلک ہوگا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

پاکستان میں تو آج جس قدر بھی قرآن کو خوبصورت صحیح اور با تجوید پڑھنے کا ذوق و شوق نظر آتا ہے اس میں تمام تر محنت حضرت استاذؒ کی نظر آتی ہے۔ بر سبیل تذکرہ ان باتوں کے بعد موضوع سخن دوبارہ مضمون کی طرف کرتا ہوں۔ حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے طریقہ تدریس کے شاندار اوصاف کو دار العلوم الاسلامیہ میں بھی قائم رکھا۔ ۱۹۵۵ء میں دار العلوم اسلامیہ کا شاندار جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی ہوا۔ حضرت قاری صاحبؒ اور قاری سراج صاحبؒ کے ایماء پر مولانا قاری طیب صاحب ؒمہتمم دار العلوم دیوبند لاہور تشریف لائے۔ قیام پاکستان کے بعد قاری طیب صاحبؒ یہ پہلی مرتبہ لاہور آئے تھے۔ واہگہ بارڈر پر قاری طیب صاحبؒ کو لینے راقم ہی گیا تھا۔ جلسہ ہوا اور بڑے شاندار پیمانے پر ہوا۔ حضرت قاری صاحبؒ کے تین سالوں کے فارغین کو اسناد اور دستار سے نوازا گیا۔

بعد میں ہونے والے جلسوں میں تو مزید ترقی ہوئی۔ اس موقع پر ہونے والی محافل قراءات اور جلسہ میں اکابر بزرگوں کی آمد سے جلسہ کو چار چاند لگ گئے۔ ۱۹۵۶-۱۹۵۷ء اور یکم ودو نومبر ۱۹۵۸ء کو دو روزہ نہایت شاندار اور اعلیٰ پیمانہ پر جلسہ تو اپنا دور عروج تھا۔ ان تمام جلسوں میں حضرت قاری طیب صاحب ؒ مدعو ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر عمائدین جیسے حضرت مولانا احمد علی لاہوری، مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا داؤد غزنوی رحمہم اللہ علیہم اجمعین جیسے حضرات شامل ہوتے تھے۔

۱۹۵۸ء کے اس دو روزہ جلسہ کے بعد حضرت قاری صاحب ؒ نے دارالعلوم اسلامیہ سے علیحدگی اختیار فرمالی۔ اور لٹن روڈ پر دھیان شاہ کی مسجد میں اپنا مدرسہ قائم فرمالیا۔ یہاں بھی حضرت قاری صاحب ؒ سے استفادہ کرنے والوں کا ہجوم ہوگیا۔

حضرت قاری صاحب ؒ نے اپنے مدرسہ میں تقریباً سال سوا سال پڑھایا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۹ بروز منگل کو آپ نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت کا قائم کردہ یہ مدرسہ ماشاء اللہ اچھے پیمانہ پر اب بھی کام کر رہا ہے۔ یہاں اب آخر میں کچھ اعتراضات اور الزامات کا جواب دیتا چلوں۔

حال ہی میں شیخ القراء قاری محمد اسماعیل صاحب پشاوری ؒ کی سوانح طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے اس میں بہت سی باتیں بالکل خلاف واقعہ درج کی گئی ہیں صفحہ نمبر ۱۹۹ پر قاری عبدالقوی صاحب نے اپنے مضمون میں حضرت قاری شریف صاحب ؒ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے شیخ قاری عبدالرحمٰن مکی صاحب ؒ سے لکھنؤ میں استفادہ کیا ہے یہ بالکل غلط ہے حضرت قاری شریف صاحب ؒ نے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی ؒ کی زیارت بھی نہیں کی ہوئی ہے۔

حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی ؒ کا سنہ وفات ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ء ہے جبکہ حضرت قاری

شریف صاحبؒ نے لکھنؤ میں ۱۹۴۳ء کے قریب زمانہ میں حضرت قاری عبدالمعبود صاحبؒ سے استفادہ فرمایا ہے جو کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ کے بڑے اچھے شاگردوں میں سے تھے۔

ایسے ہی سوانح مذکور کے صفحہ نمبر ۲۲۲ پر قاری محمد ایوب کراچی والے لکھتے ہیں قاری کریم بخش صاحبؒ مدرسہ عالیہ فرقانیہ کے فارغ التحصیل تھے اور ان کے ساتھیوں میں مشہور قاری عبدالمالک صاحبؒ اور قاری محمد علی شامل ہیں۔ یہ بات بھی بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ قاری کریم بخش صاحبؒ نے قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ سے تجوید وقراءات میں استفادہ فرمایا ہے اور آپ کے ساتھیوں میں قاری احمد علی خان صاحبؒ (نا کہ قاری محمد علی) بھی ہیں کیونکہ وہ بھی حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ جبکہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ نے قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ سے کبھی بھی استفادہ نہیں کیا آپ نے مدرسہ عالیہ فرقانیہ میں پڑھا کبھی نہیں ہے بلکہ پڑھایا ہے اور وہ بھی صدر مدرس کے طور پر پڑھایا ہے۔ آپ کا تمام ترفنی وعلمی استفادہ شیخ العرب والعجم حضرت قاری عبداللہ مکیؒ مدرس اول مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ سے اور خاتمۃ القراء فی الہند القاری المقری محمد عبدالرحمٰن مکی الہ بادی مدرس اول احیاء العلوم الہ باد سے ہے۔

ایسے ہی ایک سنگین اور فاحش غلطی صفحہ ۲۳۱ پر قاری عبدالقدیم صاحب کے مضمون میں موجود ہے وہ لکھتے ہیں:

"قاری کریم بخش صاحب رحمہ اللہ کی دلچسپ باتوں میں سے یہ واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ قاری القراء جناب قاری عبدالمالک صاحب مرحوم و مغفور نے جب مدرسہ دارالعلوم پرانی انارکلی سے تکیہ دھیان شاہ لٹن روڈ نزد مزنگ جنازگاہ چوک منتقل کیا تو جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر قاری کریم بخش صاحبؒ کو سندیں دینے کے لئے بلایا تو جب جلسہ تقسیم پر تلاوت کرنے والے

طلبا تلاوت کر چکے اور قاری عبدالمالک صاحبؒ سندیں دینے لگے تو قاری کریم بخش صاحبؒ کہنے لگے' قاری صاحب! کس کو سندیں دینے لگے ہو۔ یہ طلباء تو ایسے پڑھ رہے ہیں جیسے ابتدائی بچے پڑھتے ہیں۔ انہیں سندیں دو گے؟ تو قاری عبدالمالک صاحب منہ نیچے کئے چپ رہے۔''

قاری عبدالقدیم صاحب نے یہ واقعہ بڑے زوردار طریقے سے بیان فرمایا ہے عرض ہے کہ حضرت قاری صاحب جب دارالعلوم اسلامیہ تشریف لائے تو یہاں بڑے شاندار پیمانے پر چار جلسہ ہائے تقسیم اسناد منعقد ہوئے یعنی ۱۹۵۵-۵۶-۵۷ اور ۱۹۵۸ء ان چاروں جلسوں میں راقم بذات خود موجود تھا اور اس کے انتظامات اور دیگر امور مثلاً مہمانوں کو لانا (جیسے حضرت قاری طیب صاحبؒ کو واہگہ بارڈر سے لاہور لانا) اور دیگر اہم کام میں شریک کار رہا۔ ۱۹۵۸ء کے جلسہ کے فوراً بعد حضرت قاری صاحبؒ نے دارالعلوم اسلامیہ سے علیحدگی اختیار فرمالی اور اپنے ذاتی مدرسہ دارالترتیل والقرآن لٹن روڈ تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ کے لئے دارالعلوم اسلامیہ میں حالات اس قدر کٹھن کر دیئے گئے تھے کہ مجبوراً حضرت شیخؒ نے مسجد دھیان شاہ میں اپنے مدرسے کی داغ بیل ڈالی۔ تنگی وعسرت کا دور دورہ تھا راقم الحروف اور قاری اظہار مرحومؒ حضرت شیخؒ کے دارالعلوم اسلامیہ میں معین استاذ تھے۔ مگر حضرت نے اپنے ذاتی مدرسے میں بذات خود پڑھانا شروع کیا اور معین استاذ کے طور پر اپنے صاحبزادے قاری محمد شاکر انور مرحومؒ اور اپنے ایک قابل قدر شاگرد قاری غلام نبی مرحومؒ جو کہ مسجد دھیان شاہ میں امام تھے کو ساتھ رکھا۔ اور وجہ یہ تھی کہ مدرسہ کے ابتدائی حالات مالی لحاظ سے اس نوعیت کے نہ تھے کہ تنخواہ دار اساتذہ کو رکھا جاتا۔ اس قدر سنگین مالی دشواریوں والے حالات میں مدرسہ دارالترتیل والقرآن میں کسی بھی قسم کا کوئی جلسہ تقسیم اسناد حضرت شیخؒ کی زندگی میں نہیں ہوا ہے۔ اور ہونا ممکن بھی نہیں تھا پھر نامعلوم قاری عبدالقدیم صاحب نے کہاں سے یہ واقعہ من گھڑت بنا کر اپنے مضمون میں

بیان فرمایا۔

پھر اس بات کا دوسرا پہلو بھی عرض کرتا چلوں کہ دارالترتیل میں تو کوئی جلسہ تقسیم اسناد ہوا نہیں مگر دارالعلوم اسلامیہ میں بھی جو چار عظیم الشان جلسہ ہائے تقسیم اسناد ہوئے ان میں بھی کبھی قاری کریم بخش صاحبؒ کو مدعو نہیں کیا گیا بلکہ میں تو اس سے بھی آگے کی بات کہتا ہوں کہ جب تک حضرت شیخ دارالعلوم اسلامیہ سے منسلک رہے میں نے تو قاری کریم بخش صاحبؒ کو دارالعلوم میں آتے جاتے تک نہیں دیکھا۔

آخر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ قاری کریم بخشؒ صاحب کو کیوں اپنے جلسہ میں بلوائیں گے اور ان سے اسناد تقسیم کروائیں گے وہ تو ان کے ساتھی حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ کے شاگرد ہیں۔ کیا یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ جلسہ تقسیم اسناد میں اپنے ساتھی کے شاگرد کو بلوا کر اسناد دلوائی جائیں بندہ خدا لکھنے سے پہلے سوچ تو لو۔

پھر اسی واقعہ کے ذیل میں ہی قاری عبدالقدیم صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ قاری کریم بخش صاحبؒ نے کہا "قاری صاحبؒ کسی کو سندیں دینے لگے ہو یہ طلباء تو ایسے پڑھ رہے ہیں جیسے ابتدائی بچے پڑھتے ہیں۔

میں اس سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پاکستان کے طول و عرض میں آپ کو جہاں بھی کوئی اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھنے والا ملے گا۔ وہ کسی نہ کسی انداز میں حضرت شیخ کے سلسلہ تلمذ میں داخل ہوگا۔ پاکستان تشریف لا کر حضرت شیخؒ کا جو فیض عام جاری ہوا وہ بالکل صاف اور واضح بات ہے کہ کسی کے بھی حصہ میں نہیں آیا۔ قاری اظہار احمد تھانویؒ قاری محمد شریفؒ، قاری عبدالوہاب مکیؒ، قاری محمد افضلؒ، قاری حسن شاہ صاحبؒ، قاری عبدالقادر بہاولپوری صاحب حال مقیم بہاولپور، قاری محمد اسلم بلوچیؒ، قاری غلام نبی مرحومؒ قاری حبیب اللہ کراچی والےؒ، قاری محمد شاکر انور مرحومؒ، قاری عبدالماجد ذاکر سلمہ ان تمام حضرات کا فیض اس قدر پھیلا ہے کہ محتاج بیان نہیں پھر دارالقرآن والترتیل سے فارغ

ہونے والے بھی کوئی معمولی نام نہیں۔ ان میں روایت حفص میں قاری محمد صدیق کیمل پوری جو آج کل برطانیہ میں ہیں قاری محمد سعید جنہوں نے سبعہ اور عشرہ کی تکمیل بعد میں قاری اظہار مرحوم سے کی آج کل غالباً شارجہ میں ہوتے ہیں۔ قاری سعید احمد صاحب کو بھی روایت حفص کی سند ملی۔ ثلاثہ کے فارغین میں قاری حسن شاہ صاحب مرحوم اور قاری محمد اسلم بلوچ مرحوم رحمہما اللہ شامل ہیں۔ اب ذرا بتایئے کہ ان میں کون کمزور اور ابتدائی بچوں جیسی تلاوت کرنے والے ہیں۔ پھر اس سلسلے میں میری قاری احمد دین صاحب سے بات ہوئی انہوں نے بھی کہا کہ اس قسم کو کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔

پھر یہ حقیقت بھی مدنظر رکھی جائے کہ قاری کریم بخش صاحبؒ اور قاری محمد اسماعیل صاحبؒ کے شاگردوں نے آ کر حضرت شیخؒ سے استفادہ فرمایا ہے۔ ہمارے بہت اچھے دوست قاری نور محمد صاحب مدظلہ جو قاری کریم بخش صاحبؒ اور قاری محمد اسماعیل صاحب کے بڑے اچھے شاگرد ہیں انہوں نے حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے مشق واستفادہ فرمایا ہے جس کو وہ بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں۔

استاذ القراء قاری محمد شریف صاحبؒ نے قاری خدا بخش صاحبؒ قاری اسماعیل صاحبؒ (اور شاید قاری کریم بخش صاحبؒ سے بھی) تجوید وقرآءت میں استفادہ فرمایا مگر پھر بھرپور انداز میں شاطبیہ اور دورہ آ کر حضرت شیخؒ سے پڑھی اور فوائد مکیہ کے اسباق میں بھی شرکت فرمائی۔ لازمی امر ہے کہ مذکورہ شیوخ سے ان کی علمی تشنگی باقی رہی تو اس لئے آ کر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے استفادہ فرمایا ورنہ قاری شریف صاحبؒ تو جب حضرت شیخ لاہور تشریف لائے تو درس وتدریس سے وابستہ تھے۔

ایسے ہی یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جو کہ قاری عبدالمجید بھاکری صاحب نے اپنے مضمون میں تحریر کیا ہے کہ میں نے قاری اسماعیل صاحبؒ کو جوابی لفافہ لکھ کر عریضہ ارسال کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں آپ سے قرآءت سیکھنا چاہتا ہوں آپ اجازت دیں کہ

کب حاضری دوں' ابھی ہفتہ نہ گزرا تھا کہ گرامی نامہ صادر ہوا دعا سلام کے بعد تحریر فرمایا کہ آپ دار العلوم الاسلامیہ' پرانی انارکلی لاہور میں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ سے رجوع فرمالیں (سوانح حضرت قاری اسماعیل صاحب صفحہ ۲۰۴)

یہ عجیب تضاد ہے کہ استاذ صاحب (قاری کریم بخش صاحب) تو حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے شاگردوں میں ادا کی کوتاہیاں بیان کر رہے ہوں اور شاگرد صاحب (قاری اسماعیل صاحبؒ) ان لوگوں کو جو ان سے استفادہ کرنے کے طلب گار ہوں انہیں حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کا پتہ لکھ کر تحریر فرما رہے ہوں کہ آپ وہاں جا کر پڑھیں۔

آخر میں ایک بات مزید ذکر کرتا چلوں کہ قاری محمد اسماعیل صاحبؒ کے مدرسے میں جب برادرم قاری نور محمد صاحب بیمار ہوئے تو مشاق کی ضرورت پڑی۔ قاری عبدالوہاب مکی مرحومؒ کے ایک شاگرد قاری عبدالرؤف مدنی مرحومؒ کو پھر قاری نور محمد صاحب کی جگہ مشاق رکھا گیا اگر حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے تلامذہ ایسے ہی ادا میں کمزور تھے تو ان کے شاگرد کے شاگرد کو قاری اسماعیل صاحبؒ نے مشاق کیوں رکھا۔ حقیقت حال یہی ہے کہ دار الترتیل لٹن روڈ میں کوئی جلسہ تقسیم اسناد نہیں ہوا اور نہ ہی اس میں حضرت قاری کریم بخش صاحبؒ نے شرکت فرمائی۔ یعنی یہ واقعہ سرے سے وقوع پذیر ہی نہیں ہوا۔ میں قاری فدا اللہ سلمہ سے کہوں گا کہ براہ کرم سوانح کی ترتیب کے دوران ایسی باتوں کو جو کسی پر لایعنی اور بے مقصد الزام لگانے کے زمرے میں آتی ہوں تحریر نہیں کرنا چاہیے تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ حضرت قاری کریم بخش صاحب' حضرت قاری اسماعیل صاحبؒ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ اور دیگر حضرات سب قرآن کے سچے خادم تھے اور اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے انداز کے مطابق خدمت قرآن کر کے رب العلمین کے حضور حاضر ہو گئے اللہ پاک ان سب حضرات کو جنت کے اعلیٰ ترین

درجات عطا فرمائے۔ آمین

ایک چیز جو آج کل سوانح جاتی تالیفات اور مضامین میں دیکھنے میں آ رہی ہے وہ یہ بھی ہے کہ اپنے اپنے اساتذہ کی تعریف وتوصیف میں ایسے ایسے کلمات لکھے جاتے ہیں اور ایسا اعلیٰ وارفع مقام اپنے استاذ کو دیا جاتا ہے کہ اسے اس کے اساتذہ سے بھی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ لاہور سے نکلنے والے ماہنامہ ''القاری'' میں قاری عبدالوہاب صاحب مکی کے متعلق مضومین شائع ہوا ہے اس میں فاضل مضمون نگار نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت قاری عبدالمالک صاحب کی وفات کے بعد قاری عبدالوہاب مکی نے ان کی کمی محسوس نہ ہونے دی میرے خیال میں یہ بہت بڑی جسارت ہے۔ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ دس قاری اظہار پیدا ہو جائیں۔ دس قاری عبدالوہاب مکی آ جائیں۔ دس قاری شریف صاحب آئیں مگر یہ سب مل کر بھی حضرت شیخ رحمہ اللہ کا خلا پر نہیں کر سکتے۔ ان حضرات کی خدمات اپنی جگہ بہت قابل قدر اور قابل ستائش ہیں مگر حضرت شیخ رحمہ اللہ کے پاسنگ برابر بھی نہیں ہیں۔ یہ غلط روایت ہے اس کا سختی سے تدارک ہونا چاہیے استاذ بہر حال استاذ ہے اور شاگرد بہر حال شاگرد۔

آخر میں حضرت شیخ کی تاریخ وفات ذکر کرتا چلوں حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء بروز منگل مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ کو وفات پائی۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ

آپ کی نماز جنازہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ جب آپ کی میت کو لیجایا جا رہا تھا تو ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت شیخ کی خدمت قرآن قبول ہو گئی حضرت شیخ کی خدمت قرآن قبول ہو گئی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ و اصحابہ و ازواجہ و اھل بیتہ اجمعین برحمتك یا رب العلمین.

حصہ سوم

بعض نہایت اہم اسناد کی نقول اور ان اسناد سے متعلق کچھ وضاحتی نکات

حضرت الاستاذ القراء والمجودین الشیخ القاری المقری اظہار احمد التھانویؒ کو امام القراء حضرت قاری مقری محمد عبدالمالک نور اللہ قبرہ نے جو اسناد جاری فرمائی ان کی نقول بالترتیب

(۱) سند روایت حفص

(۲) سند قراءات سبع بطریق الشاطبیہ

(۳) سند قراءات الثلاث بطریق الدرہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي شرفنا بكتابه ، والصلاة والسلام على من حفظه وادّاه ، وخصّنا بالرواية والاسناد ، من بين الامم ، والصلاة والسلام
على سيدنا محمد مهبط الوحي والتنزيل ، مؤسس قواعد التجويد والترتيل ، وعلى آله وصحبه الذين حفظوا القرآن فرعا ، ويلحفظ
بإحسانه وعلمه غيبا ، ولعمل ، فيقول الفقير إلى الله تعالى الله الفقير عبد الملك بن الشيخ جبر على العليكري كان الله لها
ان الموفق من الله السعيد المروي احمد احمد بن الشيخ الحافظ اعجاز احمد التهانوي الفاضل بالعلوم مدرّس وفقه الله
تجويدا وشغفا في كتاب المجيد ، قد قرأ علي القرآن كله حرفا حرفا ، وسمع مني طرفا طرفا ، وتعلم مني التجويد
بالتكرير والتسديد ، برواية حفص عن عاصم الكوفي رحمهما الله بطريق الولي الشاطبي ، جازاهم الله بفضله
الرحيم ، وحصل لديّ من كتب هذا العلم الشريف ومؤلفات هذا الفن المنيف مقدمة الجزرية للشيخ محمد بن الجزري
وذلك في المدرسة دار العلوم الاسلامية اقامها الله ودامها ، الواقعة ببلدة لاهور من بلاد باكستان
زانها الله بما يليق بشانها ، فطلب مني الاجازة والاسناد ، وعسى ان يحفظ لشيء عواد ، فان الاسناد من الدين
كما صرح به الائمة المسلمين ، ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء ، ولولا الاسناد لذهب علمكم ، فاجزته
ان يقرأ ويقرئ بالشرط المعتبر ، عند علماء هذا الاثر كما اجازني استاذ العرب والعجم سيدي واستاذي
ومولاي الفاضل الكامل المجتهد النحرير الحاذق المقرئ الشيخ عبد الله بن بشير خان طاب الله ثراه
وجعل الجنة مثواه ، زعيم قراء مكة بالمدرسة الصولتية لا زالت فيوضها بازغة ، وقد اخبرني انه تلقى
ذلك من الشيخ ابراهيم سعد بن علي عن الشيخ حسن بدير عن الشيخ محمد المتولي عن الشيخ سيد احمد عن
الشيخ احمد سلمونه عن سيد ابراهيم العبيدي عن مشائخ منهم الشيخ عبد الرحمن الاجهوري عن مشائخ منهم
الشيخ احمد البقري عن الشيخ محمد البقري عن الشيخ عبد الرحمن اليمني عن والده الشيخ شحاذه عن مشائخ منهم
الشيخ الناصر الطبلاوي عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري عن الشيخ الرضوان العقبي عن الشيخ محمد النويري عن
الشيخ محمد الجزري محرر الفن عن الشيخ الامام الازهر بن سليمان عن الشيخ احمد الشاطبي عن الشيخ ابي الحسن
علي بن هذيل عن ابي داؤد سليمان بن نجاح عن عثمان ابي عمرو الداني عن الشيخ ابي الحسن طاهر بن غلبون المقرئ
عن الشيخ ابي الحسن علي بن محمد بن صالح الهاشمي عن الشيخ ابي العباس احمد بن سهل الاشناني عن الشيخ ابي محمد
عبيد الصباح عن الشيخ حفص صاحب الرواية عن الشيخ الامام عاصم بن ابي النجود وكنيته ابو بكر عن ابي عبد الرحمن
عبد الله بن حبيب السلمي عن سيدنا عثمان وعلي وابي بن كعب وابن مسعود وزيد رضي الله عنهم اجمعين عن النبي محمد صلى الله
عليه وسلم عن جبرئيل عليه السلام عن اللوح المحفوظ عن رب العالمين وها انا اوصيك بالخير الذي قد
تسمعا ، وصل اليك من بعده النعمة العلية ، فقد قال عليه الصلوة والسلام والتحية : لا حسد الا في
اثنتين ، وجعل احدهما رجلا آتاه الله القرآن فهو يتلوه آناء الليل وآناء النهار ، ومن معرفة قدره ان لا تشتري
به المتاع الذاهب ، فان كان ولا بد فبما رخص وقت المكاسب ، ولا ترج الا من الله ، ولا تخش احدا
سواه ، ولا يرفع عندك الا من رفعه القرآن ، ولا يتضع عندك الا من وضعه القرآن ، واخفض جناحك
لمن اتاك طالبا ، وكن لهم ناصحا وناصرا حاضرا كغائبا ، ولا يعز عندك منهم الا من اجتهد
في الطلب ، ولا تطرد رهم ولا تغضب عليهم فتغضب ، ولا ترد من نعمه في هذا العمل
الا وجه الله ، اليس الله بكاف لمن توكل عليه وتولاه ، واسألك ان لا تنساني بصالح الدعاء
عند الله في ذلك الجزاء ، وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ، وسلام على المرسلين .

خاتم المجيز

خاتم المدرس

دار العلوم الاسلامية

خاتم الممتحن

خاتم المدير

ناظم دار العلوم الاسلامية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي [illegible] وخصنا بالرواية والإسناد من بين عباده،
والصلاة والسلام على سيدنا [illegible] قواعد التجويد والترتيل، وعلى آله وصحبه
الذين حملوا القرآن [illegible] في حفظه وعلمه [illegible] فيقول الفقير إلى الله [illegible] عبده
عبد المالك بن الشيخ [illegible] إن الموفق من الله [illegible] الضازي
[illegible] قرأ علي القرآن [illegible] وتعلم [illegible] التجويد [illegible]
[illegible] على القراءات السبع [illegible] الشاطبي [illegible]
هذا العلم الشريف [illegible] حرز الأماني [illegible] الشاطبية والعقيلة في الرسم [illegible]
[illegible] فطلب
مني الإجازة والإسناد، ولعمري إن هذا [illegible] فإن الإسناد من الدين، كما صرح به أئمة المسلمين، ولولا الإسناد لقال
من شاء ما شاء، [illegible] فأجزته أن يقرأ ويقرئ بالشرط المعتبر عند علماء هذا الأثر كما أجازني
سيدي وسندي الحبر الفهام [illegible] العلام القارئ المقرئ الأستاذ [illegible] في العرب
والعجم الشيخ الهادي عبد الرحمن المكي [illegible] طيب الله ثراه وجعل الجنة مثواه
[illegible] الشيخ محمد عبد الله [illegible] وجعله من
[illegible] وتمام سندنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]
من شاء الاطلاع عليه [illegible] وها أنا أوصيك يا أخي [illegible] من هذه النعمة العلية،
فقد قال عليه الصلاة والسلام [illegible] لا حسد إلا في اثنين، رجل [illegible] آتاه الله القرآن فهو يتلوه آناء
الليل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] توكل عليه وتولاه،
واسألك أن لا تنساني [illegible] وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين، وسلام على المرسلين

خاتم المجيز — خاتم المستمع

خاتم [illegible] — خاتم [illegible]

[illegible]

دار العلوم الإسلامية [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نزل كتابه وحفظه علينا بحروفه ووجوهه وأدائه، وخصنا بالرواية والإسنادة من بين العباد، والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي أبرز معالم التنزيل، وأسس قواعد التجويد والترتيل، وعلى آله وصحبه الذين حملوا القرآن وتوعوا، وجاهدوا في حفظه وعلمه فرتلوا وبعد فيقول الفقير إلى الله الغني عبده عبد المالك بن الشيخ جبرن علي السلكدهي ان الموفق من الله الحميد القاري المولوي ... أجازه النضاروي لازال الله حريصا ومشتغلا بكتابه المجيد قد قرأ على القرآن كله حرفا حرفا، وسمع مني طرفا طرفا، وتعلم مني التجويد بالتلقي والمشافهة القراءات الثلث للتتمة العشر بطريق الشيخ الجزري رحمه الله بفضله الواسع، وحصل لدي من كتب هذا العلم الشريف ومؤلفات هذا الفن المنيف الدرة المضية لمحمد بن الجزري وشرح الوجوه المسفرة للشيخ ... وذلك في المدرسة ... قاسما ... الواقعة بلاهور من بلاد الهند ... بما يليق بشأنها وطلب مني إجازة وإسنادة ولعمري ان هذا الشيء يليق به فان الإسناد من الدين، كما صرح به أئمة المسلمين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء، ولكن الإسناد من خصائص ... فأجزته ان يقرأ ويقرئ بالشرط المعتبر عند علماء هذا الفن كما أجازني سيدي وسندي الحبر الهمام ونفسه العلام القارئ المقرئ الأستاذ الوحيد في العرب والعجم الشيخ الهادي عبد الرحمن المكي ثم الإله بادي طيب الله ثراه وجعل الجنة مثواه فقد أجازه أستاذه ... العالم المتقي الشيخ محمد عبد الله ... وجعله من المكرمين ... سنده إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ... من شاء الاطلاع عليه فليرجع إليه وها أنا أوصيك يا أخي ان تعرف قدر ما وصل إليك من هذه النعمة العلية، فقد قال عليه الصلاة والسلام والتحية لا حسد إلا في اثنين رجل أتاه الله القرآن فهو يتلوه آناء الليل ومن معرفة قدره ان لا تشتري به المتاع الأدنى ... ولا ترم إلا من الله ولا تعتزل ... ولا يرفع عندك إلا من رفعه القرآن ولا يتضع عندك إلا من وضعه القرآن واخفض جناحك لمن اتبعك طالبا، وكن لهم ناصحا وناصرا ... ولا يتقدم عندك منهم إلا من اجتهد في الطلب ولا تغلظ عليهم ولا تغضب عليهم ... في هذا العمل لا وجه الله ... الذين الله بكاف لمن توكل عليه وتولاه وأسألك ان لا تنساني بصالح الدعاء ... وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين، وسلام على المرسلين

خادم القرآن المجيد

خادم القرآن [illegible]

خادم القرآن [illegible]

خادم القرآن المبين

[illegible]

دار العلوم الاسلامية

یہ روایت حفص کی سند حضرت قاری محمد شریف صاحب دامت برکاتہم (سٹی اسٹیشن مسجد کراچی والے) کی ہے جو قاری صاحب موصوف کو امام القراء حضرت قاری مقری محمد عبدالمالک صاحب ؒ نے عطا فرمائی۔ ممتحن حضرت قاری مقری محمد بختیار خان بھوپالی ؒ ہیں۔ جن کا سوانحی تذکرہ ''تذکرہ قاریانِ ہند'' مولفہ حضرت قاری بسم اللہ بیگ ؒ جلد دوم صفحہ ۲۵۷ پر اس طرح کیا ہے۔

شیخ القراء حافظ بختیار خان قاری سبعہ بھوپالی:

افغانی النسل۔ والد بھوپال میں آ کر بس گئے تھے۔ والد کا نام گل دراز خان۔ ولادیت ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔ قاری شیخ محمد افغانی سے تجوید و قراءت سیکھی۔ سبعہ قرآءت کی تکمیل شیخ القراء عبدالہادی خان صاحب سے کی۔ بافیض بزرگ تھے۔ مسجد مدرسہ آصفیہ میں امام تھے۔ بے حد خوش الحان اور جید حافظ تھے مدرسہ عبیدیہ میں شیخ التجوید ہوئے جہاں بیس سال تک درس دیا۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ کو انتقال ہوا۔ جب قبر میں رکھا گیا تو ایسی روشنی دکھائی دی کہ لوگ بے تاب ہو گئے۔ سب کو یقین ہوا کہ یہ کلام اللہ کا نور تھا۔ بھوپال اور اس کے اطراف میں آپ کے بے شمار شاگرد پائے جاتے ہیں ان میں سے ممتاز شاگردوں کے نام یہ ہیں:

(۱) قاری حافظ بشیر اللہ خان بھوپالی (۲) قاری حاجی لطیف الرحمٰن بھوپالی (۳) قاری حافظ پیر محمد صدیق حسین بھوپالی (۴) قاری ابراہیم بیگ بھوپالی (۵) قاری حافظ منشی عبدالرؤف (۶) قاری حافظ محمد اسحاق قاری سبعہ (۷) قاری حافظ محمد یونس خان بھوپالی (۸) قاری حافظ عبدالشکور (۹) قاری حافظ عبدالرشید (۱۰) قاری حافظ فضل الرحمٰن بھوپالی (۱۱) قاری حافظ محمد سلیمان دوم وغیرہ۔

قاری چھوٹے میاں آپ کے فرزند تھے جن کا ذکر فقرہ [illegible] میں گزر چکا ہے۔ یہ بے حد خوش الحان تھے۔ والد نے بڑی محنت سے حفظ و تجوید کی تکمیل کرائی تھی۔ وفات بیس سال کی عمر میں ۱۳۴۱ھ میں ہوئی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رواية حفص عن عاصم الكوفي رحمهم الله [illegible]

القواعد المكية والجزرية [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بختيار خان

[illegible]

[illegible]

یہ روایت حفص کی سند دراصل حضرت قاری مقری محمد اسماعیل صاحب الکندوریؒ نے جاری کی ہے۔ حضرت قاری صاحب حضرت قاری کریم بخش صاحبؒ کے تلمیذ تھے اور حضرت قاری کریم بخشؒ استاذ القراء حضرت قاری محمد صدیق میمن سنگھیؒ کے شاگرد تھے۔ اور حضرت قاری محمد صدیق صاحبؒ کا تمام تر استفادہ (روایت حفص قراءات عشرہ بطریق شاطبیہ والدرہ اور قراءات عشرہ بطریق طیبہ) حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ سے ہے روایت حفص میں قاری صدیق میمن سنگھی کا استفادہ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے نہیں ہے اور نہ ہی حضرت قاری ضیاء الدین صدیقیؒ سے سبع وعشرہ قراءات میں ہے۔ اس سلسلے میں بیان کی گئی روایات اور حکایات اس سند کی رو سے سب غلط ثابت ہوتی ہیں۔

الرقم / ٥ / ١٤٠٧ھ

الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (رواه مسلم)

سند القراءة والتجويد للقرآن المجيد

مركز التجويد والقراءات القرآنية (شرفها الله وأدامها) [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم ○

الحمد لله الذي أورثنا كتابه وحافظ علينا حروفه وحدوده [illegible] وخصنا بالرواية والإسناد من بين العباد والصلاة والسلام على
محمد مهبط الوحي والتنزيل [illegible] التجويد والترتيل وعلى آله وصحبه الذين [illegible] القرآن [illegible] وبعد فإن
[illegible] الحافظ القاري حسن إسماعيل [illegible] زاده الله حرصاً وشوقاً
[illegible] القرآن الكريم [illegible] طريق [illegible]

[illegible] هذا العبد الفقير [illegible] القرآن [illegible] فاستجاز [illegible] وطلب مني

الإجازة والإسناد [illegible] بالشرط المعتبر عند [illegible] كما أجازني [illegible]

[illegible] وقد أجازني [illegible] الشيخ محمد [illegible] الجامع [illegible]

[illegible] في مكة المكرمة [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولا تتعصب [illegible] ولا تنسوا نصيبكم [illegible] العلم [illegible] الله [illegible] وأسألكم أن لا تنسوني من صالح الدعاء [illegible] الجزاء [illegible]

الرقم ٣/٥٩

وذلك في يوم الخميس ٢٤ من شهر شعبان سنة ١٣٧٨ هـ للهجرة

خاتم المجيز

خاتم [illegible]

نيابة عن الأصل

نيابة عن الأصل

خاتم المدير

خاتم دار التجويد والقراءة المركزية

خاتم رئيس المدرسة

قد ثبتت الإجازة بالخاتم المدير [illegible]

[illegible]

[illegible]

٥/٨/١٤٠٧هـ

یہ سند ہم قاری فتح محمد صاحب پانی پتی" کے مغربی ملک کے ایک تلمیذ کی کتاب "تقریب النفع فی القراءات السبع" سے نقل کر رہے ہیں مولف کے استاد نے حضرت قاری فتح محمد پانی پتی" سے عشرہ قراءات بطریق الشاطبیہ والدرہ اور بطریق طیبہ استفادہ فرمایا ہے۔ ہم مولف کی کتاب مذکور سے ہی فوٹو کاپی لے کر اسناد نقل کر رہے ہیں۔

ذِكْرُ إسْنَاد الشَّيْخ فَتْح مُحَمَّد الفَانِيفتِي شَيْخ القُرَّاءِ والمُقْرِئِين فِي البَاكِسْتَان (١٣٢٢هـ ـ ١٤٠٧هـ)

حفظ المترجم له القرآن وعمره اثنا عشر عاماً، قرأه على:

١ ـ الشيخ شبّر محمد خان برواية حفص عن عاصم، ثم أفرد عليه القراءات السبع من طريق الشاطبية، وأجازه بعدها بالإقراء.

ثم التحق بدار العلوم بديوبند، فقرأ بها على:

٢ ـ الشيخ حفظ الرحمن القراءات العشر بمضمون الشاطبية والنشر، وأجازه بالإقراء بشروطه المعتبرة.

وقرأ العشر أيضاً على:

٣ ـ الشيخ المقري أبي محمد قاري محمد محيي الإسلام وأجازه أيضاً بالإقراء، وقد ذكرنا إسناد قراءته في أول الكتاب.

أخذ القراءات السبع من طريق الشاطبية على الشيخ شبّر محمد خان، عن الشيخ أبي محمد: محيي الإسلام ابن الحاج قاضي مفتاح الإسلام العثماني، عن المقري الجليل عبد الرحمن الأعمى الفانيفتي، عن شيخ القراء والمقرئين وشيخ الحديث والمحدثين مسند وقته: الشيخ عبد الرحمن قاري خواجة خدابخش الفانيفتي الأنصاري الشهير بـ: المحدث عبد الرحمن، والشيخ قاري نجيب الله، والشيخ قاري كبير الدين، ثلاثتهم عن الشيخ إمام الدين الأمروهي، وهو عن كل من الشيخ محمد عرف كرم الله الدهلوي

والشيخ قاري محمد والشيخ قاري قادر بخش، ثلاثتهم عن الشيخ شاه عبد المجيد الدهلوي، عن الشيخ غلام مصطفى بن محمد أكبر الدهلوي التهانسري، عن الشيخ قاري عبد الغفور الدهلوي، عن شيخ القراء والمقرئين بالهند الشيخ عبد الخالق المنوفي، عن الشيخ علي بن محمد بن قاسم بن إسماعيل الأزهري البقري، عن الشيخ عبد الرحمن اليمني، بالإسناد الماضي.

كما قرأ الشيخ فتح محمد على: الشيخ المقرئ المجود حفظ الرحمن بن عبد الشكور، عن الشيخ المقرئ عبد الرحمن خان الإله أبادي نزيل مكة، عن أخيه المقري الحافظ المجود المدرس بالمدرسة الصولتية: محمد عبد الله بن محمد بشير خان، عن الشيخ إبراهيم بن سعد بن علي المصري، عن الشيخ حسن بدير، عن الشيخ محمد متولي، بالإسناد الماضي.

* * *

یہ سند ہم قاری عبدالمعبود صاحبؒ کی کتاب "ضوابط نبلاء التجوید" سے نقل کر رہے ہیں۔ اس سند کے ہمراہ حضرت قاری عبدالمعبود صاحبؒ نے اپنے دیگر اساتذہ فن کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

ذکر اسماء الاساتذۃ والاسناد

الحمد للہ الذی نزل الفرقان، وھدانا الی سبیل الاذعان، والصلوٰۃ والسلام علی افضل رسلہ مہبط الوحی والنور والایمان، وعلی الہ واصحابہ الطاھرین المطھرین ذوی المجد والعرفان،

اما بعد فاقول انی تلقیت ذلک الفن الشریف عن امام المجدین شیخ مشیخۃ قراء الھند الفائق بین الاقران القاری المقری عبدالرحمٰن المکی ثم الالہ ابادی۔ وھو تلقی ذلک عن اخیہ الشیخ فخر العرب والعجم القاری المقری عبد اللہ المکی وتمام سندہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشھور بین الطلاب مکتوب فی ھدیۃ الوحید وخلاصۃ البیان من شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیھما،

وحصلت ایضا ھذا المجد الرفیع بصحبۃ اخی الشیخ الاجل العلامۃ الحبر الفھامۃ استاذ اساتذۃ قراء الھند المقری القاری ضیاء الدین احمد الالہ ابادی کان اللہ لہ ولوالدیہ،

واخذت لھجۃ العربیۃ شھرا وشھرین عن الشیخ الفاضل الکامل المقری القاری عبد الوحید الالہ ابادی وکذا عن الشیخ المحترم الذی زکی نفسہ عن الغل والغش المقری القاری عبدالخالق العلی گڈھی

اللھم ارزقنی رضاک ورضاھم واغفر لی ولھم انک انت خیر الغافرین امین

یہ اسناد استاذ القراء حضرت قاری مقری عبدالحق خان صاحبؒ کی ہیں موصوف حضرت استاذ القراء والمجودین قاری محمد کامل صاحبؒ صدر مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں یہ اسناد اور اس سے اوپر کی بیان ہونے والی تمام اسناد سے یہ بات بڑی اچھی طرح واضح ہو رہی ہے کہ خاتمۃ القراء فی الہند حضرت قاری مقری محمد عبدالرحمٰن صاحب مکی الہ آبادیؒ کا استفادہ روایت حفص۔ شاطبیہ درہ اور طیبہ میں اپنے بڑے بھائی اور استاذ شیخ العرب والعجم حضرت قاری مقری محمد عبداللہ مکی نور اللہ مرقدہ سے تھا اور یہ دعوی کرنا کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے روایت حفص اور قراءات سبع بطریق شاطبیہ ہی صرف اپنے بھائی حضرت قاری عبداللہ صاحب سے پڑھی تھیں یہ دعویٰ غلط ہے صحیح اور درست احوال یہ ہیں کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی صاحبؒ نے مدرسہ صولتیہ میں اپنے بھائی حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے روایت حفص۔ قراءات عشرہ صغریٰ (بطریق شاطبیہ و درہ) اور قراءات عشرہ کبریٰ (بطریق طیبہ) پڑھیں اور ہندوستان تشریف لا کر بطور تبرک حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ سے بھی درہ اور طیبہ کی اسناد حاصل کی ہیں۔ حضرت قاری عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہ کی یہ اسناد معلومات کا بیش بہا خزانہ ہیں جس میں روایت حفص کی سند جو دہلی کے مشہور قاری جناب قاری محمد یوسف دہلوی صاحبؒ کی جاری کردہ ہے اور جس کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت قاری محمد یوسف دہلوی صاحبؒ حضرت قاری مقری عبدالوحید خان الہ آبادیؒ اولین مدرس قراءات دارالعلوم کے نامور تلمیذ ہیں حضرت قاری عبدالحق صاحبؒ کے صاحبزادے اور نامور تلمیذ استاذ القراء جناب قاری مقری ضیاء الحق صاحب دامت برکاتہم کے ہم ازحد مشکور و ممنون ہیں کہ انہوں نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہمیں اپنے والد صاحب قبلہؒ کی اسناد مرحمت فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سند القرآن العظيم برواية الحفص رحمه الله

من مدرسة دار التجويد الواقعة ببلد السلطنت دهلي

مديرها شيخ القراء مولانا القاري محمد يوسف صاحب الناظم الأعلى لجمعية القراء بدهلي

الحمد لله الذي نزل الفرقان على عبده سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ليكون للعالمين نذيرا ونزله نجما نجما ليثبت به فؤاده ورتله ترتيلا والصلوة والسلام على رسوله الذي أرسل إلى كافة الناس بشيرا ونذيرا وعلى آله وأصحابه الذين جمعوا القرآن ونشروه وأحسنوا إلى الذين جاؤا من بعدهم إحسانا عظيما. أما بعد. فيقول العبد الضعيف محمد يوسف ابن أستاذ الأساتذة شيخ الطريقة مولانا الحاج الحافظ القاري الشاه محمد إسحق رحمه الله لما وفق الله سبحانه تعالى لي صديقي وأخي في الدين المدعو بالقاري الحافظ محمد عبد الحق خان ابن الحاج الحافظ الحكيم محمد عبد الحفيظ خان الساكن في الرياست مئو من مضافات مراد آباد لقراءة القرآن قرأ علينا برواية الحفص مع رسالة جمال القرآن وهداية الوحيد ومقدمة الجزرية ولما أراد مني الإجازة وإن لم أكن لها أهلا كتبت وأعطيته هذه الورقة سند كما أجازني شيخي وأستاذي حضرت

مولانا القاری محمد عبد الوحید الہ آبادی صدر المدرسین درجۃ التجوید والقراءۃ بدار العلوم الدیوبندیۃ اجازۃ فخر الہند

حضرت المولانا القاری عبد الرحمن المکی ثم الہ آبادی اجازۃ فخر العرب والعجم شیخ الشیوخ حضرت العلامۃ مولانا الحاج الحافظ

القاری محمد عبد اللہ المکی رحمہ اللہ تعالی المدرس الاول فی المدرسۃ الصولتیۃ الواقعۃ بمکۃ معظمۃ بسند

عن الامام عاصم الکوفی عن زر بن حبیش الاسدی وعن ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب السلمی وھما عن سیدنا عثمان وعلی

وزید بن ثابت وابن مسعود وابی بن کعب رضوان اللہ تعالی عنھم اجمعین وھم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واوصیہ ان یشتغل

بنشر تعلیم القرآن بحسب ما امکن وان یتقی اللہ فی السر والعلن وان یدعو لنا فی السراء والمحن

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

العبد الاحقر
محمد یوسف ناظم جمعیۃ القراء دہلی
وصدر مدرس دار التجوید دہلی
(وقاری آل انڈیا ریڈیو [illegible])

(تاریخ اعطاء سند)
۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ
[illegible]
۲۷ اگست ۱۹۴۷ء روز [illegible]

عبدہ محمد ادریس عفی عنہ
مدرس دار التجوید دہلی

احقر محمد الیاس عفی عنہ
مدرس دار التجوید دہلی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله

اما بعد فيقول العبد الفقير الى الله الغني محمد عبد الرحمن ابن المولوي القاري الحافظ علي حسين الرامفوري ابن اخي العزيز
المقاري الحافظ عبد الحق [illegible] ابن الحاج الحافظ الحكيم محمد عبد الحفيظ خان الساكن في الرياست الرامفور [illegible]
جودت على القرآن المجيد والفرقان الحميد سبقا سبقا برواية حفص عن عاصم من اوله الى اخره وقرأه على والدي الماجد المولوي القاري
الحافظ علي حسين الرامفوري وايضا قراته على المولوي الحافظ القاري عبد السلام الفاني فتي وهما قرءاه على المولوي القاري الحافظ الحاج
عبد الرحمن الانصاري الفاني فتي قال قراته على والدي الماجد المولوي محمد غفر الله له وايضا سمعته منه بقراءة السبعة المكررة
المتواترة تدريجا وقرأه والدي على القاري مصلح الدين الفاني فتي وهو قرأه على القاري عبيد الله رحمه الله وسنده مشهور
والسماوات وسمعت القرآن على استاذي ومرشدي مولانا المولوي محمد اسحق قدس سره وسنده ايضا مشهور تركته اختصارا
وايضا سمعت وقرأت القرآن بقراءة السبعة المكررة المتواترة بقاعدة جمع الجمع مع كتب القراءة على استاذي المولوي امام
الدين الامروهوي قدس سره وهو قرأه على المولوي محمد كرم الله وهو قرأه على الحاج عبد المجيد الهندي و
قرأه وسمعه ايضا والدي المولوي محمد الفاني فتي بقراءة السبعة المكررة المتواترة بقاعدة جمع الجمع على الحاج عبد المجيد
المذكور وهو قرأه على الحافظ غلام مصطفى وهو قرأه على محمد الگجراتي وهو قرأه على الاستاذ عبد الغفور الدهلوي و

قرأ على الشيخ عبد الخالق المنوفي وهو قرأه على الشيخ البقري وهو قرأه على الشيخ عبد الرحمن اليمني وهو قرأه على
والده الشيخ شحاذة اليمني وهو قرأه على الشيخ ابن نصر الطبلاوي وهو قرأه على شيخ الاسلام زكريا وهو قرأه على البرهان
القلقيلي وهو قرأه على محمد بن الجزري صاحب النشر وهو قرأه على ابي العباس احمد وهو قرأه على والده الشيخ
ابي عبد الله الحسين وهو قرأه على الامام ابي محمد القاسم وهو قرأه على ابي العباس احمد وهو قرأه على الامام ابي
الحسن علي وهو قرأ على ابي داؤد سليمن وهو قرأه على الامام ابي عمرو الداني رحمه الله وقال الداني قرأت القرآن برواية
حفص على ابي الحسن وهو قرأه على علي الهاشمي وهو قرأه على الاشناني وهو قرأه على عبيد وهو قرأه على حفص وهو قرأه على عاصم
وهو قرأه على ابي عبد الرحمن وزر بن حبيش واخذ القرأة ابو عبد الرحمن عن عثمن وعلي وابي بن كعب وزيد بن
ثابت وابن مسعود واخذ القرأة زر عن عبد الله بن مسعود وعثمن واخذ القرأة هذه الصحابة كلهم رضي الله
عنهم عن رسول الله صلى الله عليه واله واصحابه وسلم فقط والحمد لله رب العالمين

فقیر حضرت القاری الحافظ عبد الحق خان البروی عفی القرآن المجید و الفرقان الحمید بالقواعد القرأ سنہ ۱۳۶۷ھ
القراء و بالله التوفیق و بیده ازمة التحقیق

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله ذی المنة والطول والقوة والحول المنعم علینا بالاسلام المطول بالانعام

الذی اختصنا بافضل الملل وبعث الینا اکرم الرسل محمد صلی الله علیه وسلم وعلی آله

الطیبین وعلی اصحابه الطاهرین وازواجه امهات المؤمنین واتباعهم باحسان الی یوم الدین

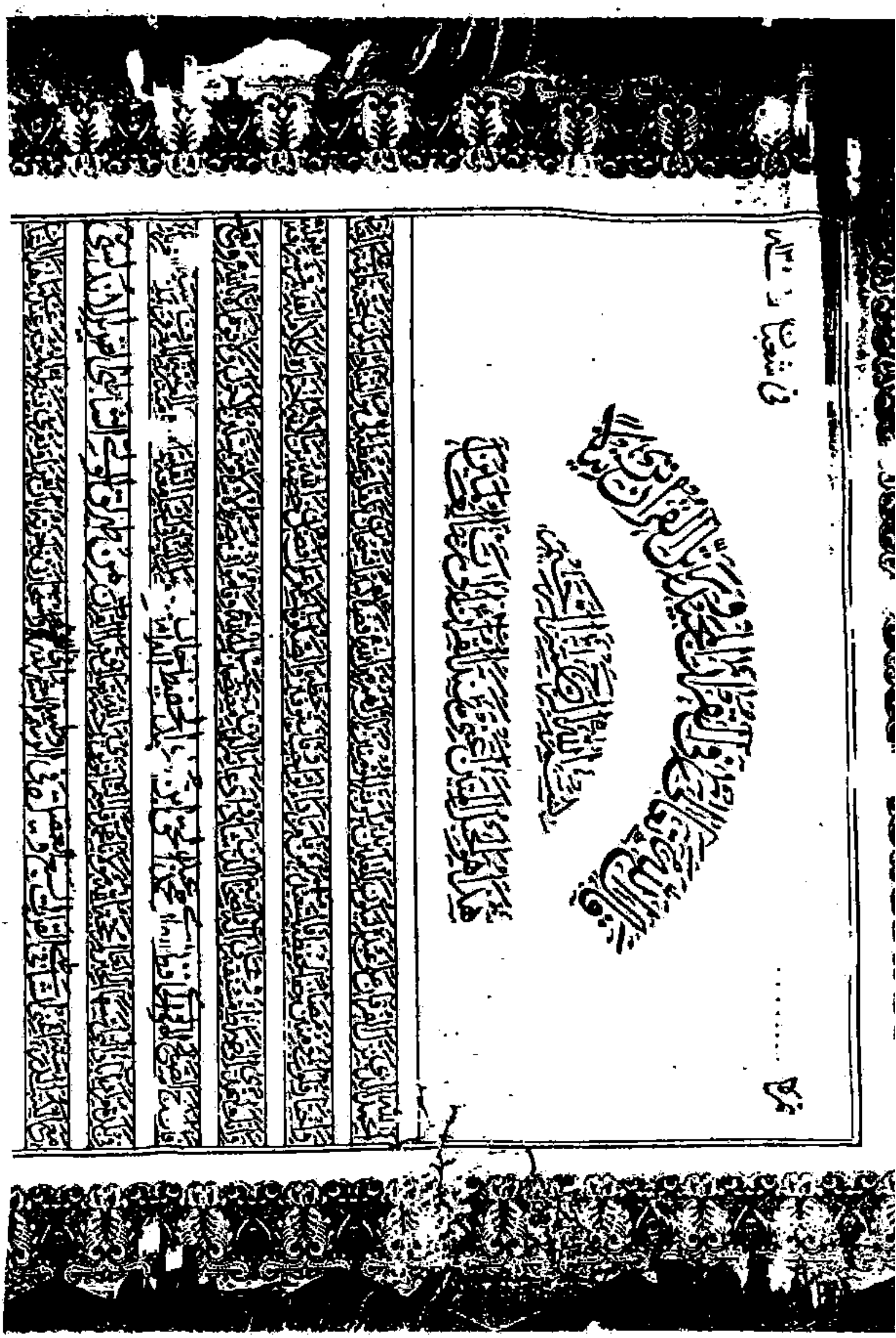
امابعد فیقول العبد المسکین الملتجی الی عفو ربه البادی محمد کامل غفر الله له و

لوالدیه افضل گڑھی مجودی

ان الفاضل المولوی الحافظ القاری محمد عبدالحق خان بن محمد عبدالحفیظ خان الرامپوری حلولی فی

بلدة مراد آباد ودخل فی المدرسة الجامعة القاسمیة المعروف بمسجد الشاهی
(فی البلدة المذکور) فاستجاز لی فی قراءات العشر من طریق النشر فاجزته بعد ما رأیته
اهلا لذلك من کل طریق وردوایة وقرءته بان یقرء ویقرئ فی ای مکان حل ملی قطر نزل
کما اجازلی به شیخی وسندی شیخ القراء المولوی الحافظ القاری محمد عبد الله التهانوی
ثم المراد آبادی قال اجازنی به من جمیع طرق العشر شیخ القراء استاذ الاساتذة جابر الغمامة
شیخی وسندی المولوی الحافظ المقری عبد الرحمن بن بشیر خان المکی ثم الاله آبادی
رحمهما الله الی و بشیخه المذکور الاول عن المقرئ عبد الرحمن المکی ایضا بلا واسطة
وسنده المتصل الی ابی الخیر شمس الدین محمد بن الجزری صاحب طیبة النشر فی





[illegible]

وآخر دعوانا ... على سيدنا محمد وآله واصحابه والتابعين والحمد لله رب العالمين

امضاء المجيز

امضاء المدير

خاتم المدرسة

[illegible]

الحمد لله المنعم بآلائه المتفضل بنعمائه الذي لم يزل بصفاته وأسمائه الذي أنزل الكتاب على عبده ورسوله محمد وصلى الله على

خير خلقه محمد وآله وأصحابه الكبار أما بعد فيقول العبد المسكين الملتجي إلى غفور ربه الباري محمد كامل بن نعمت علي خان افضل گڈھی من مضافات

[illegible] لما فتح الله سبحانه وتعالى على [illegible] الخليل المولوي [illegible] محمد عبد الحق خان ابن الحاج محمد [illegible] لقراءة القرآن قرأ علي حفصة كاملة بالنظر من أوله إلى آخره برواية

[illegible] من طريق [illegible] الكتاب [illegible] في القراءة السبع [illegible] طيبة [illegible] في التجويد فأسمعه [illegible]

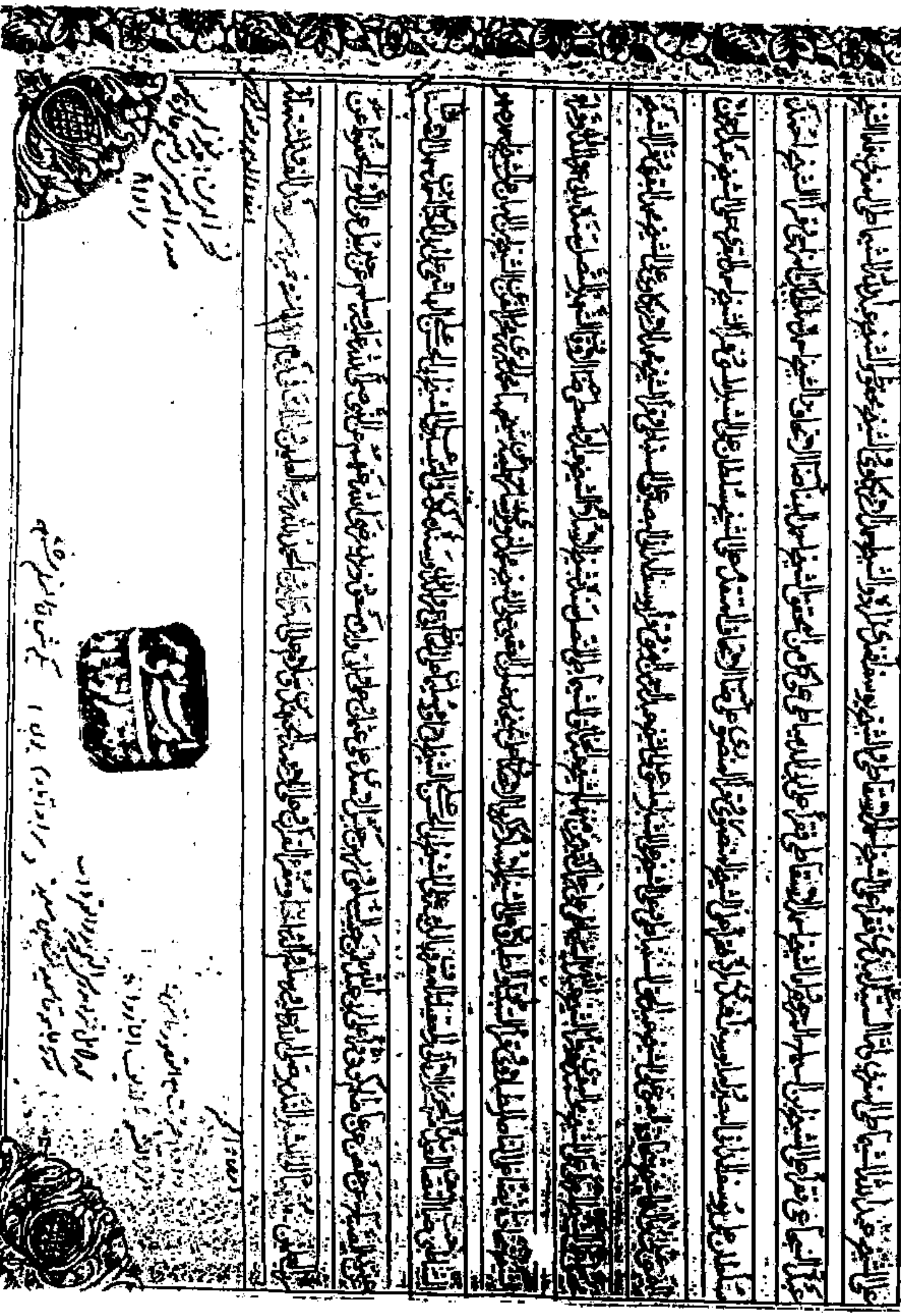
[illegible] في أي مكان شاء [illegible] عند علماء هذا العهد كما قرأت القرآن من أوله إلى آخره عن الشيخ المقري عبد الله المراد آبادي عن المقري

عن المقري [illegible] المذكور

ضياء الدين أحمد الله آبادي وعن الشيخ المقري عبد الرحمن المكي والمقري ضياء الدين أحمد المذكور الى والشيخين المذكورين عن المقري عبد الرحمن المذكور أيضا وهو عن الشيخ

أحمد عبد الله المكي عن إبراهيم سعد المصري عن حسن بدير عن محمد المتولي عن أحمد التهامي عن أحمد سلمونة عن إبراهيم العبيدي عن مشائخه منهم الشيخ عبد الرحمن الأجهوري والشيخ

السيد علي البدري المصري وطنا والشيخ المصطفى الأزهري فأما الشيخ عبد الرحمن الأجهوري فقرء على الشيخ عبد الرحمن السجاعي والشيخ أحمد المصري والشيخ أحمد الإسقاطي ويوسف أفندي زاده كذا



یہ سند نہایت خاص الخاص ہے۔ اس لحاظ سے کہ یہ استاذ الحفاظ حضرت قاری مقری فضل کریم صاحبؒ بانی مدرسہ تجوید القرآن رنگ محل کی ہے۔ اس سے متصل ہی ہم نے روایت حفص کی ایک سند حضرت قاری مقری عبدالحق صاحبؒ کی بھی دی ہے بغور دیکھنے سے حضرت قاری فضل کریم صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالحق صاحبؒ کی اسناد پر ''قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ'' کے دستخط ایک ہی شخصیت کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس سے اس دعویٰ کی بڑی واضح تردید ہوتی ہے جو کہ بعض حضرات نے کیا ہے کہ حضرت قاری فضل کریم صاحبؒ نے روایت حفص کا امتحان لکھنؤ جا کر خاتمۃ القراء حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کو دیا تھا اور ممتحن کے طور پر ''عبدالرحمٰنؒ'' نامی دستخط جو حضرت قاری فضل کریم صاحب کی سند پر ہیں وہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ آبادیؒ کے ہیں۔ مگر یہ دعویٰ غلط معلوم ہوتا ہے۔ یہ قاری عبدالرحمٰن صاحب جن کے دستخط حضرت قاری فضل کریم صاحبؒ اور حضرت قاری عبدالحق صاحبؒ کی اسناد پر ہیں وہ اس دستخط سے بالکل مختلف ہیں جو ہمارے پاس حضرت خاتمۃ القراء قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کی پہنچی ہے۔ دونوں اسناد کو ہم قارئین کی سہولت کے لئے یہاں بھی دے رہے ہیں۔ ان دستخطوں کو ملاحظہ فرما کر آپ یقیناً ہمارے دعویٰ کی تائید کریں گے کہ حضرت قاری فضل کریم صاحبؒ کی سند پر موجود دستخط خاتمۃ القراء فی الہند حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کے نہیں بلکہ کسی دوسرے قاری عبدالرحمٰن کے ہیں۔

سند [illegible] التجويد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي اورثنا كتابه، وحافظ علينا حروفه وحدوده واداءه، وخصنا بالرواية والاسناد من بين العباد، والصلوة والسلام على سيدنا
محمد مهبط الوحي والتنزيل، ومؤسس قواعد التجويد والترتيل، وعلى آله وصحبه الذين حملوا القرآن فوعوا، وجاهدوا في حفظه وعملوا فرووا، وبعد فيقول
المفتقر الى [illegible] ابن الشيخ [illegible] المجاز [illegible] الموفق من الله الحميد الحافظ القاري [illegible] محمد [illegible]
[illegible] قد قرأ على القرآن كله حرفا حرفا، وسمع مني طرقا طرقا، وتعلم مني التجويد، بالتكرير والتشديد على
رواية حفص عن عاصم الكوفي [illegible] بطريق الولي الشاطبي، وحصل لدي من كتب هذا العلم الشريف ومؤلفات هذا الفن المنيف
تحفة الاطفال والمقدمة الجزرية وذلك في مدرسة تجويد القرآن شأنها الرحمن بما يليق بشأنها الواقعة في [illegible]
[illegible] مني الاسناد، ولعمري ان هذا الشيء يراد، فان الاسناد من الدين، كما صرح به ائمة المسلمين، فاجزته بان يقرأ ويقرئ بالشرط المعتبر عند علماء هذا الأ[illegible]
كما اجازني شيخي واستاذي القاري محمد [illegible] خليفة [illegible] المقرئ الشيخ عبد الرحمن بن بشير خان المكي ثم الاله آبادي قال قرأت على اخي واستاذي
الشيخ عبد الله في مكة المكرمة وهو قرأ على الشيخ ابراهيم سعد وهو على الشيخ حسن بدير [illegible] وهو على الشيخ محمد المتولي على الشيخ احمد التهامي على الشيخ احمد سلمونة على الشيخ
ابراهيم العبيدي على الشيخ عبد الرحمن الاجهوري على الشيخ احمد البقري على الشيخ محمد البقري على الشيخ عبد الرحمن اليمني على الشيخ شحاذة اليمني على الشيخ

[illegible] على الشيخ زكريا الانصاري على الشيخ رضوان العقبي على الشيخ محمد النويري على الشيخ محمد بن الجزري على الشيخ ابن اللبان على الشيخ
احمد [illegible] الشاطبي على الشيخ ابي الحسن علي بن هذيل على الشيخ ابي داؤد سليمان بن نجاح على الحافظ ابي عمرو الداني على الشيخ ابي الحسن طاهر بن غلبون
على الشيخ ابي الحسن الهاشمي على الشيخ احمد الاشناني على عبيد بن الصباح على حفص على عاصم الكوفي على ابي عبد الرحمن السلمي وزر بن حبيش الاسدي
[illegible] السلمي على عثمان وعلي وابن مسعود وابي وزيد بن ثابت رضي الله تعالى عنهم على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن جبرئيل عن اللوح المحفوظ عن
رب العالمين [illegible] وانا اوصيك يا اخي ان تعرف قدر ما وصل اليك من هذه النعمة العلية فقد قال عليه الصلوة والسلام والتحية لا حسد الا في اثنين
رجل اتاه الله القرآن فهو يتلوه آناء الليل [illegible] ومن معرفة قدرها ان لا تشتري به المتاع الذاهب فان كان ولا بد فيما رمقت وقت المكاسب
ولا ترج الا من الله ولا تخش احدا سواه ولا ترفع عندك الا من رفعه القرآن ولا تضع عندك الا من وضعه القرآن واخفض جناحك لمن اتبعك
[illegible] ولا تعز عندك منهم الا من اجتهد في الطلب ولا تطردهم ولا تغضب عليهم لنفسك متعصب ولا تحرمن
[illegible] في هذا العمل الا وجه الله [illegible] فتوكل عليه [illegible] واسألك ان لا تنساني بصالح الدعاء وعند الله في ذلك الجزاء وآخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين

الفقير عبد الرحمن عفي عنه

ذالک كذالك

مدرسة تجويد القرآن امرتسر

[illegible] عفا الله عنه

یہ سند استاذ القراء والمجودین قاری محمد عبداللہ مراد آبادیؒ نے اپنی طیبہ کی شرح میں بیان فرمائی ہے اس کی نقل ہم اپنی کتاب میں دے رہے ہیں۔

یہ ہے کہ غیر محل اور نا اہل سے روایت بیان نہ کرے اور اس میں خیانت نہ کرے۔ قولہ قالہ اس قال سے اجازۃ اور اسناد کا قول مراد ہے اور شروع کتاب میں سب سے اول جو قال کہا ہے اس سے کتاب و مافیہا کا قول مراد ہے۔

یَرْحَمُهُ بِفَضْلِهِ الرَّحْمٰنُ	فَظَنُّهُ مِنْ جُوْدِهِ الْغُفْرَانُ

اس شعر میں مصنف رح اپنے واسطے دعا رخیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے رحمن الرحیم اپنے فضل سے محمد بن جزری پر رحم فرماوے قولہ فظنہ الخ یعنی گمان اور خیال اس محمد کا اللہ کے کرم اور اسکی سخاوت سے بخشش کا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ سے روایۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی خیرا فقط

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

قد تم شرحہ فی وسط شہر رجب المرجب سنہ ۱۳۳۶ھ ست وثلثین بعد الالف وثلثماۃ من ہجرۃ شفیع المذنبین خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام وکان ابتداء اوائل ربیع الاول فی السنۃ المذکورۃ

اب بغرض حصول برکت میں اپنی سند امام جزری تک لکھتا ہوں اور انکی اسانید چونکہ طویل ہیں اسلئے بوجہ اختصار کے انکو ترک کرتا ہوں اگر کسی کو دیکھنا ہو تو نشر میں بالتفصیل موجود ہیں وہاں دیکھ لے ہذا ہو الحبل المتین اعنی سند القرآن اے رب العلمین

یقول الفقیر الراجی رحمۃ ربہ الالہ محمد عبد اللہ المراد آبادی لما وفقنی اللہ سبحانہ وتعالےٰ بقراۃ القرآن اخذتہ بالقرآت العشر من طریق الوزن الجزری بمضمون طیبۃ النشر المذکور بعد حفظہا عن علامۃ العصر والاوان الذی لم تسمح بنظیرہ ما تقدم من الدہور والازمان فخر العرب والعجم سیدنا ومولانا محمد عبد الرحمن بن محمد بشیر خان المکی الحنفی اخذ عن شیخہ العالم

العلامة الحبر الفہامہ الحافظ المقری محمد غازی کما اخذ عن شیخہ محمد بن احمد المکی بحق اخذہ عن مشائخ اجلاء منہم العالم العلامۃ النحریر المقری المدرس ابو عبداللہ الشیخ الاستاذ السید محمد بن علی السنانی التونسی المالکی مذہبا کما اخذ عن شیخہ الہمام المقری ابی العباس۔ الشیخ احمد بن محمد الماطری الحنفی کما اخذ عن شیخہ العالم شیخ الاقرأ بتونس ابی عبداللہ محمد بن محمد السیاری کما اخذ عن شیخہ الفاضل ابی العباس سیدی احمد السنان امطر اللہ علی تربتہ سحب الرضوان وجمع بیننا وبینہ فی اعلی فرادیس الجنان کما اخذ عن شیخہ العالم الدراکہ ابی محمد سیدی حمودۃ بن ادیس الشریف الحسنی کما اخذ عن شیخہ سیدی محمد الحرفانی البصیر الصفاقسی نزیل تونس وبہا وفاتہ عام اربعۃ وخمسین ومائۃ والف وہو اخذ عن شیخہ سیدی محمد بن محمد الافرانی وہو اخذ عن الشیخ المقری ملا الانس والجان الشیخ سیدی سلطان بن احمد المزاحی المصری وقرأ الشیخ سلطان المذکور علی الشیخ الکبیر شمس الدین البصیر وہو اخذ عن الشیخ شحاذۃ الیمنی وہو عن الشیخ ناصر الطبلاوی وہو اخذ عن الشیخ الاسلام زکریا الانصاری وقرأ الشیخ المذکور علی الشیخ الرضوان العقبی وقرأ الشیخ العقبی المذکور علی محی ہذا العلم ابی الخیر شمس الدین محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری وسندہ مشہور وفی نشرہ مذکور۔

والحمد للہ علی ذلک واشکرہ علی ما اولنا واوصل الینا من ہذہ النعمۃ العظیمۃ والمنۃ الجسیمۃ فاسأل اللہ تعالی ان یقبل ہذہ الشرح ویجعلہا لی من باقیات الصالحات وینفع بہا عبادہ وارجو الدعاء بخیر الدنیا والآخرۃ ممن ینتفع بہا والاصلاح ممن یطلع علی خطاء فان الانسان لا یخلو اعنہا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت طیبۃ النشر فی القراءات العشر

ویلیہا

الفوائد المعتبرۃ فی القراءات الاربع

یہ سند استاذ القراء والمجودین حضرت قاری مقری محمد عبدالوحید الہ آبادی سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنی مشہور کتاب ''ہدیۃ الوحید فی علم التجوید'' میں درج فرمائی ہے اس کی نقل ہم اپنی کتاب میں شامل کر رہے ہیں۔ اس سند سے بھی حضرت قاری عبدالرحمٰن مکیؒ کا تمام استفادہ اپنے برادر بزرگ و استاذ حضرت قاری عبداللہ مکیؒ سے ثابت ہوتا ہے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا هو الحبل المتين اعني سند القرآن الى رب العلمين

حامدا ومصليا يقول راجي عفو ربه المجيد محمد عبد الوحيد غفرله الاله آبادي وطنا المكي اقامة الحنفي مذهبا الجشتي طريقة لما وفقني الله سبحانه وتعالى لقراءة الفرقان الحميد فقرأته كله من اوله الى آخره برواية حفص رضي الله تعالى عنه من طريق الولي الشاطبي بالتجويد والاتقان مع كتبه الدرسية اعني مقدمة الجزرية وتحفة الاطفال وقصيدة الشاطبية اصولا وفرشا وقصيدة الرائية في الرسم العثماني وايضا بالسبعة المتواترة المشهورة بتمامها بعدها على شيخي وسندي مولانا القاري عبد الرحمن المكي الاله آبادي وعلى فخر العصر ومسند الدهر شيخنا وملاذنا مولانا القاري عبد الله المكي المدرس الاول في المدرسة الصولتية الواقعة في مكة المعظمة زادها الله شرفا وتعظيما فاجازاني بان اقرأ واقرئ في اي مكان حل واي قطر انزل بشرائط المعتبرة عند علماء هذا الاثر وبعد تلك حصلت لي الاجازة والاسانيد العشرة المشهورة عن شيخنا وحضرتنا القاري عبد الله المكي المذكور المرحوم بواسطة المحب في الله الحاج القاري عبد الرحمن الجالندهري واخبرنا شيخنا المرحوم تلقى ذلك عن الشيخ ابراهيم سعد بن علي المصري المكي وهو عن الشيخ حسن بدير وهو عن الشيخ محمد المتولي وهو عن الشيخ سيد احمد وهو عن الشيخ احمد سلمونه وهو عن الشيخ سيد ابراهيم العبيدي وهو عن مشايخ منهم الشيخ عبد الرحمن الاجهوري وهو عن مشايخ منهم الشيخ احمد البقري وهو عن الشيخ محمد البقري وهو عن الشيخ عبد الرحمن اليمني وهو عن والده الشيخ شحاذة وهو عن مشايخ منهم الشيخ ابن عبد الحق السنباطي وهو عن شيخ الاسلام زكريا الانصاري وهو عن الشيخ رضوان العقبي وهو عن الشيخ محمد النويري وهو عن الشيخ محمد بن الجزري وهو عن شيخ الامام الازهر ابن اللبان وهو عن الشيخ احمد صهر الشاطبي وهو عن الشيخ ابي الحسن علي بن هذيل وهو عن الشيخ ابي داؤد سليمان بن نجاح وهو عن عثمان ابي عمرو الداني وهو عن ابي الحسن طاهر بن غلبون المقرئ وهو عن ابي الحسن علي بن محمد بن صالح الهاشمي وهو عن ابي العباس احمد بن سهل الاشناني وهو عن ابي محمد عبيد بن الصباح وهو عن حفص صاحب الرواية وهو عن الامام عاصم بن ابي النجود التابعي وهو عن زر بن حبيش الاسدي وعن عبد الله بن حبيب السلمي وهما عن سيدنا عثمان وعلي وزيد بن ثابت وابن مسعود وابي ابن كعب رضوان الله تعالى عليهم اجمعين وهم عن النبي الامي صلى الله عليه وسلم وهو عن جبريل الامين عليه السلام عن الله رب العلمين عز وجل اردت ان اتبرك باسنادي في القراءة الى حضرة النبي الكريم صلى الله عليه وسلم فان الاسناد من الدين ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء والاسناد عمود السند المتلقى من حضرة الرسالة النبوية على رعاية التجويد والاتقان والا فاصل القرآن العزيز متواتر لا يحتاج الى الاسناد وان اراد احد ان يعثر على التحويلات فعليه بهذه الشجرة المباركة.

یہ سند وہ ہے جو کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن مکی الہ آبادیؒ نے اپنے تلمیذ کو جاری کی ہے اور بواسطہ حضرت قاری محمد غازی صاحب ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

...على سيدنا ومولينا محمد واله وصحبه وسلم وبشرى لنا معشر الاسلام ان لنا من العناية ركنا غير منهدم ومن تكن برسول الله نصرته ان تلقه الاسد فى اجامها...
الذى خصنا بحفظ القران والهم من تكفل بتحبيره وتجويده فى كل زمان ما اشرقت فى سماء السبعة البدور واضاءت بهم مشارق الارض ومغاربها فى جميع الدهور والصلاة...
...نا محمد الاسرار المنزل عليه للاعجاز كلام الواحد القهار وعلى اله الكرام واصحابه نجوم الظلام ما تليت السبع المثانى وما درس حرز الامانى ووجه التهانى اما بعد فيقول العبد...
...عبد الرحمن بن محمد بشير خان ان المتقن المجود المولوى محمد ابرا الشيخ نبى بخش الجالندهرى الرائيفورى لما قرأ طيبة النشر فى القراءات العشر والدرة فى القراءات...
للامام الجزرى والوجوه المفسرة فى الثلثة للتولى وعقيلة اتراب القصائد المشهورة بالرائية فى الرسم العثمانى للامام الشاطبى ومواضع من القران فى القراءات العشر بجمع الجمع من طريق ال...
...فاجزته بعد ما رايته اهلا لذالك ان يروى عنى جميع ما يجوز من رواية وقراءة من الطرق المذكورة كما اجازنى العالم العلامة والحبر الفهامة الحاذق الماهر القارى الحافظ...
عن الشيخ محمد بن احمد المكى بحق اخذه عن مشائخ اجلاء منهم العالم العلامة الشهير المقرى المدرس الولى الصوفى ابو عبد الله الشيخ الاستاذ السيد محمد بن على...
...عامله الله بلطفه كما اخذ عن شيخه الهمام الشيخ الامام مقرى ابن العباس الشيخ احمد بن محمد المالكى الحنفى امده بلطفه الخفى كما اخذ عن شيخه الهمام العالم العلا...

بتونس ابی عبد الله محمد بن محمد السماری كما اخذ عن شیخه الفاضل البارع شیخ الاقراء بالمحروسة المذكورة ابی العباس سیدی احمد السنان امطر الله علی تربته
ورجع بنیانا وبینه فی اعلی فرادیس الجنان كما اخذ عن شیخه العالم الدراكة شیخ الاقراء بالمحروسة المذكورة وامام جامعها الاعظم ابی محمد سیدی حمودة بن بادیس
واخذ عن شیخه سیدی محمد الشرفانی البصیر الصفاقسی نزیل تونس المذكورة وبها وفاته رحمه الله تعالی عام اربعة خمسین ومائة والف وهو اخذ عن شیخه سیدی
احمد الافرانی وهو اخذ عن الشیخ النقری للاندلس والجان الشیخ سیدی سلطان بن احمد المزاحی المصری وقرأ الشیخ سلطان المذكور علی الشیخ الكبیر والعالم الشهیر سیف
الدین اخذ عن الشیخ ... الیمنی وهو اخذ عن الشیخ ولی الله تعالی سیدی ناصر الدین الطبلاوی وهو اخذ عن الشیخ الاسلام الشیخ زكریا الانصاری وقرأ الشیخ المذكور
رضوان العقبی وقرأ الشیخ العقبی المذكور محیی معالم العلم ابی الخیر سیدی محمد ابن الحافظ المقرئ شمس الدین ابن الجزری وقرأ ابن الجزری علی جماعة منهم الشیخ الصالح
عبد الرحمن بن احمد البغدادی الشافعی وهو عن شیخه الامام ابی عبد الله محمد بن احمد بن عبد الخالق الصائغ شیخ الاقراء بمصر وقرأ الصائغ علی الشیخ
... الهاشمی الضریر وقرأ الهاشمی علی الامام المحدث المحقق الشیخ ابی القاسم ابن فیرة بن خلف بن احمد الرعینی الشاطبی وقرأ الشاطبی علی الشیخ الامام ابی الحسن
بن هذیل البلنسی علی الامام ابی داود سلیمان بن نجاح الاندلسی وهو اخذ عن الامام الحافظ الكبیر العلامة الشهیر ابی عمرو سیدی عثمان بن سعید بن عثمان الدانی
قال الدانی المذكور رحمه الله تعالی تامار روایة قالون فقرأت بها القرآن كله علی فارس بن احمد عن الحسن بن عبد الباقی عن الحسن المقرئ عن ابراهیم بن عمر المقرئ عن ابی

وقرأ ابن بويان على ابي بكر بن الاشعث على ابي الشيط قال قرأت على قالون قال قرأت على نافع واما رواية ورش فقرأت بها القرآن كله على ابي القاسم بن [illegible]
[illegible] وهو على اسماعيل النحاس وهو على ابي يعقوب يوسف بن يعقوب الازرق وهو على امام المدينة ومقريها ابي رويم ويقال ابو الحسن نافع بن عبد [illegible]
نافع على سبعين من التابعين منهم ابو جعفر القارئ يزيد بن القعقاع وشيبة بن نصاح وعبد الرحمن بن هرمز وقرأ هؤلاء الثلاثة على ابي هريرة وعبد الله بن [عباس]
وعلى ابي بن كعب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وتلقاه من الامين جبريل عليه السلام وهو من رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ واما رواية البزي فقرأ[ت]
على ابي القاسم عبد العزيز بن جعفر الفارسي البغدادي وهو على محمد بن الحسين النقاش وهو على ابي ربيعة محمد بن اسحاق الربعي وهو على البزي واما رواية قنبل فقرأت بها [illegible]
[illegible] فارس بن احمد وهو على عبد الله بن الحسين البغدادي وهو على ابن مجاهد وهو على قنبل وقرأ البزي وقنبل على ابي الحسن احمد بن محمد القواس وهو على وهب بن واضح المكي وهو [illegible]
القسط وهو على شيخ مكة وامامها في القراءة عبد الرحمن بن كثير وقرأ ابن كثير على عبد الله بن السائب المخزومي وهو على ابي بن كعب وزيد بن ثابت وهما على رسول الله صلى [الله عليه وسلم]
جبريل عن رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ واما رواية ابي عمرو الدوري فقرأت بها القرآن كله على عبد العزيز بن جعفر الفارسي البغدادي وهو على عبد الواحد بن
[ابي] بكر بن مجاهد وهو على ابن الزعراء عبد الرحمن بن عبدوس وهو على ابي عمر الدوري وهو على يحيى اليزيدي وهو على ابي عمرو بن العلاء واما رواية السوسي فقرأت بها القرآن كله

وهو على عبد الرحمن بن الحسين المقرئ وهو على موسى بن جرير النحوي وهو على أبي شعيب صالح السوسي وهو على يحيى اليزيدي وهو على أبي عمرو بن العلاء على الجلة من التابعين منهم
على عبد الله بن كثير وتقدم سندهما وعاصم بن أبي النجود وسيأتي سنده ومجاهد وسعيد بن جبير على ابن عباس على أبي بن كعب وقرأ أبو العلاء أيضا على أبي العالية و
وهو على أبي بن كعب وزيد بن ثابت وابن عباس وقرأ أيضا على الحسن البصري وهو على حطان بن عبد الله الرقاشي وقرأ حطان على أبي موسى الأشعري وقرأ أبو العلاء أيضا على
وعلي رضي الله عنهما وقرأ عمر بن الخطاب وعثمان وعلي وزيد وأبي بن كعب وأبو موسى الأشعري رضي الله عنهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على جبريل وهو على
اللوح المحفوظ وأما رواية هشام فقرأت بها القرآن كله على أبي الفتح فارس بن أحمد وهو على عبد الله المقرئ وهو على محمد بن عبدان وهو على الحلواني وهو على هشام وأما رواية ابن
ذكوان فقرأت بها القرآن كله على عبد العزيز بن جعفر الفارسي وهو على أبي بكر بن محمد بن الحسن النقاش وهو على هارون بن موسى الأخفش وهو على ابن ذكوان وقرأ هشام وابن ذكوان على أبي سليمان
دمشقي وهو على يحيى بن الحارث وهو على إمام أهل الشام عبد الله بن عامر وقرأ ابن عامر على المغيرة بن أبي شهاب المخزومي وهو على أبي الدرداء وقرأ المغيرة على عثمان بن عفان وقرأ عثمان على
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على جبريل وهو على رب العزة أو من اللوح المحفوظ وأما رواية أبي بكر شعبة فقرأت بها القرآن كله على فارس بن أحمد المقرئ وهو على
على إبراهيم بن عبد الرحمن البغدادي وهو على يوسف الواسطي وهو على شعيب بن أيوب وهو على يحيى بن آدم وهو على أبي بكر شعبة وأما رواية حفص فقرأت بها القرآن
على الهاشمي وهو على الأشناني وهو على عبيد بن حفص وقرأ شعبة وحفص على إمام الكوفة أبي بكر عاصم بن أبي النجود وقرأ عاصم على أبي عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمي

زر بن حبيش الاسدي وعلى سعيد بن اياس الشيباني وقرأ هؤلاء الثلاثة على عبد الله بن مسعود وقرأ السلمي ايضا على عثمان [illegible] وعلى علي بن ابي طالب وقرأ السلمي ايضا على
ابي وقرأ ابن مسعود وعثمان وعلي وابي بن كعب وزيد بن ثابت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وتلقاه عن الامين جبريل وهو عن رب العزة جل وعلا واما
امر ابي المنتسب فقرأت بها القرآن كله على ابي الحسن شيخنا وهو على ابي الحسن محمد بن يوسف الحرتكي وهو على ابن بويان وهو على ادريس بن عبد الكريم وهو على خلف
على حمزة واما رواية خلاد فقرأت بها القرآن كله على ابي الفتح وهو على عبد الله بن الحسين وهو على ابي شنبوذ وهو على ابي شاذان وهو على خلاد وهو على سليم وهو
جعفر الصادق وهو على ابيه محمد الباقر وهو على ابيه زين العابدين وهو على ابيه الحسين وهو على ابيه علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنهم وقرأ حمزة ايضا على ابي محمد
ثاب الاسدي وهو على علقمة على ابن مسعود وقرأ حمزة ايضا على محمد بن ابي ليلى على ابي المنهال سعيد بن جبير على عبد الله بن عباس على ابي بن كعب وقرأ علي وابن مسعود وابي
صلى الله عليه وسلم على الامين جبريل عن رب العزة جل وعلا عن اللوح المحفوظ واما رواية ابي الحارث فقرأت القرآن كله على فارس بن احمد وهو على عبد الباقي وهو على زيد
بن الحسن وهو على محمد بن يحيى الكسائي الصغير وهو على ابي الحارث وهو ابي الحسن على الكسائي واما رواية الدوري عن الكسائي فقرأت بها القرآن كله على ابي الفتح وعلى عبد الباقي وهو
وهو على جعفر بن محمد وهو على ابي عمر حفص الدوري وهو على الكسائي وقرأ الكسائي على حمزة وغيره من الائمة منهم عيسى بن عمر الهمداني ومحمد بن ابي ليلى واسماعيل بن [illegible]
[illegible] ابو بكر بن عياش صاحب عاصم وغيرهم من الاجلة غير ان اعتماده على حمزة وتقدم سنده متصلا على سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم على افضل الملائكة وامين الوحي

بع القدوس جبرئيل عليه السلام وهو تلقاه من اللوح المحفوظ وهو من رب العالمين عز وجل وسند الثلاثة المتممة للعشرة قال المحقق ابو الخير محمد بن الجزري في تحبيره فاما
قرأت بها القرآن كله على ابي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي النحوي واخبرني بانه قرأ القرآن كله على الامام ابي عبد الله محمد بن احمد بن عبد الخالق المصري قال وقرأت بها القرآن كله
بن احمد بن فارس التميمي قال وقرأت بها القرآن كله على ابي اليمن الكندي قال وقرأت بها القرآن كله على الامام ابي منصور محمد بن عبد الملك بن الحسن بن خيرون البغدادي قال وقرأت بها على ابي القاسم
قرئ قال وقرأت بها على ابي طاهر محمد بن ياسين الحلبي وهو على الصطوري وهو على ابي بكر بن هارون وهو على الفضل بن شاذان وهو على الحلواني وهو على قالون وهو على ابن وردان واما رواية ابن جماز
كله على محمد بن عبد الرحمن الحنفي وهو على محمد بن احمد الصائغ وهو على ابي اسحاق فارس وهو على ابي اليمن وهو على سبط الخياط وهو على الاستاذ طاهر بن سوار وهو على ا
وهو على ابي بكر بن محمد الاصبهاني وهو على محمد بن الحرث وهو على محمد بن جعفر الاشناني وهو على محمد بن احمد الثقفي على ابي بشر على ابن سهل [illegible] على البزار على ابن زريق على ا
م على ابن جماز وقرأ ابن وردان وابن جماز على ابي جعفر يزيد بن القعقاع القاري وتقدم سنده في نافع وقيل ان ابا جعفر اخذ عن زيد بن ثابت نفسه والله اعلم قال المحقق وا
ت بها القرآن كله على ابي محمد عبد الرحمن وهو على محمد بن احمد المصري وهو على ابراهيم بن احمد الاسكندري وهو على زيد بن الحسن وهو على ابن عبد الله بن علي البغدادي
العز القلانسي وهو على ابي القاسم الواسطي على الحمامي على النحاس على التمار على رويس واما رواية روح فقرأت بها القرآن على ابي محمد بن محمد بمصر القاهرة وهو على ابي عبد الله الصائغ وهو على

وعلى زيد بن الحسن وهو على محمد بن على وهو على الاستاذ طاهر بن السوار وهو على ابى القاسم بن المانى الطيب البصرى وهو على ابن هشام وهو على ابى العباس التميمى على ابى

بن يس وروح على يعقوب الحضرمى القارى وقرأ يعقوب على ابى المنذر وسلام بن سليمان الطويل وعلى شهاب بن شرنفة وعلى مهدى بن ميمون وغيرهم وقيل ان يعقوب

العلاء وقرأ سلام على ابى عمرو وعاصم وتقدم سندهما وقرأ شهاب على هارون بن موسى الاعور وهو على ابى عمرو وقرأ مهدى على شعيب بن الحباب وهو على

على زيد وابى بن كعب وهما على رسول الله صلى الله عليه وسلم على جبرئيل وهو عن رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ قال المحقق الجزرى واما رواية

فقرأت بها القرآن كله على كل من الشيخين ابى عبد الله الحنفى وابى عبد الله الشافعى المصرى وقرأ كل منهما على ابى عبد الله محمد بن احمد

المصرى على الكمال بن فارس وهو على زيد بن الحسن وهو على هبة الله بن احمد البغدادى وهو على ابى بكر محمد الخياط وهو على السيد السوسنجردى

الطوسى وهو على اسحاق الوراق واما رواية ادريس الحداد فقرأت بها القرآن كله على الشيخ ابى محمد عبد الرحمن بن احمد الواسطى وهو على محمد بن احمد

بن احمد وهو على ابن اليمنى وهو على ابى محمد سبط الخياط وهو على الامام عبد القاهر بن عبد السلام العباسى وهو على ابى عبد الله محمد بن الحسن الكارزينى

عباس احمد بن سعيد المطوعى وهو على ادريس وقرأ اسحاق وادريس على خلف وقرأ خلف على سليم صاحب حمزة كما تقدم وعلى يعقوب بن خليفة صاحب ابى

حماد وقرأ ابان وابو بكر على عاصم وتقدم سنده ومن خالف القراءة على الكسائى قال الشيخ سيد محمود ادريس هذا ولنا سند آخر قريب جدا وقد ذكره شيخنا

ى الحلى النورى رحمه الله فى ثبته حيث قال ومن مشائخى ايضا القدوة العالم العلامة المتقن المتقى سيدى على الخياط المقرى الرشيدى اخبرنى لطف الله
عن مشائخه فى القرأت للسبع والعشر والاربعة عشر الشيخ سيدى عبد الرحمن اليمنى قال واخذ شيخنا اليمنى عن مشائخ كثيرة لهم مصنفات
عالم النحرير ذو الفضل الشهير والحظ الكبير احمد بن عبد الحق السنباطى وهو اخذ عن شيخه يوسف وهو عن والده الشيخ زكريا الانصارى وقال
وايضا وقرأت القرآن جمعا بالسبع من طريق الشاطبية والتيسير وجانبا من اول القرآت بالعشر الكبير من طريق للدرة والتحبير كلاهما للشيخ المحقق سيدنا
شيخنا الواعظ ابى عبد الله الشيخ سيدى محمد البنانى وهو على شيخه الفاضل الاجل ابى اسحاق سيدنا ابراهيم الجمل وهو على شيخه المحقق سماسر تونيه التونسى وهو
سلطان بالديار المصرية وعلى الشيخ سيف الدين بن عطاء الله البصرى وهو على شيخ الاسلام احمد بن عبد الحق السنباطى شارح الشاطبية وعلى الشيخ جمال
الاسلام زكريا الانصارى وهو على والده المذكور واخذ الشيخ زكريا على الشيخ محمد النويرى شارح الدرة فى تمام العشرة عن مؤلفها شمس الدين محمد بن الجزرى وتقدم

اخر ذكره شيخ شيخنا سيدى على الندى فى ثبته ايضا عن سيدى على الخياط المقرى الرشيدى فيما كاتبه به الشيخ انه اخذ عن الشيخ الجريرى وهو اخذ عن الشيخ عمر الشوانى
ميمون العفريت الجنى وهو اخذ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبرئيل الامين وهو على رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ قال الحمد المجيز فعلى هذا السند بينى و

الله علیه وسلم احد عشر جلدا فهذا سند والحمد لله فی غایة العلو ولکن هذا لظهر ما ارسناه ذکره جعله الله تعالی فی میزان الحسنات غفر الله لنا ولوالدینا وللمسلمین ...

محمد شیخ ادریس عفی عنه مهتمم مدرسه احیاء السلام ۱۲ محرم الحرام

یہ سند وہ ہے جو کہ منسوب ہے کہ حضرت قاری محمد غازی صاحبؒ کو ان کے استاذ حضرت قاری احمد المکیؒ نے جاری کی ہے۔ اس کی نقل ہم نے "مہر انور" مولفہ محمد حسین گردیزی سے حاصل کی ہے۔

حضرت مولانا محمد غازی کو مکہ مکرمہ سے جو قرآت وتجوید کی سند ملی۔ اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا محمد غازی میں اور حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں صرف گیارہ واسطے ہیں۔ ذیل میں جس طویل سند کی نقل دی جارہی ہے اس کے آخر میں مذکورہ بالا سند بھی موجود ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه
بشرى لنا معشر الإسلام إن لنا من العناية ركنا غير منهدم
ومن تكن برسول الله نصرته إن تلقه الأسد في آجامها تجم

الحمد لله الذي خصنا بحفظ القرآن وألهم من تكفل بتجويده وتجويده في كل
زمان ما أشرقت في سماء الشريعة البدور وأضاءت بهم مشارق
الأرض ومغاربها في جميع الدهور والصلاة والسلام على سيدنا
محمد منبع الأسرار المنزل عليه للإعجاز كلام الواحد القهار
وعلى آله الكرام وأصحابه نجوم الظلام ما تليت السبع المثاني
وما دبت حروف الأماني ووجوه التهاني وبعد فإن شرف
علم القراءات لا يخفى ونفعه بحول الله لا يطفى وكان ممن اعتنى

وبلغ فيه بعون الله غاية المنى العالم العلامة الشهير والحبر الفهامة
الفريد فريد عصره ووحيد دهره الحاذق اللبيب المتقن المحقق المدقق
اللبيب ذو الكمالات والمعاني المولوي محمد غازي فلازم مجلس
الاقراء على محمد بن عبد الحق اصلا ومسكنا مكة مدة فاستفاد منه
فوائد عديدة فصار هنالك من افراد الرجال وارتقى فيما ذكر الى اعلى
مراتب الكمال فطلب مني حينئذ الاجازة لينتظم في سلك مشائخ الاشياخ
الذين وصلت بينهم وبين سيد العالم المختار صلى الله عليه وعلى آله
واصحابه ما اظلم الليل واضاء النهار فاسعفته محمد مكي المذكور
بالمسؤل واسعفه في المرغوب والمامول بمضمن كتابه عبد السبحان المولوي
نعمة الله خان وابن المحسن الشيخ محمد العربي فتلقى من المجيز الشهير المذكور في
مشافهة قوله ونقل سنده مما هو مكتوب وعقبه مهره وخط يده فاقول اعلم
وبالله اعتصم من الزيغ والاضلال ان الفقيه الحبيب الحاوي من كل علم
نصيب المولوي المذكور خلصني الله واياه من هول الحشر وظلمة القبر
قد قرأ علي السبع والثلاث المتممين للعشر فاما القراءات السبع افرد جانبا
عظيما من اول القرآن الى حد بلغ فيه مرتبة الجمع فاستانف القراءة
ثانيا بالجمع كله من اول القرآن الى حد بلغ فيه الغايات ووصل الى
النهايات وذلك في طريق التيسير وحرز الاماني ووجه التهاني
بما وافق غيث النفع فحصل له بذلك والحمد لله مزيد النفع واما القراءات
الثلاثة المتممين للعشرة فافرد جانبا من اوله كذالك وجمعا من اوله
كذالك الى حد انتهى فيه مرتبة التبرك والتدريس من طريق التيسير
والدرة مع التحقيق والتثبيت والتحرير والتدقيق وقد اجزته بذالك
وان كنت لست اهلا لذالك ان يروي عني جميع ما يجوز من روايته وقراءته
من الطرق المذكورة بحق اخذي له الله عن مشايخ اجلاء منهم العالم
العلامة الشهير العبقري المدرس الولي الصوفي ابو عبد الله الشيخ الاستاذ
السيد محمد ابن علي السماتي التونسي المالكي مذهبا عامله الله
بلطفه كما اخذ عن شيخه الهمام الشيخ الامام المقرئ ابي العباس
الشيخ احمد بن محمد المطري الحنفي عامله بلطفه الخفي كما اخذ عن شيخه
الهمام العالم الامام شيخ الاقراء بتونس ابي عبد الله محمد بن محمد
السماري كما اخذ عن شيخه الفاضل البارع شيخ الاقراء بالمحروسة

المذكور ابي العباس سيدي احمد السنان امطر الله على تربته سحب الرضوان وجمع بيننا وبينه في اعلى فراديس الجنان كما اخذ عن شيخه العالم الدراكة شيخ الاقراء بالمحروسة المذكورة وامام جامعها الاعظم ابي محمد سيدي حمودة بن ادريس الشريف الحسني كما اخذ عن شيخه سيدي محمد المرقاقي البصير الصفاقسي نزيل تونس المذكورة وبها وفاته رحمه الله تعالى المحرم عام اربعة وخمسين ومائة والف وهو اخذ عن شيخه سيدي محمد بن محمد الافراني وهو اخذ عن الشيخ المقري للانس والجان الشيخ سيدي سلطان بن احمد المزاحي المصري وقرأ الشيخ سلطان المذكور على الشيخ الكبير والعالم الشهير شمس الدين البصير وهو اخذ عن الشيخ شحادة اليمني وهو اخذ عن الشيخ ولي الله تعالى سيدي ناصر الدين الطبلاوي وهو اخذ عن شيخ الاسلام الشيخ زكريا الانصاري وقرأ الشيخ المذكور على الشيخ الرضوان العقبي وقرأ الشيخ العقبي المذكور على الشيخ المحقق مفتي هذا العلم ابي الخير سيدي محمد ابن محمد الحافظ المقري شمس الدين ابن الجزري وقرأ ابن الجزري على جماعة منهم الشيخ الصالح ابو محمد عبد الرحمن بن احمد البغدادي الشافعي وهو عن شيخه الامام ابي عبد الله محمد بن احمد بن عبد الخالق الصائغ شيخ الاقراء بمصر وقرأ الصائغ على الشيخ علي بن شجاع الهاشمي العباسي وقرأ الهاشمي على الامام المحدث المحقق الشيخ ابي القاسم ابن فيرة بن خلف بن احمد الرعيني الشاطبي وقرأ الشاطبي على الشيخ الامام ابي الحسن علي بن محمد بن علي بن هذيل البلنسي وقرأ البلنسي على الامام ابي داود سليمان بن الحاج الاندلسي وهو اخذ عن الامام الحافظ الكبير العلامة الشهير ابي عمرو سيدي عثمان بن سعيد بن عثمان الداني صاحب المؤلفات المديدة قال الداني المذكور رحمه الله تعالى فاما رواية قالون فقرأت بها القرآن كله على فارس بن احمد عن الحسن بن عبد الباقي عن الحسن المقري عن ابراهيم بن عمر المقري عن ابي الحسين بن بويان وقرأ ابن بويان على ابي بكر بن الاشعث على ابي النشيط قال قرأت على قالون قال قرأت على نافع واما رواية ورش فقرأت بها القرآن كله على ابي القاسم

بن خاقان وهو على ابي جعفر وهو على اسماعيل بن عبد الله النحاس
وهو على ابي يعقوب يوسف بن يعقوب الازرق وهو على ورش عن
وهو على امام المدينة وهي بها الى ربيعة ويقال ابو الحسن نافع ابن عبد الرحمن
الليثي وقرأ نافع على سبعين من التابعين منهم ابو جعفر القارئ يزيد
بن القعقاع وشيبة بن نصاح وعبد الرحمن بن هرمز وقرأ هؤلاء الثلاثة
على ابي هريرة وعبد الله بن عباس الهاشمي وعلى ابي بن كعب على رسول الله
صلى الله عليه وسلم وتلقاه من الامين جبريل عليه السلام وهو عن رب
العزة جل جلاله عن اللوح المحفوظ واما رواية البزي فقرأت بها القرآن
كله على ابي القاسم عبد العزيز بن جعفر الفارسي البغدادي وهو
على محمد بن الحسين النقاش وهو على ابي ربيعة محمد بن اسحاق الربعي
وهو على البزي واما رواية قنبل فقرأت بها القرآن كله على ابي الفتح
فارس بن احمد وهو على عبد الله بن الحسين البغدادي وهو على ابن مجاهد
وهو على قنبل وقرأ البزي وقنبل على ابي الحسن احمد بن محمد القواس
وهو على وهب بن واضح المكي وهو على اسماعيل بن عبد القسط وهو
على شيخ مكة وامامها في القراءة عبد الرحمن بن كثير وقرأ ابن كثير على عبد الله
بن السائب المخزومي وهو على ابي بن كعب وزيد بن ثابت وهما
معا على رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبريل عن رب العزة
جل وعلا عن اللوح المحفوظ واما رواية ابن عمر الدوري

فقرأت بها القرآن كله على ابي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي الخوفي
واخبرني انه قرأ القرآن كله على الامام ابي عبد الله محمد بن احمد بن عبد الخالق
المصري قال وقرأت بها القرآن كله على الكمال ابراهيم بن احمد بن فارس التميمي
قال وقرأت بها القرآن كله على ابي الكندي قال وقرأت بها القرآن
كله على الامام ابي منصور محمد بن عبد الملك بن الحسن بن خيرون
البغدادي قال وقرأت بها على ابي القاسم عبد السيد بن عتاب المؤدب
قال وقرأت بها على ابي طاهر محمد بن ياسين الحلبي وهو على وهو
على ابي بكر بن هارون وهو على الفضل بن شاذان وهو على الحلواني وهو
على قالون وهو على ابن وردان واما رواية ابن جماز فقرأت بها القرآن
كله على محمد بن عبد الرحمن الحنفي وهو على محمد بن احمد الصائغ وهو على ابي
فارس وهو على ابي اليمن وهو على سبط الخياط وهو على الاستاذ طاهر

بن سوار وهو على الحسن بن الفضل الشرمقاني وهو على ابي بكر بن محمد
الأصبهاني وهو على محمد بن الحرقي وهو على محمد بن جعفر الأشناني وهو
على محمد بن احمد المتقي على ابن شاكر على ابن سهل الطبار على البزار على ابي زيد
على الهاشمي على ابي جعفر على ابن جماز وقرأ ابن وردان وابن جماز
على ابي جعفر يزيد بن القعقاع القارئ وتقدم سنده في نافع
وقيل ان ابا جعفر اخذ عن زيد بن ثابت نفسه والله اعلم قال المحقق واما
رواية رويس فقرأت بها القرآن كله على ابي محمد عبد الرحمن وهو على ابي احمد
المصري وهو على ابراهيم بن احمد الاسكندري وهو على زيد ابن الحسن وهو
على ابي عبد الله بن علي البغدادي وهو على الاستاذ ابي العز القلانسي
وهو على علي بن القاسم الواسطي على الحمامي على النخاس على التمار على رويس
واما رواية روح فقرأت بها القرآن كله على ابي محمد بن محمد بن عمر القاسم وهو على
ابي عبد الله الصائغ وهو على اسحاق الدمشقي وهو على زيد بن الحسن وهو
على محمد بن علي وهو على الاستاذ طاهر بن سوار وهو على القاسم المسافر
بن الطيب البصري وهو على ابن هشام وهو على ابي العباس القبي على ابن وهب
على روح وقرأ رويس وروح على يعقوب الحضرمي القارئ وقرأ يعقوب
على ابي المنذر سلام بن سليمان الطويل وعلى شهاب بن شرنفة وعلى مهدي
بن ميمون وغيرهم وقيل ان يعقوب قرأ على ابي عمرو بن العلاء وقرأ سلام على ابي عمرو
وعاصم وتقدم سندهما وقرأ شهاب على هارون بن موسى الاعور وهو على ابي
فقرأت بها القرآن كله على ابي الحسن وهو على الهاشمي وهو على الاشناني وهو على عبيد
بن حفص وقرأ شعبة وحفص على امام الكوفة ابي بكر عاصم بن ابي النجود وقرأ
عاصم على ابي عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمي وعلى ابي مريم زر بن حبيش
الاسدي وعلى سعيد بن اياس الشيباني وقرأ هؤلاء الثلاثة على عبد الله بن مسعود
وقرأ السلمي ايضا على عثمان بن عفان وعلى علي بن ابي طالب وقرأ السلمي ايضا
على ابي بن كعب وزيد بن ثابت وقرأ ابن مسعود وعثمان وعلى وابي بن كعب
وزيد بن ثابت على رسول الله صلى الله عليه وسلم تلقاه من الامين جبريل
وهو عن رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ واما رواية خلف فقرأت
بها القرآن كله على ابي الحسن شيخنا وهو على ابي الحسن محمد بن يوسف الحرفي
وهو على ابن بويان وهو على ادريس بن عبد الكريم وهو على خلف وهو
على سليم وهو على حمزة واما رواية خلاد فقرأت بها القرآن كله على ابي الفتح

وهو على عبد الله بن الحسين وهو على ابن شنبوذ وهو على ابن شاذان وهو على خلاد
وهو على سليم وهو على حمزة وقرأ حمزة على جعفر الصادق وهو على ابيه محمد الباقر وهو
على ابيه زين العابدين وهو على ابيه الحسين وهو على ابيه علي بن ابي طالب رضي الله عنهم
وقرأ حمزة ايضا على ابي محمد الاعمش على يحيى بن وثاب الاسدي وهو على علقمة على ابن مسعود
وقرأ حمزة ايضا على محمد بن ابي ليلى على ابي المنهال سعيد بن جبير على عبد الله بن عباس
على ابي بن كعب وقرأ علي وابن مسعود وابي على رسول الله صلى الله عليه وسلم
على الامين جبريل عن رب العزة جل وعلا او عن اللوح المحفوظ واما رواية ابي الحارث
فقرأت بها القرآن كله على فارس بن احمد وهو على عبد الباقي وهو على زيد بن علي
وهو على احمد بن الحسن وهو على محمد بن يحيى الكسائي الصغير وهو على ابي الحارث
وهو على ابي الحسن على الكسائي واما رواية دوري الكسائي فقرأت بها القرآن
كله على ابي الفتح وهو على عبد الباقي وهو على محمد بن علي الموصلي وهو على جعفر بن محمد
وهو على ابي عمر حفص الدوري وهو على الكسائي وقرأ الكسائي على حمزة وغيره من الائمة
منهم عيسى بن عمر الهمداني ومحمد بن ابي ليلى واسماعيل بن جعفر المدني صاحب نافع
وابي بكر بن عياش صاحب عاصم وغيرهم من الاجلة غير انه اعتماده على حمزة وتقدم
سنده متصلا الى سيدنا محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم على افضل الملائكة
وامين الوحي سيدنا عبد الله روح القدس جبريل عليه السلام وهو تلقاه
من اللوح المحفوظ او من رب العالمين عز وجل وسند الثلاثة المتممين للعشرة
قال المحقق ابو الخير محمد بن الجزري في تحبيره فاما رواية ابي عمرو
فقرأت بها القرآن كله على عبد العزيز بن جعفر الفارسي البغدادي وهو على ابي طاهر
بن عمر المقرئ وهو على ابي بكر بن مجاهد وهو على ابي الزعراء عبد الرحمن
بن عبدوس وهو على ابي عمر الدوري وهو على يحيى اليزيدي وهو على ابي عمرو
بن العلاء واما رواية السوسي فقرأت بها القرآن كله على فارس بن احمد
وهو على عبد الرحمن بن الحسين المقرئ وهو على موسى بن جرير النحوي وهو
على ابي شعيب صالح السوسي وهو على يحيى اليزيدي وهو على ابي عمرو بن العلاء
وقرأ ابو عمرو بن العلاء على اجلة من التابعين منهم ابو جعفر القارئ
وعبد الله بن كثير وتقدم سندهما وعاصم بن ابي النجود وتقدم سنده
ومجاهد وسعيد بن جبير على ابن عباس على ابي بن كعب وقرأ ابن العلاء
ايضا على ابي العالية وهو على عمر بن الخطاب وابي بن كعب وزيد بن ثابت
وابن عباس وقرأ ايضا على الحسن البصري وهو على حطان بن عبد الله

الرقاشي وقرأ حطان على أبي موسى الأشعري وقرأ ابن العلاء أيضا على
على أبي الأسود وهو على عثمان وعلي رضي الله عنهما وقرأ عمر بن الخطاب
وعثمان وعلي وزيد وأبي بن كعب وأبو موسى الأشعري رضي الله
عنهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على جبريل وهو على
على رب العزة جل وعلا أو من اللوح المحفوظ وأما رواية هشام فقرأت
بها القرآن كله على أبي الفتح فارس بن أحمد وهو على عبد الله المقرئ
وهو على محمد بن عبدان وهو على الحلواني وهو على هشام وأما رواية
ابن ذكوان فقرأت بها القرآن كله على عبد العزيز بن جعفر الفارسي
وهو على أبي بكر بن محمد بن الحسن النقاش وهو على هارون بن موسى
الأخفش وهو على ابن ذكوان وقرأ هشام وابن ذكوان على أبي سليمان
أيوب بن تميم الدمشقي وهو على يحيى بن الحارث وهو على إمام أهل الشام
عبد الله بن عامر وقرأ ابن عامر على المغيرة بن أبي شهاب المخزومي وهو
على أبي الدرداء وقرأ المغيرة على عثمان بن عفان وقرأ عثمان وأبو الدرداء
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على جبريل وهو على رب العزة
أو من اللوح المحفوظ وأما رواية أبي بكر شعبة فقرأت بها القرآن كله
على فارس بن أحمد المقرئ وهو على عبد الباقي بن الحسن وهو على إبراهيم
بن عبد الرحمن البغدادي وهو على يوسف الواسطي وهو على شعيب
بن أيوب وهو على يحيى بن آدم وهو على أبي بكر شعبة وأما رواية
وقرأ مهدي على شعيب بن الحباب وهو على أبي العالية الرياحي وهو على زيد
وأبي بن كعب وهما على رسول الله صلى الله عليه وسلم على جبريل وهو عن رب
العزة جل وعلا أو من اللوح المحفوظ قال المحقق الجزري وأما رواية
إسحاق الوراق فقرأت بها القرآن كله على كل من الشيخين أبي عبد الله الحنفي
وأبي عبد الله الشافعي المصري وقرأ كل منهما على أبي عبد الله محمد بن أحمد بن
عبد الخالق المصري على الكمال بن فارس وهو على زيد بن الحسن وهو
على هبة الله بن أحمد البغدادي وهو على أبي بكر محمد الخياط وهو على السيد
السوسنجردي وهو على أبي عمرو الطوسي وهو على إسحاق الوراق وأما رواية إدريس
الحداد فقرأت بها القرآن كله على الشيخ أبي محمد عبد الرحمن بن أحمد الواسطي
وهو على محمد بن أحمد العدل وهو على إبراهيم بن أحمد وهو على ابن اليمن
وهو على أبي محمد سبط الخياط وهو على الإمام عبد القاهر بن عبد السلام العباسي

وهو على ابي عبد الله محمد بن الحسن الكانوني وهو على الامام ابي العباس احمد بن سعيد
الملواني وهو على ادريس وقرأ اسحاق وادريس على خلف وقرأ خلف على سليم
صاحب حمزة كما تقدم وعلى يعقوب بن خليفة صاحب ابي بكر وعلى ابان العطار
وقرأ ابان وابو بكر على عاصم وتقدم سنده ويروي خلف القرآن ايضا على الكسائي
وتقدم سنده قال الشيخ سيدي محمود ادريس هذا ولنا سند آخر قريب جدا
قد ذكره شيخ شيخنا سيدي علي النوري رحمه الله في ثبته حيث قال ومن شيخي
ايضا القدوة العالم العلامة المتقن المتفنن سيدي علي الخياط المغربي الرشيدي
المنير في لطف الله فيما كاتبني به عن مشايخه في القراءات السبع والعشر والاربع عشر
الشيخ سيدي عبد الرحمن اليمني قال واخذ شيخنا اليمني عن مشايخ كثيرة لهم منها
شهيرة فمنهم العالم العزيز ذو الفضل الشهير والحفظ الكبير احمد بن احمد بن عبد الحق
السنباطي وهو اخذ عن شيخه يوسف وهو على والده الشيخ زكريا الانصاري
وقال سيدي محمود ايضا وقرأت القرآن جمعا بالسبع من طريق الشاطبية
والتيسير وجانبا من اول القرآن بالعشر الكبير من طريق النشر والتحبير
كلاهما للشيخ المحقق سيدي محمد الجزري على شيخنا الواعظ ابي عبد الله
الشيخ سيدي محمد البناني وهو على شيخه القائم الاجل ابي اسحاق سيدي ابراهيم
الجمل وهو على شيخه المحقق ساسي ترتيبه التونسي وهو على شيخه الشيخ
سلطان بالديار المصرية وهو على الشيخ سيف الدين بن عطاء الله البصري
وهو على شيخ الاسلام احمد بن عبد الحق السنباطي شارح الشاطبية
وهو على الشيخ جمال الدين يوسف بن شيخ الاسلام زكريا الانصاري
وهو على والده المذكور واخذ الشيخ زكريا على الشيخ محمد النويري
شارح الدرة في تمام العشرة عن شيخهما شمس الدين محمد بن الجزري
وتقدم سنده ولنا سند آخر ذكره شيخ شيخنا سيدي علي النوري
في ثبته ايضا عن سيدي علي الخياط المغربي الرشيدي كما
فيما كاتبه به الشيخ انه اخذ عن الشيخ علي الهروي وهو اخذ عن
عن الشيخ نمر الشواني وهو اخذ عن الصحابي ميمون العفريت الجني
وهو اخذ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبريل الامين
وهو عن رب العزة جل وعلا او من اللوح المحفوظ
قال محمد الجيز فعلى هذا السند بيني وبين رسول الله

صلى الله عليه وسلم اثنا عشر رجلا فهذا سند
والحمد لله في غاية العلو فليكن هذا آخر ما أردنا
ذكره جعله الله تعالى في ميزان الحسنات
غفر الله لنا ولوالدينا ومشايخنا
بها السيئات إنه مجيب الدعوات
م

یہ سند وہ ہے جو کہ منسوب ہے کہ شیخ العرب والعجم حضرت قاری مقری محمد عبداللہ مکیؒ نے اپنے بھائی خاتمۃ القراء فی الہند حضرت قاری مقری محمد عبدالرحمٰن مکیؒ کو جاری کی ہے۔ اس کی نقل ہم نے "مہر انور" مولفہ محمد حسین گردیزی سے حاصل کی ہے۔

ذیل میں وہ سند پیش خدمت ہے جو آپ کو حضرت قاری
عبداللہ مکی نے مرحمت فرمائی تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وسلم
الحمد للہ الذی جمع فی القرآن العظیم کنوز معانی دقائق حقائق

العلوم واعطا من اصطفاه من خلقه مفاتيحها فاستخرج ما
انطوى من المنطوق والمفهوم وخص من شاء من عباده بحفظ
كتابه والهمه العمل بشروطه وادابه احمده على ما وفقنا
واصطفانا وجعلنا من حملة هذا الكتاب واشكر على ما
اولانا وهدانا لطرق الصواب واشهد ان لا اله الا الله وحده لا
شريك له شهادة ادخرها ليوم العرض والحساب واشهد
ان سيدنا ونبينا محمدا صلى الله عليه وسلم عبده ورسوله احب
الاحباب الى رب الارباب وعلى اله واصحابه اولى الالباب . وسلم
تسليما كثيرا اما بعد فيقول راجي عفو ربه البرهان عبدالله
بن محمد بشير خان الحنفى مذهبا ان اهم العلوم علم القران
لاشتماله على جميع العلوم بالدلالات لا سيما وقد تصدى له
رجال محققون وفحول مدققون فكشفوا عن وجوه خرائده
اللثام ونقلوه عن تحرير تام قال ابن الجوزى في طيبة لذالك
كان حاملوا القران اشراف الامة اولى الاحسان ولما كان
القران اعظم كتاب انزل كان المنزل افضل نبى مرسل وكانت
امة افضل امة اخرجت للناس وكانت حملته اشراف هذه الامة
روى عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اشراف
امتى حملة القران واصحاب الليل وروى الطبراني عن ابن مسعود
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خيركم من قراء القران
واقراءه وروى البخاري عن عثمان قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم خيركم من تعلم القران وعلمه وفي جامع الترمذي من

حديث ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عز وجل من شغله القران عن ذكري ومسئلتي اعطيته افضل ما اعطى السائلين وفي بعض طرق هذا الحديث من شغله قراءه القران بان يتعلمه او يعلمه عن دعائي ومسئلتي وخرجه افضل عبادة امتي قراءة القران وقال عليه الصلاة والسلام من قراء القران و راى ان احدا اوتي افضل مما اوتي فقد استصغر ما عظم الله وعنه عليه الصلاة والسلام انه قال من جمع القران فقد ادرجت النبوة في كتفيه الا انه لا يوحى اليه وقال عليه الصلاة والسلام من جمع القران متعه الله تعالى بعقله حتى يموت وقال عليه الصلاة والسلام ما من شفيع اعظم عند الله منزلة يوم القيامة من القران لا نبي ولا ملك ولا غيره وقال عليه الصلاة والسلام من مات وهو يقراء القران جعلت للملائكة قبره كما يزار البيت العتيق والاحاديث في ذلك كثيره هذا ولما فتح الله سبحانه وتعالى على اخينا المحفوظ المكرم اخي محمد عبد الرحمن ابن محمد بشير خان لقراءة القران قراء على ختمة كاملة مرتين بالنظر من اولها الى اخرها برواية الحفص عن عاصم الكوفي من طريق الشاطبية بالتحرير والتجويد على اتم بيان واكمل عنوان واستجاذني فاجزته بان يقراء ويقرئ في اي مكان حل واي قطر نزل بشرطه المعتبر عند علماء هذا الاثر واجزته اني تلقيت ذلك عن سيدي واستاذي وقدوتي وملاذي الفاضل الكامل الجهبذ النحرير مولانا الشيخ ابراهيم سعد بن علي

الشافعي مذهبا الخلوتي طريقة المصري وطنا وهو اخبرني انه تلقى ذلك عن الشيخ المحقق المدقق سيدي حسن بدير الشافعي مذهبا الخلوتي طريقة الجريسي بلدا المصري وطنا وهو اخبره انه تلقى ذلك عن الشيخ المحقق المدقق سيدي محمد المتولي وهو اخبره انه تلقى ذلك عن الشيخ المتقن المحقق السيد احمد التهامي احسن الله اليه وافرغ رحمته عليه وهو اخبره انه تلقى ذلك عن الشيخ احمد سلمونه عن السيد ابراهيم العبيدي عن مشايخ منهم المتقن المحقق الشيخ عبدالرحمن الاجهوري المالكي المقري الازهري الاحمدي الاشعري الشاذلي المصري وطنا والعمدة الفاضل المحقق فريد العصر والاوان السيد علي البدوي الازهري الشاذلي الاحمدي المصري وطنا والعمدة الفاضل الشيخ مصطفى العزيزي فاما الشيخ عبدالرحمن الاجهوري فقراء على الشيخ عبده السجاعي والشيخ احمد البقري والشيخ احمد الاسقاطي و يوسف افندي زاده شيخ القراء بالديار القسطنطنيه سنة احدى وخمسين والف بقلعة مصر وقت قدمه للحج الشريف وكذا على الشيخ محمد الازبكاوي الشهير بالجامع الازهر وكذا على الشيخ عبد الله الشماطي المغربي وقت رحلة الى المدينة المنورة سنة اثنين وخمسين ومائة والف من الهجرة واما السيد على البدري فقراء على الشيخ احمد الاسقاطي وكذا على يوسف افندي زاده وكذا على الشيخ محمد الازبكاوي والشيخ محفوظ وكذا على الشيخ عبدالله الشماطي المغربي فاما الشيخ عبده السجاعي فقرء على محقق العصر

ابن السماح المرحوم وامّا الشيخ احمد الاسقاطي فقرء على ابى الدمياطي على كل من المحقق الشيخ احمد البنا صاحب الاتحاف والشيخ احمد سلطان المزاجى محرر الفن وقراء الشيخ احمد سلطان على يوسف الداني البصير واما يوسف افندي زاده فقراء على مولانا الشيخ على المنصوري بالديار القسطنطنيه وقت رحلة اليها واقامته بها وقراء المنصوري على صاحب الاتحاف المتقدم على الشيخ سلطان وعلى الشيخ علي الشبراملسي وقراء الشيخ احمد البقري على الشيخ محمد البقري على الشيخ عبدالرحمن اليمني على والده الشيخ شحاذة اليمني على الشيخ عبدالحق السنباطي وعلى الشيخ علي الشبراملسي على الشيخ عبدالرحمن اليمني وقراء يوسف الداني البصير على السنباطى قراء الشيخ محمد الازبكاوي على الشيخ محمد البقرى وقراء الشيخ محفوظ على الشيخ على الرملي على الشيخ محمد البقري وقرئ الشيخ عبدالله الشيماطى على رجال كثيرين منهم الشيخ الخالق الشيماطي المتصل سنده بشيخ الاسلام الشيخ عبدالله الواسطى صاحب الاوقاف الشهير المتصل سنده بابي عمرو الداني وقراء الشيخ الشحاذة ايضا على الناصر الطبلاوي وقراء السنباطى والطبلاوي على شيخ الاسلام زكريا الانصاري على شيخه رضوان العقبى وعلى الشيخ محمد النويري شارح الطيبه والشيخ محمد النويري عن شيخهما محمد الجزري محرر الفن عن شيخه الامام الازهر المعروف بابن اللبان عن الشيخ احمد صهر الشاطبي على الشيخ ابى الحسن على ابن هذيل على ابى داود سليمان بن نجاح على الحافظ ابن عمرو الداني مؤلف التيسير قاله ابن الجزري في التحبير

واما رواية حفص فحدثنا ابو الحسن طاهر بن غلبون المقرئ قال نبأنا بها ابو الحسن علي بن محمد بن صالح الهاشمي الضرير المقرئ بالبصرة وقال حدثنا ابو العباس احمد بن سهل الاشناني وقال لي قرات على ابي محمد عبيد الصباح وقال لي قرات على حفص وقال لي قرات على عاصم قال ابو عمرو وقرات بها القران كله على شيخنا ابي الحسن وقال لي قرات بها على الهاشمي وقال قرات على الاشناني عن عبيد عن حفص عن عاصم وهذا البدر الخامس عاصم بن ابي النجود وكنيته ابو بكر تابعي قرا على ابي عبدالله بن حبيب السلمي و زر بن حبيش الاسدي على عثمان و علي و ابن مسعود و ابي و زيد رضي الله تعالى عنهم عن النبي صلى الله عليه وسلم الاخذ عن جبريل عن اللوح المحفوظ عن رب العالمين فليعرف قدر ما وصل اليه و اغدق عليه من هذه النعمة العظيمة و المنة الجسيمة وليعمل كتاب الله تعالى راغبا وليخفض جناحه لمن اتاه طالبا ولا يقتصر على ما عنده بل يسئل الازدياد فقد امر الله بذلك سيد العباد بقوله في المنزل من كتابه وقل رب زدني علما وليزده محاسن اخلاق وحلما واوصيه بما اوصاني به مشايخي مد الدهر ان ينتقي في السر والجهر وان يتحرى الصواب فيما يرويه وان يتبع من مضى فيما يقرء به ويقرء به واعهد اليه ان لا يانف بعدم الرجوع عن الغلط وان لا يتبع هواء نفسه فيما منه سقط وان يرحم الصغير ويرشده باللين فيما جهل ويوقر الكبير ويامحه بما يسيه به لو حصل وان يجعل راس ماله العفو عن ظالمه مع حب الاخوان

وان یحسن الیهم بما یملك ولو بطیب لفظ اللسان وبالتواضع یرفع قدره وتقاضى النعو علیه والله ناظر یعین رحمته الیه وارجو من الله ان یجعل القران العظیم شاهدا لی وله لا علی ولا علیه وان یسهل لنا ببرکته من فضله ما تحتاج الیه واسئل ولدنا المذکور ان لا ینسانی من صالح الدعوات فی الخلوات والجلوات خصوصا بحفظ الایمان ومغفرة جمیع الذنوب والاثام وان یجمعنا واحبنا وقرابتنا فی دار السلام بالسلام فانا جمیعا فقراء الی ذلك والله اعلم بما هنالك واسئل الله تعالی ان یوفقنا فی القول والعمل وان یمن یحفظنا من الخطاء والذلل انه علی ذلك قدیر وبالاجابة جدیر وذلك فی یوم الخمیس سبع وعشر من شهر رجب ۱۳۱۰ عشرة وثلاثمابه بعد الف من هجرة شفیع المذنبین علیه وعلی اله صلوات الله رب العالمین وذلك فی مکة المکرمة تجاه الکعبة الشریفه والحمد لله اولاً و اخرا وله الشکر باطنا وظاهرا وصلی الله علی سیدنا ومولانا محمد وعلی اله واصحابه اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین امین

وانا الراجی عفو ربه المنان عبد الله
بن محمد بشیر خان عفا الله
عنهما وتجاوز عن سیاتهما

یہ سند قریب زمانہ میں عالی ترین سند کے حامل الشیخ المقری محمد الزیات المصری الازہریؒ نے اپنے تلمیذ کو جاری فرمائی ہے۔ غالباً حامل سند شیخ الزیات المصریؒ سے سند حاصل کرنے والے آخری تلمیذ ہیں۔ تبرکاً یہ سند شامل کتاب کی جارہی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

إجازة برواية حفص عن عاصم

عن طريق الشاطبية

الحمد لله ولي المتقين والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين ... أما بعد.
فقد جاء إلى الطالب / مشاري بن راشد العفاسي وقرأ على القرآن من أوله إلى آخره غيبا عن ظهر قلب ترتيلا وتجويدا برواية حفص عن عاصم من طريق الشاطبية وأتمها بعون الله تعالى وتوفيقه. فطلب مني الإجازة فأجزته بذلك لكونه أهلا لها وقد أجزته إجازة صحيحة بشرطها المعتبر عند علماء الأثر، وأذنت له أن يقرأ ويقرئ بها في أي مكان حل وأي قطر نزل وأخبرته أني تلقيت رواية حفص من طريق الشاطبية والقراءات العشر من الأستاذ العالم الجليل الشيخ / ... الحنابي، والأستاذ العالم عبد الفتاح هنيدي وهما عن شيخ قراء مصر في وقته الشيخ / محمد بن أحمد المتولي وهو عن الشيخ / أحمد الدري الشهير بالتهامي، وهو عن الشيخ / أحمد بن محمد المعروف بسلمونه، وهو عن الشيخ / إبراهيم العبيدي وهو عن الشيخ / عبد الرحمن حسن الأجهوري، وهو عن العلامة أبي السماح أحمد بن رجب البقري، وهو عن الشيخ / محمد بن قاسم البقري، وهو عن الشيخ / عبد الرحمن اليمني، وهو عن والده الشيخ / شحاذة اليمني، وهو عن الشيخ / ناصر الدين محمد بن سالم الطبلاوي، وهو عن شيخ الإسلام / أبي زكريا الأنصاري، وهو عن الشيخ / أبي النعيم رضوان بن محمد العقبي، وهو عن الحافظ أبي الخير محمد بن محمد بن محمد الجزري، وهو عن الشيخين أبي محمد عبد الرحمن بن أحمد البغدادي وأبي عبد الله محمد بن الصائغ وهما عن الإمام أبي عبد الحسن علي بن شجاع المعروف بالكامل وبصهر الشاطبي، وهو عن الإمام أبي القاسم بن فيره الرعيني الشاطبي وهو عن الشيخ أبي الحسن علي بن هذيل البلنسي وهو عن أبي داود سليمان بن نجاح وهو عن الحافظ أبي عمرو الداني وهو عن أبي الحسن طاهر بن غلبون وهو عن أبي الحسن علي بن محمد الهاشمي وهو عن أبي العباس أحمد بن سهل الأشناني وهو عن أبي محمد عبيد بن الصباح وهو عن حفص بن سليمان صاحب الرواية وهو عن عاصم بن أبي النجود وهو عن أبي عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمي الضرير وهو عن عبد الله بن مسعود وعثمان بن عفان وعلي بن أبي طالب وأبي بن كعب وزيد بن ثابت رضي الله عنهم خمستهم

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

هذا وأوصيه بتقوى الله في خلوته وأن لا ينساني من دعواته كما أوصيه عند تلاوة القرآن أن يكون خاشعا متدبرا ... وطه ... آدابه ... وأحكامه.

والله الموفق.

تم تحريره في يوم الاثنين

بتاريخ: هجري ١٦ ذو الحجة ١٤٢٢ هـ
الموافق: ميلادي ١١٧ / ١٢ / ٢٠٠٢ م

خادم القرآن الكريم
أحمد عبد الفتاح بن أحمد بن محمد الزيات
التوقيع /

یہ وہ متبرک اسناد ہیں۔ جو کہ علامہ سخاویؒ (م ۶۴۳ ہجری) کی شہرۂ آفاق اولین شرح شاطبی ''فتح الوصید'' میں موجود ہیں اور امام شاطبیؒ کو ان کے دو اساتذہ قراءات الشیخ ابوالعاص النفزیؒ اور الشیخ ہذیلؒ نے جاری فرمائی ہیں۔

وأخذها أيضاً عن أبي عبد الله محمد بن أبي العاص النَّفْزِي(١) ، وقد رأيت أنْ أذكرَ ما كتباه له لما في ذلك من معرفة سنده المتصل بالأئمة السبعة ﷺ ، ثم أذكرَ إن شاءَ الله عند ذكرِ الأئمة السبعة اتصالَ قراءاتهم برسول الله ﷺ ، إذ لابد من معرفة ذلك لمن ترجع قراءته إلى هذا السند .

نقلتُ من كتاب أبي عبد الله محمد بن أبي العاص النَّفْزِي الذي كتبه له :

الحَمدُ لله الواحدِ الصَّمدِ الذي لم يلدْ ولم يولدْ ، ولم يكنْ له كفواً أحد ، هو الذي خلق الأنامَ بحكمتهِ ، وفَطرَ السمواتِ والأرضَ بقدرتهِ ، الأولُ بلا عديل ، والآخرُ بلا مثيل ، والأحدُ بلا نظير ، والقاهرُ بلا ظهير ، ذو العظمةِ والملكوتِ ، والعزةِ والجبروتِ(٢) ، هو الذي لا يؤوده حفظُ ما ابتدأ ، ولا تدبير ما بدأ ، جَلَّ عن تحديدِ الصِّفات ، فلا يُرام بالتدبير ، وخَفيَ عن الأفهامِ ، فلا يُقاسُ بالتفكير ، لا تتصرف به الأحوالُ ، ولا يُضربُ له الأمثالُ ، له المثلُ الأعلى والأسماءُ الحسنى .

أحمَدُهُ حَمْدَ مَنْ شَكرَ نعماءه ، ورَضِيَ في الأمورِ بكُلِّ ما قضاه ، وأومنُ

---

(١) الإمام أبو عبد الله محمد بن العاص النفزي المقرئ ، أخذ القراءات ، وجوّدها عن أبي عبد الله بن سعيد الداني ، وكان ديناً خيراً بصيراً بالروايات ، وعنه أخذ أبو عبد الله بن سعادة ، وأبو القاسم الرعيني الشاطبي ، وهو قديم الوفاة ، وأظنه توفي قبل ابن هذيل . توفي سنة بضع وخمسين وخمسمائة .

(معرفة القراء الكبار ٢/ ٥٤٦ - غاية النهاية ٢/ ٢٠٤)

(٢) قوله : [والعزة والجبروت ، هو الذي] في (ع) و (ت) [والعزة والجبروت ، الحي الذي لا يموت هو الذي] .

به إيمانَ من أخلصَ عبادتَه ، واستشعَرَ طاعتَه ، وأتوكلُ عليه توكلَ مَنْ وثِقَ به وفوَّضَ إليه .

وأشهدُ أنْ لا إله إلا الله وحده لا شريكَ له شهادةَ منِ اعترف له بالوحدانيةِ والربوبية ، وأقرَّ له / بالصَّمَدَانيةِ والألوهية .

وأشهدُ أنَّ مُحَمَّداً عبدُه المُصْطَفَى ، ورسُولُه المُرْتضى ، بعثَه إلى الثَّقَلين بالدين القيم ، والبُرهانِ المُبين ، بكتابٍ عزيزٍ حكيم ، معجزِ التأليف والنظامِ ، بائنٍ عن جميع الكلام ، خارجٍ عن تحبيرِ المخلوقين ، ﴿ تنزيلٌ مِنْ رَبِّ العَٰلَمِين ﴾[(١)] .

فرَضَ فيه الفَرائِضَ ، وأوْضحَ فيه الشَّرائعَ ، وأحَلَّ وحَرَّمَ ، وأدَّبَ وعَلَّمَ ، وأنزلَه بأيسر الوجوه وأفصحِ اللغاتِ ، وأذِنَ فيه بتغايرِ الألفاظِ واختلافِ القراءاتِ ،وجعلَه مُهيمَناً على كلِّ كتابٍ أنزلَه قبلَ القُرآنِ ، ووعدَ مَنْ تلاه حقَّ تلاوته بجزيل الأجرِ والثوابِ والرضوان[(٢)] ، وحفظه الله من تحريفِ المبطلين ، وخطل الزائفين ، وأورثه من اصطفاه من خليقته ، وارتضاه من بريته ، فهم خاصُّ عبادِه ، ونورُ بلادِه ، فلله الحَمْدُ على ما أنعم وأولى ، ووهب وأعطى من الآية التي لا تحصى ، ونَعْمَائِه التي لاتخفَى .

وصلَّى الله على نبيه محمدٍ أمينِ وحيِه ، وخاتمِ رسلِه ، صلاةً زاكيةً تامةً على مرِّ الزمن ، وتتابع الأممِ ، وعلى أهل بيته الطيبين الطاهرين ، وعلى أصحابه المنتخَبين ، وأزواجِه أمهاتِ المؤمنين ، ثم السَّلام عليه وعليهم أجمعين .

---

(١) الآية (٤٣) من سورة الحاقة .

(٢) قوله : [والثواب والرضوان] في (ع) [والثواب والغفران والرضوان] .

يقولُ محمدُ بنُ علي بنِ محمدِ بنِ أبي العاصِ النَّفْزِي المُقرئُ وفقه الله :

إنَّ صاحِبنا أبا محمدٍ قاسمَ بنَ فِيرُّه بنِ أبي القاسمِ الرُّعَيْني حفظه الله وأكرمه ، قرأ عليَّ القرآنَ كلّه مُكرَّراً ومردَّداً مفرداً لمذاهب القراءات السبعة أئمة الأمصار رحمهم الله من رواياتهم المشهورة ، وطرقهم المعروفة التي تضمّنها كتابُ التيسير والاقتصار للحافظ أبي عمرو المقرئ وغيرهما وهم :

نافعُ بنُ عبد الرحمن بن أبي نعيم المدني[1] ، وعبد الله بنُ كثير المكي[2] ، وأبو عمرو بن العلاء البصري[3] ، وعبد الله بنُ عامر

---

(١) نافع بن عبد الرحمن بن أبي نعيم ، أبو رويم الليثي ، مولاهم ، أحد القراء السبعة الأعلام ، ثقة صالح أخذ القراءة عرضاً عن جماعة من تابعي أهل المدينة منهم : عبد الرحمن بن هرمز الأعرج ، وأبي جعفر القارئ ، ويزيد ابن رومان ، روى القراءة عنه عرضاً إسماعيل بن جعفر ، وعيسى بن وردان ، ومالك بن أنس وعيسى ابن قالون ، وعثمان بن سعيد ، ورش ، وغيرهم أقرأ الناس دهراً طويلاً نيفاً على سبعين سنة انتهت إليه رئاسة القراءة بالمدينة . توفي سنة تسع وستين ومائة .

(غاية النهاية ٢/ ٣٣٠ – معرفة القراء ١/ ١٠٧)

(٢) عبد الله بن كثير ، أبو معبد المكي الداري ، إمام أهل مكة في القراءة ولد بمكة سنة خمس وأربعين ، أخذ القراءة عرضاً عن عبد الله بن السائب ، ومجاهد بن جبير ، ودرباس مولى ابن عباس روى القراءة عنه : إسماعيل بن القسط ، وشبل بن عباد ، ومعروف بن مشكان ، وغيرهم . توفي سنة عشرين ومائة .

(غاية النهاية ١/ ٤٤٣ – معرفة القراء ١/ ٨٦)

(٣) زبان بن العلاء بن عمار ، أبوعمرو التميمي ، المازني ، البصري ، أحد القراء السبعة ، ولد سنة ثمان وستين ، قرأ على مجاهد بن جبير ، وسعيد بن جبير ، وأبي جعفر ، ونافع وابن كثير ، وعاصم ، وغيرهم قرأ عليه يحيى بن المبارك اليزيدي ، وشجاع وغيرهما . توفي سنة أربع وخمسين ومائة .

(غاية النهاية ١/ ٢٨٨ – معرفة القراء ١/ ١٠٠)

الشامي(١) ، وعاصمُ بن أبي النّجود الكوفي(٢) ، وحمزةُ بن حبيبٍ الزّيات الكوفي(٣) ، وعلي بن حمزة الكسائي الكوفي(٤) .

---

(١) عبد الله بن عامر القاضي اليحصبي ، يكنى أبا عمران ، ثابت النسب إلى يحصب بن دهمان قرأ القرآن على المغيرة بن أبي شهاب ، وأبي الدرداء قرأ عليه إسماعيل بن عبد الله ابن أبي المهاجر كان إمام أهل الشام في القراءة وانتهت إليه مشيخة الإقراء بها ، وكان قاضي الجند ، ورئيس المسجد لايرى فيه بدعة إلا غيرها . توفي بدمشق سنة ثمان عشرة ومائة .

(غاية النهاية ١/٤٢٣ - معرفة القراء ١/٨٢)

(٢) عاصم بن بهدلة ، أبي النجود ، أبو بكر الأسدي مولاهم ، الكوفي شيخ الإقراء بالكوفة ، وأحد القراء السبعة انتهت إليه رئاسة الإقراء بالكوفة بعد شيخه أبي عبد الرحمن السُّلمي جمع بين الفصاحة والإتقان ، والتحرير والتجويد ، وكان حسن الصوت بالقرآن ، أخذ القراءة عرضاً عن زر بن حبيش ، وأبي عبد الرحمن السُّلمي وروى القراءة عنه : أبان بن تغلب ، وحفص بن سليمان ، وأبو بكر ، وشعبة بن عياش ، توفي سنة سبع وعشرين ومائة .

(غاية النهاية ١/٣٤٦ معرفة القراءة ١/٨٨)

(٣) حمزة بن حبيب بن عمارة بن إسماعيل الإمام الحبر ، أبو عمارة الكوفي الزيات ، أحد القراء السبعة قرأ القران عرضاً على الأعمش ، وحمران بن أعين ، وابن أبي ليلى وغيرهم ، قرأ عليه الكسائي ، وسليم بن عيسى ، كان إماماً حجة بكتاب الله ، محدثاً بصيراً بالفرائض والعربية ، عابداً خاشعاً لله قال سفيان الثوري : ما قرأ حمزة حرفاً من كتاب الله إلا بأثر . توفي سنة ست وخمسين ومائة .

(غاية النهاية ١/ ٢٦١ معرفة القراء ١/١١)

(٤) هو علي بن حمزة بن عبد الله بن بهمن بن فيروز الأسدي ، مولاهم ، أبو الحسن الكسائي ، المقرئ النحوي ، انتهت إليه رئاسة الإقراء بالكوفة بعد حمزة الزيات ، أخذ القراءة عرضاً عن حمزة ، وغيره أخذ القراءة عنه أبو عمر الدوري ، وأبو الحارث الليث ، وقتيبة بن مهران الأصفهاني ، توفي سنة تسع وثمانين ومائة .

(غاية النهاية ١/٢٧٢ - معرفة القراء ١/٢٠٨)

فأما قراءةُ نافعٍ من روايةِ ورش عنه[١]

فقرأتُ بها القرآن كلّه وبغيرها من الروايات بالطرق المُضَمَّنة في الكتابين المذكورين على الفقيه الأجل الشيخ المقرئ الإمامِ الأوحدِ أبي عبد الله محمد ابن الحسن بن سعيدٍ رحمه الله[٢] .

قال : قرأتُ بها القرآن كلّه أيضاً على الفقهاء الأجِلّة الشيوخ المقرئين الأئمة أبي الحسن علي بن عبد الرحمن الأنصاري المعروف بابن الدُّوش[٣] ،وأبي داود سليمانِ بنِ أبي القاسم العُمَري[٤] ، وأبي الحسن يحيى

---

(١) عثمان بن سعيد ، أبو سعيد مولاهم القبطي المصري ، الملقب بورش ، شيخ القراء المحققين وإمام أهل الأداء المرتلين ، انتهت إليه رئاسة الإقراء بالديار المصرية في زمانه ، ولد سنة عشر ومائة بمصر ، ورحل إلى نافع فعرض عليه القرآن عدة ختمات قرأ عليه : أبو يعقوب الأزرق ، وأبو الربيع ،وابن أخي الرشديني وغيرهم .توفي سنة سبع وتسعين ومائة .

(معرفة القراء ١/١٥٢- غاية النهاية ١/٥٠٢)

(٢) محمد بن الحسن أبو عبد الله الداني يعرف بابن غلام الفرس ، إمام مقرئ ، نحوي لغوي ، قرأعلى أبي داود ، وابن الدوش ، قرأ عليه أبو العاص النُّفزي ، وأبوجعفر أحمد بن علي الحصار ، وعبد الله بن يحيى . كان صاحب ضبطٍ وإتقانٍ . توفي سنة سبع وأربعين وخمسمائة .

(معرفة القراء الكبار ١/٥٠٥ - غاية النهاية ٢/١٢١)

(٣) أبو الحسن علي بن عبد الرحمن الأنصاري المعروف بابن الدُّوش الشاطبي المقرئ ، أخذ القراءات عرضاً عن أبي عمرو الداني ، وسمع من ابن عبدالبر ، أقرأ الناس دهراً ، قرأ عليه القراءات أبو داود ، وسليمان بن يحيى القرطبي ، والتجيبي . توفي سنة ست وتسعين وأربعمائة .

(معرفة القراء ١/٤٥٠- غاية النهاية ١/٣٧٥)

(٤) قوله :[العمري] في (ع ،ت) [الأموي] .

ابنِ إبراهيم بن أبي زيد[1] رحمة الله عليهم قال : أخبروني به عن الإمام الحافظ أبي عمرو عثمان بنِ سعيدٍ بن عثمان المقرئ مؤلفِ الكتابينِ المذكورينِ تلاوةً منهم عليه ﷺ بالأسانيد المذكورةِ فيهما إلى الأئمة السبعة الموصلةِ إلى النبي ﷺ ، فأغنى ذلك عن ذكرها هاهنا .

وقال لي : قرأتُ أنا أيضاً بروايةِ ورشٍ على الشيخ أبي الحسن يحيى بن أبي زيد المذكور على الفقيه الفاضل الإمام المقرئ أبي الحسن عبد العزيز بنِ عبد الملك بنِ شفيع[2] رضي الله عنهما ، قال : قال أبو الحسن :حدثَنا بها الإمامُ أبو محمد مكيٌّ بنُ أبي طالبٍ المقرئ[3] ، عن أبي عدي عبد العزيز بنِ علي[4] ، وقال أبو الحسن : قرأتُ بها على الشيخ أبي محمد عبد الله بن سهل

---

(١) يحيى بن إبراهيم أبو الحسين اللواتي المرسي المقرئ ، أحد شيوخ الوقت بالأندلس ، أخذ القراءات عن مكي ابن أبي طالب ، وأبي عمرو الداني اختلط في آخر عمره . توفي سنة ست وتسعين وأربعمائة .

(معرفة القراء ١/ ٤٤٩ - غاية النهاية ١/٣٦٤)

(٢) أبو الحسن الأندلسي ، المقرئ أخذ القراءات عن أبي محمد بنِ سهل ، أقرأ الناس بجامع المرية فقرأ عليه محمد ابن الحسن بن غلام الفرس وغيره ،كان شيخاً صالحاً مجوداً ، حسن الصوت بالقرآن . توفي سنة أربع عشرة وأربع مائة .

(معرفة القراء١/٤٧٠ - غاية النهاية ١/٣٩٤)

(٣) مكي بن أبي طالب ، أبو محمد القيسي ، القيرواني ثم الأندلسي القرطبي ، إمام علامة ، محقق ، عارفٌ أستاذ القراء ، قرأ على ابن غلبون ، وأبي بكر الأذفوي ، كان من أهل التبحر في علوم القرآن والعربية مع حسن الفهم ، قرأ عليه عبدالله بن سهل ، ويحيى بن إبراهيم بن البياز . توفي سنة سبع وثلاثين وأربعمائة .

(غاية النهاية ٢/٣٠٩)

(٤) عبد العزيز بن علي بن محمد بن إسحاق بن الفرج ، أبو عدي المصري المقرئ ، ويعرف بابن الإمام مسند القراء في زمانه بمصر ، قرأ على أبي بكر عبد الله بن مالك ، قرأ عليه أئمة كابن غلبون ومكي بن أبي طالب ، والطرسوسي توفي سنة إحدى وثمانين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٤٦ - غاية النهاية ١/ ٣٩٤)

المقرئ[1] ، وأخذ على التحقيق ، وأخبرني أنه قرأ بهما على أبي القاسم عبد الجبار بن أحمد الطرسوسي بمصر[2] ، وتلقاها أبو القاسم من أبي عدي المذكور ،وتلقاها أبو عدي من أبي بكر عبد الله بن سيف[3] ، وتلقاها أبوبكر من أبي يعقوب يوسف بن عمرو الأزرق[4] ، وتلقاها أبو يعقوب من ورش ، وقرأها ورش على نافع .

---

(١) عبد الله بن سهل بن يوسف الإمام ، أبو محمد الأنصاري الأندلسي ، مقرئ أهل الأندلس في زمانه ، أخذ القراءات عن أبي عمر الطلمنكي ، ومكي بن أبي طالب ، وعبد الجبار الطرسوسي ، وأبي عمرو الداني ، أقرأ بالأندلس ، وبعد صيته ، أخذ عنه القراءات أبو الحسن عبد العزيز بن عبد الملك بن شفيع ، توفي سنة ثمانين وأربع مائة .

(معرفة القراء ١/ ٤٣٨ - غاية النهاية ١/ ٢٢١)

(٢) أبو القاسم المقرئ ، شيخ الإقراء بمصر في زمانه ، قرأ على أبي عدي ، وأبي أحمد السامري ، قرأ عليه أبو الطاهر اسماعيل بن خلف ، توفي سنة عشرين وأربع مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٨٢ - غاية النهاية ١/ ٣٥٧)

(٣) عبد الله بن مالك بن عبد الله بن يوسف بن سيف أبوبكر التجيبي المصري النحاد ، مقرئ مصدر محدث إمام ، ثقة ، أخذ القراءة عرضاً وسماعاً من أبي يعقوب الأزرق صاحب ورش ، روى القراءة عنه إبراهيم بن محمد ابن مروان ، ومحمد بن خيرون ، وعبد العزيز بن علي بن الإمام أبو عدي . توفي سنة سبع وثلاث مائة .

(غاية النهاية ١/ ٤٤٥)

(٤) يوسف بن عمرو الأزرق الإمام المتقن لزم ورشاً مدة طويلة ، وأتقن عنه الأداء ، وجلس للإقراء ، وانفرد عن ورش بتغليظ اللامات ، وترقيق الراءات ، قرأ عليه اسماعيل بن عبد الله النحاس ، ومحمد بن سعيد الأنماطي وجماعته ، خلف ورشاً في الإقراء بالديار المصرية ، توفي في حدود الأربعين ومئتين .

(معرفة القراء ١/ ١٨١ - غاية النهاية ٢/ ٤٠٢)

وأما روايةُ قالون[1] عنه :

فقرأتُ بها على الفقيهِ الأجلِ الشيخ المقرئ أبي عبد الله محمدِ بنِ الحسن ، قال قرأتُ بها على أبي الحسن[2] ، وأبي الحسين[3] ، قال قال أبو الحسن : أخبرني بها جماعةٌ عن أبي الطيب بن غَلْبُون منهم : مكيٌ ، وأبو القاسم عبدُ الرحمن بنُ الحسن الأستاذ[4] ،وأبو عمر الطَلَمَنْكِي[5] ، وعمرون ، وقال قال أبو الحسن ،/ قرأتُ بها على عبد الله بن سهل ، وقال قرأتُ بها على أبي سعيد خلف بنِ غُصْنٍ الطّائي[6] ، وأبي عبد الله محمد بن سفيان[1]

---

(١) عيسى بن قالون بن وردان ، أبوموسى الزرقي ، الملقب : قالون ، قارئ المدينة ونحويها ولد سنة عشرين ومائة ، قرأ على نافع وعرض على عيسى بن وردان . روى القراءة عنه إبراهيم وأحمد ابناه ، وأحمد بن يزيد الحلواني وغيرهم . توفي سنة عشرين ومائتين .

(معرفة القراء ١/ ١٥٥ – غاية النهاية ١/ ٦١٥)

(٢) هو عبد الرحمن بن أحمد الأنصاري المعروف بابن الدوش ، وقد تقدم .

(٣) هو يحيى بن إبراهيم أبو الحسين اللواتي المرسي ، وقد تقدم ذكره .

(٤) عبد الرحمن بن الحسن بن سعيد أبو القاسم الخزرجي ، القرطبي العزي ، مسند أهل الأندلس في زمانه ، قرأ على ابن غلبون ، وأبي أحمد السامري ، أقرأ الناس دهراً . توفي سنة ست وأربعين وأربع مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٦٧)

(٥) أحمد بن محمد بن عبد الله أبو عمر الطلمنكي ، المقرئ الحافظ ، قرأ على أبي الحسن الأنطاكي ، وعمر ابن عراك ، وابن غلبون ، قرأ عليه عبد الله بن سهل وجماعة وكان رأساً في علم القرآن ، رأساً في معرفة الحديث وطرقه ، حافظاً للسند ، توفي سنة تسع وعشرين وأربع مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٨٥ – غاية النهاية ١/ ١٢٠)

(٦) خلف بن غصن أبو سعيد الطائي القرطبي ، قرأ على ابن غلبون ، وعمر بن عراك ، قرأ عليه محمد بن سهل ، توفي سنة سبع عشرة وأربع مائة .

(غاية النهاية ١/ ٢٧٢)

الفقيه المقرئ وغيرهما ، وتلقوها من أبي الطيب عبد المنعم بن عبيد الله بن غلبون المذكور ، وتلقاها من أبي سهل صالح بن إدريس البغدادي[٢] ،وتلقاها من أبي الحسن علي بن سعيد[٣] ،وتلقاها من أبي بكر أحمد بن محمد بن الأشعث[٤] ويُعرَفُ بابن أبي حسان ،وتلقاها من أبي نشيط محمد بن هارون[٥] ، عن قالون عن نافع .

---

(١) أبو عبد الله القيرواني المقرئ ، مصنف كتاب الهادي في القراءات ، قرأ القرآن بالروايات على ابن غلبون ، قرأ عليه أبو بكر القعري ، والحسن بن علي الجلولي ، وعثمان بن بلال الزاهد ، توفي سنة خمس عشرة وأربع مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٨٠ - غاية النهاية ٢/ ١٤٧)

(٢) صالح بن إدريس أبو سهل البغدادي المقرئ ، أحد الحذاق ، قرأ على ابن مجاهد وغيره ، برع في القراءات وعللها ، وتصدر بدمشق ، قرأ على ابن غلبون وغيره ، وكان شاباً مقرئاً صالحاً ناسكاً ، توفي سنة خمس وأربعين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٠٢ - غاية النهاية ١/ ٣٣٢)

(٣) علي بن سعيد أبو الحسن البغدادي ، القزاز المقرئ ، كان من جلة أهل الأداء ، مشهور ضابط محقق ، قرأ مع أحمد الخزاعي ، وأحمد بن فرح الضرير ، وأبي بكر بن مجاهد ، توفي قبل الأربعين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٢٩٩ - غاية النهاية ١/ ٥٤٣)

(٤) أحمد بن محمد بن يزيد بن الأشعث بن حسان القاضي ، أبوبكر البغدادي المعروف بأبي حسان ، إمام ثقة ضابط في حروف قالون . توفي قبل الثلاثمائة فيما أحسب .

(معرفة القراء ١/ ٢٣٧ - غاية النهاية ١/ ١٣٣)

(٥) محمد بن هارون أبوجعفرالربعي الحربي البغدادي ، يعرف بأبي نشيط ،مقرئٌ جليل ضابط مشهور أخذ القراءة عرضاً عن قالون ، روى القراءة عنه عرضاً أبو حسان الأشعث ، وعبد الله بن فضل .توفي سنة ثمان وخمسين ومائتين .

(معرفة القراء ٢/ ٢٧٣ - غاية النهاية ١/ ٢٢٢)

وأمّا قراءةُ ابنِ كثيرٍ منْ روايةِ قنبلٍ عن أصحابه عنه :

فقرأتُ بها القرآنَ كلَّه على الفقيهِ الأجَلِّ الشيخ المقرئِ أبي عبد الله محمد ابن الحسن المذكور ، قال : قرأتُ بها القرآن كلَّه على أبي الحسن ، وأبي الحسين المذكورين ، قال قال أبو الحسن حَدَّثَنا بها أبو القاسم يعني الأستاذ عن أبي أحمد عبد الله بنَ الحِسن السَّامِري[1] ، وقال أبو الحسن : قرأتُ بها على عبد الله بنِ سهل ، وقرأ على أبي عبد الله محمد بن سليمان الأُبي[2] ، وأبي القاسم الطرسُوسِي ، وأبي القاسم الأستاذ عن السَّامِري ، عن أبي بكر أحمد بن موسى بن العباسِ بن مُجَاهد[3] عن أبي عمر قنبل[4] ، عن القَوَّاس

---

(١) عبد الله بن الحسين أبو أحمد السامري ، البغدادي المقرئ ، مسند القراء بالديار المصرية أخذ القراءة عن محمد ابن حمدون الحذاء ، وابن مجاهد ، وابن شنبوذ ، ضابط ، ثقة ، مأمون ، روى عنه القراءة فارس بن أحمد ، ومحمد ابن الحسين . توفي سنة ست وثمانين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٣٢٧ - غاية النهاية ١/ ٤١٥)

(٢) محمد بن سليمان بن محمود أبو عبد الله ، وأبو سالم الأبي الأندلسي ، إمام مقرئ ، أخذ القراءات عن السامري ، قرأ عليه عبد الله بن سهل ، كان ذكياً حافظاً .

(غاية النهاية ٢/ ١٤٩)

(٣) هو أبو بكر أحمد بن موسى بن العباس بن مجاهد التميمي الحافظ شيخ الصنعة ، ولد ببغداد سنة خمسٍ وأربعين ومائتين ، واشتهر أمره ، وفاق نظراءه ، مع الدين والحفظ والخير ، قال ابن الجزري : « لا أعلم أحداً من شيوخ القراءات أكثر تلاميذ منه » . توفي سنة أربع وعشرين ومائتين .

(غاية النهاية١/١٣٩)

(٤) محمد بن عبد الرحمن بن محمد المكي المخزومي أبو عمرو ، ويلقب بقنبل ، شيخ القراء بالحجاز أخذ القراءة عن النبال ،وروى القراءة عن البزي، وانتهت إليه رئاسة إقراء بالحجاز .

(معرفة القراء ٢/ ٢٧٣ - غاية النهاية ١/ ٢٢٢)

أحمد بن محمد[1]، عن أبي الإِخْرِيط وَهبِ بنِ واضح[2]، عن إسماعيل بن عبد الله القِسْط[3]، عن شِبْل بن عبَّاد[4]، ومعروف بن مِشْكَان[5]، كلاهما عن ابن كثير .

وقال لي : قرأتُ بروايةِ البَزّي أحمد بن محمد عن أصحابه عنه عن الشيخين المذكورين أبي الحسن، وأبي الحسين، قال : قال أبو الحسن : حَدَّثَنا أبو القاسم ،عن أبي أحمد[6]، عن أبي نَصْرٍ سلامةَ بنِ هارون

---

(١) أحمد بن علقمة بن عون، ويكنى أبا الحسن النبال والمعروف بالقواس، إمام مكة في القراءة، قرأ على وهب ابن واضح، وقرأ عليه قنبل والبزي وغيرهما . توفي بمكة سنة مائتين وأربعين .

(معرفة القراء ١/ ١٤٨ – غاية النهاية ١/ ١٢٣)

(٢) وهب بن واضح أبوالإخريط، ويقال أبو القاسم المكي، مقرئ أهل مكة أخذ القراءة عن إسماعيل القسط وغيره ،روى القراءة عنه القواس والبزي وغيرهما .توفي سنة تسعين ومائة .

(معرفة القراء ١/ ١٢١ – غاية النهاية ١/ ٣٦١)

(٣) إسماعيل بن عبد الله بن قسطنطين، ويكنى أبا إسحاق المخزمي، مولى بني ميسرة ويلقب بالقسط مقرئ مكة . توفي سنة سبعين ومائة .

(معرفة القراء ١/ ١١٧ – غاية النهاية ١/ ١٦٥)

(٤) يكنى أبا داود المكيّ، مقرئ مكة، ثقة، ضابط وهو أجل أصحاب ابن كثير، روى القراءة عنه إسماعيل القسط وآخرون . توفي سنة ثمانين وأربعين ومائة .

(معرفة القراء ١/ ١٠٧ – غاية النهاية ١/ ٣٢٣)

(٥) يكنى أبا الوليد المكي، مقرئ مكة مع شبل، عرض على ابن كثير، وحدث عن عطاء ابن أبي رباح، ومجاهد وغيرهما . توفي سنة خمس وستين ومائة .

(معرفة القراء ١/ ١٣٠ – غاية النهاية ٢/ ٣٠٣)

(٦) عبد الله بن الحسين السامري أبو أحمد وقد تقدم .

البصري[1] ، عن أبي مَعْمَر سعيد بنِ عبد الرحمن الجُمَحي[2] ، عن أبي الحسن البزي[3] ، عن عكرمة بنِ سليمانَ[4] ، عن إسماعيل القِسْط عن ابن كثيرٍ .

وقال قال أبو الحسن : قرأتُ بها على أبي محمد بنِ سهل ، عن أبي عبد الله ابن سفيان ، وأبي سعيدٍ الطّائي ، وأبي جعفر أحمد بنِ علي الأَزْدِي[5] ، وغيرهم ، عن أبي الطيب بن غَلْبُون ، عن أبي إسحاقِ إبراهيم بنِ عبدِ الرزّاق الأَنْطَاكِي[6] ،

---

(١) سلامة بن هارون أبو نصر البصري ، قرأ على هارون الأخفش وعامر الموصلي ، روى القراءة عنه عبد الله بن الحسن .

(غاية النهاية ١/ ٣١٠)

(٢) سعيد بن عبد الرحمن أبو معمر الجمحي البصري ، عرض على البزي ، روى القراءة عنه سلامة بن هارون .

(غاية النهاية ١/ ٣٠٦)

(٣) ولد رحمه الله في مكة ، وهو مؤذن المسجد الحرام ، وهو أول راوٍ لابن كثير وأكبر رواته .أستا ذ محققٌ ضابطٌ متقنٌ ، قرأ على أبيه ، وعبد الله بن زياد ، وعكرمة بن سليمان ، ووهب بن واضح قرأ عليه الخزاعي ، وأحمد بن فرح ، ومحمد بن هارون ، وغيرهم . توفي سنة خمس وستين ومائتين .

(غاية النهاية ١/ ١٢٠)

(٤) أبو القاسم المقرئ مولى آل شيبة ، قرأ القرآن على شبل بن عباد ، وإسماعيل بن القسط ، قرأ عليه البزي وغيره

(معرفة القراء ١/ ١٢١ - غاية النهاية ١/ ٥١٥)

(٥) أبو جعفر الأزدي القيرواني ، المقرئ ، الشافعي ، قرأ القراءات على ابن غلبون ، توفي سنة سبع وعشرين وأربع مائة .

(غاية النهاية١/٩١)

(٦) إبراهيم بن عبد الرزاق الأنطاكي المقرئ ، أحد الحذاق ، أخذ القراءة عرضاً وسماعاً عن طائفة كبار ، قرأ على الأخفش ، وقنبل ، والخزاعي ، مقرئ جليل ، ضابط ، مشهور ، ثقة مأمون ، روى عنه القراءة محمد بن الحسن وابن غلبون . توفي سنة ثمان وثلاثين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٢٢٧- غاية النهاية ١/ ١٥٦)

عن أبي محمد إسحاق بن مُحمد الخُزَاعِي[1] ، عن البزي بسنده المتقدم .

وأمَّا قراءةُ أبي عمرو بنِ العلاء من رواية أبي عمر الدوري[2] ، عن اليزيدي[3] ، عنه :

فقرأت بها القرآن كلّه على الفقيه الأجل الشيخ المقرئ أبي عبد الله محمد بن الحسن المذكور ، قال : قرأت بها القرآن كلّه على أبي الحسين يحيى ، وأبي الحسن عبد العزيز ، قال أبو الحسين : حدثنا الطّرَسُوسِي ، وقال أبو الحسن : قرأت بها على ابن سهل ، قال : قرأت بها على الطرسُوسِي والأُبي[4] ، وغيرهما كُلهم عن ابن أحمد السامري ، عن ابن مجاهد ، عن أبي الزَّعراء عبد الرحمن بن عبدوس[5] ، عن أبي عمرالدوري ، عن أبي محمد يحيى ابن المبارك اليزيدي ، عن أبي عمرو .

---

(١) إسحاق بن أحمد بن إسحاق أبو محمد الخزاعي المكي ، الإمام ، مقرئ المسجد الحرام ، قرأ على البزي وابن فليح ، وكان ثقةً حجة ، رفيع الذكر ، قرأ عليه ابن شنبوذ والزيني ، والحسن بن سعيد المطوعي وغيرهم . توفي سنة ثمان وثلاثمائة .

(معرفة القراء ١/ ٢٨٧- غاية النهاية ١/ ١٦)

(٢) حفص بن عمر بن عبد العزيز ، أبو عمر الدوري ، الأزدي ، البغدادي ، الضرير إمام القراءة ،وشيخ الناس في زمانه ، ثقة ، ثبتٌ ، كبيرٌ ، ضابطٌ ، أول من جمع القراءات على نافعٍ وسليمٍ عن حمزة ، والكسائي ،واليزيدي ، قرأ عليه أحمد بن فرح ، والحلواني ، والصواف . توفي سنة ست وأربعين ومائتين .

(غاية النهاية ١/ ٢٥٥)

(٣) يحيى بن المبارك ، أبو محمد اليصري النحوي المقرئ ، أخذ القرآن على أبي عمرو البصري ، وأخذ عنه الدوري ، والسوسي ،وغيرهما ، توفي سنة اثنتين ومائتين .

(غاية النهاية ٢/ ٣٧٥ – معرفة القراء١/ ١٢٥)

(٤) هو محمد بن سليمان الأبي وقد تقدم .

(٥) أبو الزعراء البغدادي من حلة أهل الأداء وحذاقهم ، وأرفع أصحاب أبي عمر الدوري ، تصدر للإقراء مدة قرأ عليه ابن مجاهدٍ ، وعلي بن الحسين ، ومحمد بن يعقوب المعدَّل وغيرهم .توفي سنة ثمانين ومائتين .

(غاية النهاية ١/ ٣٧٣)

وقال لي[١] : قرأت برواية السوسي أبي شعيب صالح بن زياد[٢] ، عن اليزيدي عنه ، على أبي الحسين ، وأبي الحسن ، قال قال أبو الحسين : قرأت على أبي القاسم الأستاذ[٣] ، وقال قال أبو الحسن : قرأت بها على[ابن سهل][٤] ، قال : قرأت على الطرسوسي كلاهما عن أبي أحمد السامري ، عن أبي عمران موسى بن جرير النحوي[٥] ، عن أبي شعيب ، عن اليزيدي ، عن أبي عمرو .

وأما قراءة ابن عامر من رواية عبد الله بن ذكوان[٦] ، عن أصحابه عنه :

وقرأت بها القرآن كلّه على الشيخين[٧] ، أبي الحسن وأبي الحسين ، قال قال أبو الحسين : قرأت بها على مكي ، وأبي القاسم الأستاذ ، وقال أبو الحسن : قرأت على عبد الله بن سهل ، عن أبي سفيان كلهم ، عن أبي

---

(١) في (ت) [وأما رواية أبي شعيب صالح بن زياد السوسي عن اليزيدي عنه فقال قرات بها القرآن كله على أبي الحسين ...]

(٢) صالح بن زياد بن عبد الله أبو شعيب السوسي ، مقرئٌ ضابطٌ ثقةٌ أخذ القراءة عن اليزيدي .توفي سنة إحدى وستين ومائتين .

(غاية النهاية ١/٣٣٢- معرفة القراء ١/١٥٩)

(٣) هو عبدالرحمن بن الحسن الخزرجي القرطبي وقد تقدم .

(٤) قوله : [ابن سهل] في (ع) [عبدالله بن سهل] .

(٥) أبو عمران الرقي موسى بن جرير النحوي الضرير ، أجل أصحاب السوسي . توفي سنة عشر وثلاث مئة .

(غاية النهاية ٢/٣١٧)

(٦) أبوعمرو عبد الله بن أحمد بن بشير بن ذكوان ، الإمام مقرىء دمشق ، وإمام الجامع ، حدث عن بقية ابن الوليد ، والوليد بن مسلم ، روى عنه أبوداود ، وابن ماجه في سننهما قال أبو زرعة الدمشقي : ((لم يكن بالعراق ، ولابالحجاز ، ولا بالشام ، ولا بمصر ، ولابخراسان في زمان ابن ذكوان أقرأ عندي منه)) .توفي سنة اثنتين وأربعين ومائتين .

(غاية النهاية ١/٤٠٤ – معرفة القراء١/٨٩)

(٧) في (ت) زيادة [المذكورين] .

الطيب بن غلبون الحلبي ، عن أبي علي الحسن بن حبيب الدمشقي[١] ، عن أبي عبد الله هارون ابن موسى بن شريك الأخفش[٢] ، عن بن ذكوان ، عن أيوب بن تميم التميمي[٣] ، عن يحيى بن الحارث الذماري[٤] ، عن ابن عامر .

وقال لي[٥] : قرأت برواية هشام بن عمار[٦] ، عن أصحابه عنه ، عن أبي الحسين ، وأبي الحسن ، / قال قال أبو الحسين : قرأت على مكي ، وأبي القاسم ، وقال أبو الحسن : قرأت على ابن سهل عن أبي عبد الله بن سفيان كلهم عن أبي الطيب ، عن أبي الحسين أحمد بن محمد ، عن محمد بن بلال

---

(١) الحسن بن حبيب بن عبد الملك أبو علي الحصائري الدمشقي ، الفقيه المقرئ ، قرأ مع هارون الأخفش ، روى القراءة عنه ابن غلبون ، كان ثقة نبيلا ، حافظاً لمذهب الشافعي ، توفي سنة ثمان وثلاثين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٢٨٩- غاية النهاية ١/ ٢٠٩)

(٢) هارون بن موسى بن شريك ، أبوعبدالله الأخفش الدمشقي ، مقرئ متصدر ، ثقة ، نحوي ، شيخ القراء بدمشق ، أخذ القراءة عن ابن ذكوان ، كان من أهل الفضل ، صنف كتباً كثيرة في القراءات والعربية . توفي سنة اثنتين وتسعين ومائتين .

(غاية النهاية ٢/ ٣٤٧)

(٣) أيوب بن تميم بن سلمان التميمي الدمشقي ، ضابط مشهور ، قرأ على الذماري ، قرأ عليه عبد الله بن ذكوان وروى القراءة عنه هشام . توفي سنة ثمان وتسعين ومائتين .

(غاية النهاية ١/ ١٧٢)

(٤) يحيى بن الحارث بن عمرو بن يحيى بن سليمان بن الحارث أبو عمرو الغساني الذماري ، ثم الدمشقي ، إمام الجامع الأموي ، وشيخ القراء بدمشق بعد ابن عامر ، يعد من التابعين أخذ القراءة عرضا عن ابن عامر ، ونافع ابن أبي نعيم ، روى القراءة عنه عرضاً سعيد بن عبد العزيز ، وسويد بن عبد العزيز ، والوليد بن مسلم وغيرهم مات سنة خمس وأربعين ومائة .

(غاية النهاية ٢/ ٣٦٧)

(٥) في (ت) [وأما رواية هشام بن عمار عن أصحابه عنه فقرأت بها على أبي الحسن ...]

(٦) أبو الوليد هشام بن عمار بن نصير السلمي الدمشقي ، شيخ أهل دمشق ومفتيهم ، وخطيبهم ، ومقرئهم ومحدثهم كان واسع الرواية ، متبحراً في العلوم ، رزق كبر السن مع صحة العقل . توفي سنة خمس وأربعين ومائتين .

(غاية النهاية ٢/ ٣٥٤ - معرفة القراء ١/ ٢٠٥)

المقرئ[1] ، عن محمد ابن أحمد[2] ، ومحمد بن الحسن[3] ، عن الحسن بن عباس[4] ، عن أحمد بن يزيد الحلواني[5] ، عن هشام ، عن سويد بن عبد العزيز[6] ، وأيوب بن تميم جميعاً ، عن يحيى ابن الحارث الذّماري ، عن ابن عامر .

---

(١) أحمد بن محمد بن بلال ، أبو الحسن البغدادي ، نزيل الرملة ، إمام في قراءة أهل الشام ، قرأ على أحمد بن جعفر ، ومحمد بن أحمد ، قرأ عليه ابن غلبون .

(غاية النهاية ١/ ١٠٨)

(٢) محمد بن أحمد شيخ لأحمد بن محمد بن بلال .

(غاية النهاية ٢/ ٩٤)

(٣) محمد بن الحسن ، شيخ ، أخذ عنه محمد بن بلال .

(غاية النهاية ٢/ ١٢٧)

(٤) الحسن بن عباس بن مهران الرازي أبو علي المقرئ ، قرأ على الحلواني ، وابن قالون ، وكان إليه المنتهى في الضبط والإتقان ، توفي في سنة تسع وثمانين ومائتين .

(معرفة القراء ١/ ٢٣٥- غاية النهاية ١/ ٢١٦)

(٥) في الأصل [عن الحلواني عن أحمد بن يزيد] وهوسهو . وهو أحمد بن يزيد ، أبو الحسن الحلواني ، إمام كبير ، عارف ، صدوق ، متقن ، ضابط في قالون وهشام قرأ على القواس ، وقالون ، وهشام بن عمار ، قر أعليه بن شاذان ، ومحمد الواسطي ، وابن زبان . توفي سنة خمسين ومائتين .

(غاية النهاية ١/ ١٥٠)

(٦) سويد بن عبد العزيز بن نمير أبو محمد السلمي ، مولاهم ، الواسطي قاضي بعلبك ، ولد سنة ثمان ومائة ، وقرأ على يحيى بن الحارث ، والحسن بن عمران ، وروى القراءة الربيع ابن تغلب ، وهشام بن عمار ،وأبومسار الغساني ، مات سنة أربع وتسعين ومائة .

(غاية النهاية ١/ ٣٢١)

وأما قراءة عاصم من رواية أبي عمر حفص بن المغيرة الأزدي[١] عنه :

فقرأت بها على الفقيه الأجل المقرئ أبي عبد الله محمد بن الحسن المذكور ، قال : قرأت بها على يحيى ، وعبد العزيز المذكورين ، قال قال يحيى : قرأت على أبي القاسم الطرسوسي ، وقال عبد العزيز : قرأت على عبد الله بن سهل ، عن الطرسُوسي عن أبي القاسم ، عن أبي أحمد السامري ، عن أبي العباس أحمد بن سهل الأشناني[٢] ، عن أبي محمد عبيد ابن الصبّاح[٣] ، عن حفص ، عن عاصم .

وقال : قرأت بها أيضاً القرآن كله بجامع المَرِيَّة على الشيخ الفقيه المقرئ أبي عمران موسى بن سليمان اليحصبي[٤] ، قال : قرأت على أبي العباس

---

(١) هو حفص بن سليمان بن المغيرة ، أبو عمر الأسدي ،الكوفي ، البزاز المقرئ صاحب عاصم وابن زوجة عاصم ، أخذ عن عاصم وقال يحيى بن معين : « الرواية الصحيحة التي رويت عن قراءة عاصم رواية أبي عمر حفص بن سليمان » .
قرأ عليه : عمر بن الصبّاح ، وعبيد بن الصبّاح . توفي سنة ثمان ومائة .
(غاية النهاية٢/ ٣٠٧ - معرفة القراء١/١٣١)

(٢) أحمد بن سهل الفيرزان الأشناني ، أبو العباس المقرئ ، بقية المسندين في القراءة ، قرأ على عبيد بن الصباح وغيره ، قرأ عليه الطوعي ، وأبو بكر النقاش ، وأبو أحمد السامري ، توفي في سنة سبع وثلاث مائة .
(معرفة القراء ١/ ٢٤٨ - غاية النهاية ١/ ٥٩)

(٣) عبيد بن الصباح أبو محمد الكوفي ، أخذ القراءة عرضاً عن حفص ، وهو من أجل أصحابه وأضبطهم ، توفي سنة تسع وعشرين ومائتين .
(معرفة القراء الكبار ١/ ٢٠٤ - غاية النهاية ١/ ٤٩٥)

(٤) موسى بن سليمان أبو عمران اللخمي المقرئ ، نزيل المرية ، مقرئ مسند ، قرأ على مكي ابن أبي طالب ، وأحمد بن أبي الربيع السامري ، أقرأ الناس ، وكان عالي الإسناد ، توفي سنة أربع وتسعين وأربع مائة .

أحمد بن أبي الربيع(١) ، عن أبي الحسن علي بن عياش الدقّاق ، عن أبي بكر ابن مجاهد ، عن أحمد بن علي الخزّاز(٢) ، عن هبيرة(٣) ، عن حفص .

وقال لي : قرأت برواية أبي بكر بن عياش عنه(٤) ، على أبي الحسين وأبي الحسن المذكورين ، قال قال أبو الحسين : حدثنا أبو القاسم الطرْسُوسي عن عبد الله بن الحسن السامري ، عن أبي الحسن أحمد بن محمد بن أيوب بن الصَّلْت بن شَنَبُوذ(٥) ، عن محمد بن علي(٦) ، عن أبي يوسف الحَجَّاج بن

---

(١) أحمد بن سليمان أبو جعفر الكناني ، الأندلسي ، المقرئ المعروف بابن أبي الربيع ، مسند القراء بالأندلس ، قرأ على ابن غلبون ، وأحمد السامري . توفي قبل سنة أربعين وأربع مائة .
(معرفة القراء ١/ ٣٩٨ - غاية النهاية ١/ ٥٨)

(٢) هو هبيرة بن محمد التمار ، ويكنى أبا عمر الأبرش البغدادي ، أخذ القراءة عرضاً عن حفص ابن سليمان عن عاصم ، أخذ عنه أحمد بن علي الخزاز ، وحسنون بن الهيثم الدويري .
(غاية النهاية ٢/٣٥٣- معرفة القراء ١/٢٠٥)

(٣) أحمد بن علي بن الفضيل أبو جعفر الخزاز ، بغدادي مشهور ، صاحب قرآن وحديث ، قرأ على التمار صاحب حفص ، أخذ عنه ابن مجاهد ، وابن شنبوذ . توفي سنة ست وثمانين ومائتين .
(غاية النهاية ١/٨٦)

(٤) أبو بكر شعبة بن عياش بن سالم الأسدي الكوفي ، كان سيداً إماماً حجة كثير العلم والعمل ،منقطع القرين ، قال يحيى بن معين : « لم يُفرش لأبي بكر فراش خمسين سنة» توفي سنة ثلاث وتسعين ومائة .
(غاية النهاية ١/٣٢٥)

(٥) أبو الحسن محمد بن أحمد بن أيوب بن الصلت بن شنبوذ ، الإمام شيخ القراء بالعراق مع ابن مجاهد ، أحد من جال البلاد في طلب القراءات مع الثقة والخيرة ،كان يرى جواز القراءة بالشاذ وجرت معه مناظراتٌ وضُرب واستتيب فرجع غاضباً . توفي سنة ثمان وعشرين وثلاث مائة .
(غاية النهاية ٢/٥٢- معرفة القراء ١/٢٧٦)

(٦) محمد بن علي الحجاجي ، أخذ القراءة عرضاً عن الحجاج بن حمزة عن يحيى بن آدم ، روى القراءة عنه محمد ابن شنبوذ .
(غاية النهاية ٢/٢١٥)

حمزة[١] ، عن يحيى بن آدم[٢] ، عن أبي بكر عن عاصم .

وقال قال أبو الحسن : قرأتُ على ابن سهل ، قال : قرأتُ على أبي عبد الله بن سفيان وغيره ، عن أبي الطيب بن غلبون عن أبي سهل ، عن أبي الحسن أحمد بن محمد الواسطي الديباجي[٣] ، عن محمد بن أحمد بن البراء[٤] ، عن أبي محمد خلف ابن هشام[٥] ، عن يحيى بن آدم ، عن أبي بكر ، عن عاصم .

---

(١) حجاج بن حمزة بن سويد أبو يوسف الخشابي القاضي ، روى القراءة عرضاً عن يحيى بن آدم ، أخذ عنه القراءة عرضاً محمد بن علي .

(غاية النهاية ١/٢٠٣)

(٢) يحيى بن آدم بن سليمان ، أبو زكريا القرشي الإمام ، الحافظ ، المقرئ ، صاحب أبي بكر بن عياش ، روى حروف عاصم سماعاً من غير تلاوة عن أبي بكر ، أخذ عنه القراءة إسحاق بن راهويه ، وخلف بن هشام ، وأبو حمدون الطيب وغيرهم ، وثقه ابن معين ، والنسائي . توفي سنة ثلاث ومائتين .

(غاية النهاية ٢/٣٦٣- معرفة القراء١/١٦٦)

(٣) أحمد بن محمد بن علي بن الحسين الضرير الواسطي ، يعرف بالديباجي ، روى القراءة عن إدريس ابن عبدالكريم ، ومحمد بن أحمد بن البراء عن خلف ، روى القراءة عنه ، صالح ابن إدريس ، والدار القطني .

(غاية النهاية ١/١٢٤)

(٤) محمد بن أحمد بن البراء بن المبارك : أ ـ الحسن البغدادي القاضي ، مقرئ ، ثقة ، مشهور ، عرض على خلف تسع ختمات ، روى القراءة عنه الديباجي ، وعلي بن القزاز ، والنقاش .توفي سنة إحدى وتسعين ومائة .

(غاية النهاية ١/٥٦)

(٥) تأتي ترجمته عند قراءة حمزة .

وقال لي : قرأت بها أيضاً على الشيخ أبي عمران ، وقال : قرأت على ابن أبي الربيع ، عن ابن الدقاق[١] ، عن مجاهد ، عن إبراهيم بن أحمد بن عمر[٢] ، عن أبيه ، عن يحيى بن آدم بسنده .

وأما قراءة حمزة من رواية خلف عن سليم عنه :

فقرأتُ بها القرآن كلّه على الفقيه الأجل المقرئ أبي عبدالله محمد بن الحسن المذكور ، قال قرأتُ بها القرآن كلّه على أبي الحسين ، وأبي الحسن المذكورين ، قال : قال أبو الحسين : حدثنا بها أبوالقاسم الطرسُوسِي ، عن أبي أحمد السّامِري ، عن جماعة من البغداديين والكوفيين منهم : ابن شنبوذ ، عن إدريس بن عبد الكريم[٣] ، عن خلف[٤] ، عن سليم بن عيسى[٥] ، عن حمزة ،

---

(١) لم أعثر على ترجمة له .

(٢) إبراهيم بن أحمد بن عمر أبو إسحاق الوكيعي ، المصري ، شيخ قرأ على أبيه ، عن يحيى ابن آدم ، روى عنه القراءة أبو بكر بن مجاهد .

(غاية النهاية ١/٨)

(٣) إدريس بن عبد الكريم الحدا د أبو الحسن البغدادي ، إمام ضابط متقن ثقة ، قرأ على خلف ابن هشام ، ومحمد بن حبيب الشموني ، روى القراءة عنه سماعاً بن مجاهد ، وعرضاً محمد بن أحمد بن شنبوذ ، ومحمد ابن إسحاق البخاري ، وأحمد بن بويان ، وغيرهم . سئل عنه الدارقطني فقال : ثقة وفوق الثقة بدرجة توفي سنة اثنتين وتسعين ومائتين .

(غاية النهاية ١/١٥٤- معرفة القراء١/٢٤٥)

(٤) خلف بن هشام أبومحمد المقرئ البزار ، أحد الأعلام ، قرأ على سليم عن حمزة ، وله اختيار خالف فيه حمزة . توفي سنة تسع وعشرين ومائتين .

(معرفة القراء١/١٧١- غاية النهاية ١/٢٧٢)

(٥) سليم بن عيسى بن سليم بن عامر بن غالب الحنفي ، مولاهم ، المقرئ ، صاحب حمزة الزيات وأخص تلاميذه ، وأحذقهم بالقراءة ، و أقومهم با لحرف ، وهو الذي خلف حمزة في الإقراء ، قرأ عليه خلف بن هشام البزار ، وخلاد ، والدوري . توفي سنة ثمان وثمانين ومائة .

(غاية النهاية ١/٣١٨- معرفة القراء ١/١١٥)

وقال قال أبو الحسن : أخذتها عن الشيخ الإمام أبي تمام غالب بن عبدالله القيسي ثم القرطبي[1] ، الفقيه النحوي وغيره وأخذها أبو تمام عن أبي علي الحسن بن محمد بن قتيبة المقرئ القيرواني [2] ، وأبي عبد الله بن مسلم[3] ، عن أبي الطيب بن غلبون ، عن أبي محمد ابن عبد الله بن أحمد بن الصَّقر[4] ، عن أبي بكر الأدمي[5] ، عن أبي أيوب الضبي[6] ، عن خلف عن سليم ، عن حمزة .

---

(١) قوله :[ثم القرطبي] في (ت) زيادة [ثم القطيعي] .

(٢) الحسن بن محمد بن قتيبة ، أبو علي الصقلي ، قرأ على أبي الطيب بن غلبون ، قرأ عليه غالب بن عبد الله .

(غاية النهاية ١/ ٢٣٢)

(٣) أبو عبد الله بن مسلم ، صاحب أبي الطيب بن غلبون ، قرأ عليه غالب بن عبد الله القيسي .

(غاية النهاية ١/ ٦١٨)

(٤) عبد الله بن أحمد بن الصقر أبو محمد البغدادي ، مقرئ متصدر ، صالح شيخ ، روى القراءة عن أبي بكر الأدمي ، روى القراءة عنه ابن غلبون ، وقال : كان من عباد الله الصالحين .

(غاية النهاية ١٧١/ ٤٠٧)

(٥) أحمد بن محمد بن إسماعيل أبو بكر الأدمي المقرئ ، أقرأ الناس ببغداد ، وهو من أجل أصحاب الضبي ، قرأ عليه محمد الشنبوذي ، وعبد الله السامري ، وكان ثقة في الحديث والقراءة ، توفي سنة سبع وعشرين وثلاث مائة .

(معرفة القراء ١/ ٢٧٥- غاية النهاية ١/ ١٠٦)

(٦) سليمان بن يحيى الضبي أبو أيوب البغدادي المقرئ ، من كبار المقرئين ، وعلمائهم ، قرأ على الدوري ، ورجاء ابن عيسى ، وروى عن خلف بن هشام ، وأبي حمدون ، قرأ عليه أبو بكر النقاش ، وأحمد بن محمد الأدمي ، توفي سنة إحدى وتسعين ومائتين .

(معرفة القراء ١/ ٢٥٦- غاية النهاية ١/ ٣١٧).

وقال لي : قرأت برواية خلاد عن سليم عنه ، على يحيى وعبد العزيز المذكورين ، قال يحيى حدثنا : الطرسُوسي عن السَّامري ، عن أبي الحسن بن شنبوذ ، وعن أبي بكر بن شاذان[1] ، عن خلاد عن سليم عن حمزة ، قال أبو أحمد وحدثني الرَّقي عن جعفر الوزان عن خلاد ، وقال أبو الحسن : قرأت على أبي تمام القطيني[2] ، عن ابن قتيبة ، وابن مسلم ، عن الطيب ، عن أبي سهل ، عن أبي سلمة عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي[3] ، عن القاسم بن نصر المازني[4] ،عن محمد بن الهيثم[1] ، عن خلاد[2] .

---

(١) محمد بن شاذان أبو بكر الجوهري المقرئ ، قرأ على خلاد ، قرأ عليه أبو الحسن بن شنبوذ ، وثقه الدار قطني . توفي سنة ست وثمانين ومائتين .

(معرفة القراء ١/ ٢٥٥- غاية النهاية ٢/ ٥٢)

(٢) قوله : [القيسي ثم القرطبي] في (ع) [القيسي ثم القطيعي] .

هو غالب بن عبد الله ، أبو تمام القيسي ، القطيني ، مقرئ ، فقيه ، أديب ، من علماء دانية أخذ القراءات عن أبي عمرو الداني ، وأبي الحسن بن قتيبة ، مات سنة ست وأربعين وأربعمائة .

(غاية النهاية ٢/ ٢)

(٣) عبد الرحمن بن إسحاق أبو سلمة الكوفي المعروف بابن الروس ، مقرئ معروف ، أخذ القراءة عرضاً عن القاسم بن نصر المازني ، وسليمان الضبي ، روى القراءة عنه الشاذاني ، والباهلي .

(غاية النهاية ١/ ٣٦٥)

(٤) القاسم بن نصر أبو سلمة المازني الكوفي ، مقرئ ضابط ، عرض على محمد بن الهيثم ، ورجاء بن عيسى ، عرض عليه أبو سلمة عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي ، مات في حدود التسعين ومائتين .

(غاية النهاية ٢/ ٢٥)

وأما قراءة الكسائي من رواية أبي عمر الدوري[٣] عنه .

فقرأتُ بها على الفقيه الأجل الشيخ المقرئ أبي عبد الله محمد بن الحسن المذكور ، قال قرأتُ : بها على أبي الحسن ، وأبي عمران ، وأبي الحسين ، قال : قال أبو الحسن : حدثنا أبو القاسم الطرسُوسِي عن أبي أحمد السَّامري عن محمد بن محمد الباهلي[٤] ، عن الدُّوري ، عن الكِسَائي .

/ وقال أبو عمران : قرأت على ابن أبي الربيع عن ابن الدقاق ، عن ابن مجاهد عن أبي الزعراء ، عن أبي عمر الدوري .

وقال أبو الحسين : قرأت على أبي تمام ، عن ابن قتيبة وابن مسلم ، عن أبي الطيب ، عن أحمد بن محمد بن إبراهيم البغدادي ، عن ابن مجاهد بسنده .

---

(١) محمد بن الهيثم صاحب خلاد ، بل أجل أصحابه ، عرض أيضاً على حسين الجعفي ، وعبد الرحمن بن أبي حماد ، قرأ عليه القاسم بن نصر ، وعبد الله بن ثابت ، توفي سنة تسع وأربعين ومائتين .

(معرفة القراء الكبار ١/ ٢٢١ - غاية النهاية ٢/ ٢٧٤)

(٢) خلاد بن خالد الأحول الصيرفي ، صاحب سليم ، أقرأ الناس مدة ، حدث عن زهير بن معاوية ، قرأ عليه ابن شاذان ، والقاسم بن يزيد الوزان ، وحدث عنه أبو زرعة ، وأبو حاتم . توفي سنة ثمان وثمانين ومائة .

(معرفة القراء الكبار ١/ ٢١٠ - غاية النهاية ١/ ٢٧٤)

(٣) تقدمت ترجمته في إسناد قراءة أبي عمرو البصري .

(٤) محمد بن محمد بن عبد الله بن النفاح الباهلي ، أبو الحسن البغدادي المقرئ ، أخذ القراءة عن الدوري ، قرأ عليه المطوعي ، كان ثقة نبيلاً ، ثبتاً متقللاً من الدنيا ، توفي سنة أربع عشرة وثلاث مائة .

(معرفة القراء الكبار ١ / ٢٤٤ - غاية النهاية ٢/ ٢٤٢)

وقال لي قرأتُ برواية أبي الحارث عنه على الأئمة الثلاثة أبي الحسين، وأبي الحسن، وأبي عمران ؛ قال قال أبو الحسين : حدثنا أبو القاسم الأستاذ عن السامري، عن ابن مجاهد، وقال : قال [أبو عمران قرأتُ على بن أبي الربيع عن ابن الدقاق عن ابن مجاهد](1) ،وقال قال أبو الحسن : قرأتُ بها على أبي تمام عن ابن قتيبة، وغيره عن أبي الطيب، عن أبي الفرج أحمد بن موسى البغدادي عن ابن مجاهد(2) ، عن محمد بن يحيى الكسائي(3) ، عن أبي الحارث الليث بن خالد(4) ، عن الكسائي .

فهذه بعضُ الأسانيد التي أدت إلينا هذه القراءاتُ من هذه الطرق والروايات، وقد أجزتُ له وفقني الله وإيَّاه جميع ما قرأه عليَّ من هذه القراءات والروايات والطرق، وأبحتُ له أن يقرأ بذلك كله ويُقرئ حسب ما قرأ علي وأخذته عليه، فلْيروه عني وليروه من أحب، ولا يتعده إلى غيره .

---

(1) مابين المعقوفتين سقط من (ع)

(2) أحمد بن موسى بن العباس بن مجاهد شيخ العصر أبو بكر البغدادي، المقرئ الأستاذ، مصنف كتاب السبعة، قرأ على ابن الزعراء، وقنبل، تصدر للإقراء وازدحم عليه أهل الأداء قرأ عليه الشنبوذي، وصالح بن إدريس، وأبو بكر الشذائي، فاق أهل عصره مع اتساع علمه، وبراعة فهمه، توفي سنة أربع وعشرين وثلاث مائة .

(معرفة القراء الكبار ١/ ٢٦٩- غاية النهاية ١/ ١٣٩)

(3) محمد بن يحيى الكسائي الصغير أبو عبد الله، بغدادي، مقرئ مجود، قرأ على الليث بن خالد صاحب الكسائي، وهو أجل أصحابه، قرأ عليه أحمد بن الحسن البطي، وأبو بكر ابن مجاهد، توفي سنة ثمان وثمانين ومائتين .

(4) أبو الحارث البغدادي المقرئ، صاحب الكسائي، أخذ القراءة عرضاً عن الكسائي، قرأ عليه سلمة بن عاصم ومحمد بن يحيى الكسائي الصغير . توفي سنة أربعين ومائتين .

(معرفة القراء الكبار ١/ ٢١١- غاية النهاية ٢/ ٣٤)

وكذلك أجزتُ له جميعَ ما أجازه لي شيخي الفقيه الأجل المقرئ أبو عبد الله محمد بن الحسن بما رواه عن شيوخه رحمة الله عليهم قراءةً وسماعاً ، أومناولة أو إجازةً ، أوكتبَ به إليه أحدُهم

فمنهم المقرئون الخمسة المذكورون : أبو الحسن ، وأبو الحسين ، وأبو داود ، وأبو الحسين ، وأبو عمران .

ومنهم الأئمةُ الأجِلّةُ الفقهاء القضاة الحفاظ :

أبو علي حسين بن محمد الصدفي[1] ، وأبو الوليد محمد بن رشْد[2] ، وأبو عبد الله محمد بن أحمد بن الحاج[3] ،وأبو القاسم خلف بن فتحون[4] .

---

(١) الحسين بن محمد بن سكرة أبو علي الصدفي ، الحافظ ، إمام كبير ، قرأعلى عبد السيد بن عتاب ، قرأ عليه الحسين بن محمد .توفي سنة أربع عشرة وخمسمائة .

(غاية النهاية ١/٥٥)

(٢) محمد بن أحمد بن رشد المالكي : قاضي الجماعة بقرطبة ، وصاحب الصلاة بالمسجد الجامع بها ، يكنى أبا الوليد ، روى عن أبي جعفر بن رزق الفقيه ، وأبي علي الغساني .كان فقيهاً ، عالماً ، حافظاً للفقه ، مقدماً فيه على جميع أهل عصره ، عارفا بالفتوى على مذهب مالك ،بصيراً بأقوالهم . توفي سنة عشرين وخمسمائة :

(الصلة لابن بشكوال ٢/٥٤٦)

(٣) محمد بن أحمد بن خلف ، يعرف بابن الحاج ، قاضي الجماعة بقرطبة ؛ يكنى : أبا عبد الله ، روى عن أبي جعفر أحمد بن رزق الفقيه ، وتفقه عنده ، وكان من جلة الفقهاء وكبار العلماء ، ومن المحدثين والأدباء ، بصيراً بالفتيا ، رأساً في الشورى ، وكانت الفتوى في وقته تدور عليه . توفي سنة تسع وعشرين وخمسمائة .

(الصلة لابن بشكوال٢/٥٥٠)

(٤) خلف بن سليمان بن خلف بن محمد بن فتحون أبا القاسم روى عن أبيه ، وأبي الوليد الباجي ، كان فقيهاً أديباً شاعراً ، فاضلاً ديناً يصوم الدهر . استقضى بشاطبة ودانية . توفي سنة خمس وخمسمائة .

(الصلة لابن بشكوال ١/١٧٠)

ومنهم الفقهاء الأجلة المشهورون : أبومحمد بن عبد الرحمن بن عتّاب[١] ،وأبو محمد عبد الله بن أبي جعفر[٢] ، وأبو الوليد يونس بن أبي سهولة[٣] .

ومنهم الشيخ الفقيه أبوالحَجّاجِ يوسف بن أيوب الفِهْرِي[٤] ،والفقيه الزاهد أبومحمد عبد القادر بن محمد الصدفي[٥] ،والفقيه الأستاذ أبو الوليد

---

(١) أبو محمد عبدالرحمن بن عتاب من أهل قرطبة ، وآخر الشيوخ الأجلة الأكابر بالأندلس في علو الإسناد وسعة الرواية ، قرأ بالسبع على أبي محمد عبدالرحمن بن محمد بن شعيب .توفي سنة عشرين وخمسمائة .

(الصلة لابن بشكوال ٣٤٨/٢)

(٢) عبد الله بن محمد بن عبدالله بن أحمد الخشني ، يعرف بابن أبي جعفر ، يكنى أبا محمد ، من أهل مرسية ، روى عن أبي الوليد الباجي وغيره ، رحل إلى المشرق لطلب الحديث ، كان حافظاً للفقه على مذهب مالك ، بصيراً بالفتوى ، عارفاً بالتفسير ، ذاكراً له . توفي سنة عشرين وخمسمائة بمرسية .

(الصلة لابن بشكوال ٦٤٦/١)

(٣) لم أقف عليه .

(٤) يوسف بن عبدالله بن يوسف بن أيوب ، أبو الحجاج الفهري ، الداني ، مقرئ ، فقيه كامل ، كان محدثاً بارعاً ، أخذ القراءات عن أبي عبدالله بن غلام . توفي سنة اثنتين وتسعين وخمسمائة .

(غاية النهاية ٣٩٧/٢)

(٥) عبد القادر بن محمد الصدفي القروي ، المعروف بابن الحنّاط ، نزل المرية ، وسمع منه جماعة من أهل الأندلس وأصله من القيروان ، كان رجلاً فاضلاً ، زاهداً ، معنياً بالعلم والرواية .توفي سنة سبع وخمس مائة .

(الصلة لابن بشكوال ٣٧١/٢)

مالك بن عبد الله العُتْبي ثم السُهيلي[1] ، والفقيه أبو إسحاق إبراهيم بن أحمد البَكْري[2] ، وغيرهم من الفقهاء ،والمقرئين ، ومعلمي العربية .

فمما قرأه وسمعه كتابَ الموطأ لمالك رواية يحيى بن يحيى الأندلسي ، والجامع الصحيح لمحمد بن إسماعيل البخاري ، والمسند الصحيح لمسلم بن الحجاج النيسابوري ، والجامع الكبير لأبي عيسى الترمذي والشمائل له ، وكتاب السنن لأبي الحسن الدارقطني ، والغريبان : غريب الحديث ، والغريب المصنف كلاهما لأبي عبيد القاسم ابن سلام[3] ، وغريب الحديث لابن قتيبة[4] ، وغريب الحديث لثابت بن قاسم السَّرَقُسطي[5] ، وغريب الحديث

---

(١) مالك بن عبد الله ، أبو الوليد العتبي ، من أهل قرطبة ، كان من أهل المعرفة بالآداب واللغات والعربية ومعاني الشعر مع حضور الشاهد والمثل ، فقيهاً فيما رواه ، ضابطاً لما كتبه ، حسن الخط ، جيد الضبط . توفي سنة سبع وخمسمائة .

(الصلة لابن بشكوال ٢/٨٥٦)

(٢) إبراهيم بن أحمد بن علي ، أبو إسحاق البكري المالكي ، كان أحد أئمة المسلمين الصالحين ، عالماً بعبارة الرؤيا ، قد جف جلده على عظمه ، كثير الصمت ، قليل الكلام . توفي سنة تسع وستين وثلاثمائة .

(طبقات المفسرين للداودي ١/١)

(٣) الإمام المجتهد البحر القاسم بن سلام البغدادي اللغوي الفقيه صاحب المصنفات ، كان حافظاً للحديث وعلله ومعرفته ، عارفاً بالفقه والاختلاف ، رأساً في اللغة ، إماماً في القراءات له فيها مصنف . توفي سنة أربع وعشرين ومائتين .

(تذكرة الحفاظ ٢/٤١٧)

(٤) عبد الله بن مسلم بن قتيبة ، أبو محمد ، صاحب التصانيف ، صدوق ، روى عن إسحاق بن راهويه له مؤلفات منها : كتاب المعارف ، ومشكل الحديث . توفي سنة ست وأربعين ومائتين .

(ميزان الاعتدال في نقد الرجال ٢/٥٠٣)

(٥) الحافظ العلامة أبو القاسم السرقسطي ، كان عالماً ، مفتناً ، بصيراً ، بالحديث ، والنحو ، واللغة ، والغريب ، والشعر ، ولي قضاء سرقسطة . توفي بعد سنة ثلاثمائة .

(تذكرة الحفاظ ٣/٨٦٩)

لأبي سليمان الخطابي(١) والمدونة(٢) ورقائق ابن المبارك(٣) وزهد هنّاد(٤) وكتابا يعقوب(٥) : الاصطلاح والألفاظ ، وغريب القرآن لابن عزير(٦) ، وكتاب المستنير في القراءات لأبي طاهر البغدادي(٧) ، وكتاب التيسير ، وكتاب الفتن ،

---

(١) الإمام العلامة المفيد المحدث الرحال : أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن خطاب البستي الخطابي ، صاحب التصانيف منها : غريب الحديث و كتاب معالم السنن . توفي سنة ثمان وثمانين وثلاث مائة .

(تذكرة الحفاظ ٨٦٩/٣)

(٢) للإمام سحنون .

(٣) عبد الله بن المبارك بن واضح ، الإمام الحافظ العلامة شيخ الإسلام ، فخر المجاهدين ، قدوة الزاهدين ، صاحب التصانيف النافعة والرحلات الشاسعة ، كتب في العلم والفقه ، والغزو ، والرقائق ، كان فقيهاً مثبتاً من سادات المسلمين . توفي سنة إحدى وثمانين ومائة .

(تذكرة الحفاظ ٢٧٩/١)

(٤) الحافظ القدوة الزاهد شيخ الكوفة ، هنّاد بن السري بن مصعب أبو السري التميمي الدارمي ، المحدث سئل أحمد بن حنبل عمن نكتب بالكوفة قال : عليكم بهناد . كان هناد كثير البكاء ، عابداً ، زاهداً ، ما تزوج قط ، ويقال له راهب الكوفة .توفي سنة ثلاث وأربعين ومائتين .

(تذكرة الحفاظ ٥٠٨/٢)

(٥) يعقوب بن إسحاق ، أبو يوسف بن السكّيت ، إمام في اللغة والأدب ، أصله من خورستان ، تعلم ببغداد ، واتصل بالمتوكل العباسي فعهد إليه تأديب أولاده . له مصنفات. منها :إصلاح المنطق ، والألفاظ .

(الأعلام للزركلي ٢٥٥/٩)

(٦) محمد بن عزير العزيزي السجستاني . منسوب إلى أبيه ، وهو مصنف كتاب غريب القرآن . ومن قاله بزاءين فقد أخطأ . توفي سنة ثلاثين وثلاثمائة .

(اللباب ١٣٥/٢ – الأعلام للزركلي ٢٥/٥)

(٧) أحمد بن علي بن عبيد الله بن عمر بن سوار البغدادي ، أبو طاهر ، أحد الحذاق ، قرأ القراءات على عتبة بن عبد الملك العثماني ، والحسن بن علي العطار ، قرأ عليه القراءات أبو علي بن سكرة الصدفي ، وحدث عنه السلفي كان ثقة . توفي سنة ست وتسعين وأربع مائة .

(معرفة القراء ١٨٤/١)

وإيجاز البيان من تأليف أبي عمرو ، وغير ذلك مما يطول ذكره ، فليرو أبو محمدٍ القاسم المذكور ذلك كلَّه عنّي وجميعَ ما يَصحُّ عنده من رواياتي ، وليقل في ذلك كلّه كيف شاء من حدثنا ، وأخبرنا ، وأنبأنا .

وقد قال عيسى بن مِسكِين[1] ، رحمه الله فيما روينا عنه : الإجازة قوية وهي رأس مال كبير .

وجائزٌ له أن يقول : حدثنا فلان ، نفعنا الله وإياه بما علّمنا من كتابه العزيز ، وفهّمنا من سنن رسوله عليه السلام ، ووفقنا لمحابّه ، وأعاننا على ما يرضيه ، وجنّبنا ما يسخطه ويسعد من رحمته بمنّه وعِزّته .

وأشهد محمدُ بنُ علي بنِ محمدِ بنِ أبي العاص النَّفزي[2] ، بجميع ذلك كله من يوقع اسمه بعد هذا من الشهداء في شهر ربيع الآخر عام خمسة وخمسين وخمسمائة[3] ، والحمد لله من حمده ، وصلى الله على محمد نبيه وعبده وسلم تسليماً .

ونقلتُ من كتاب أبي الحسن بن هذيل الذي كتب له :

---

(١) عيسى بن مسكين بن منصور بن خديج بن محمد الإفريقي ، سمع من سحنون وابنه جميع كتبه ، ورحل إلى المغرب والشام ومصر ، كان من أهل الفقه والورع ،ثقةً ، صالحاً ، ذا سمت وخشوع ، مستجاب الدعوة ، تولى القضاء في المغرب ثم تركه قبل وفاته . توفي سنة خمس وتسعين ومائتين .

(سير أعلام النبلاء ٥٧٣/١٣)

(٢) في (ت) زيادة [المقرئ] .

(٣) ولد الإمام الشاطبي سنة ثمان وثلاثين وخمسمائة وتوفي سنة تسعين وخمسمائة ، فيكون عمره عندما أجازه شيخه سبعة عشر عاماً .

الحمدُ للهِ باريءِ الأنامِ بحكمتِهِ ، وفاطرِ السَّمٰواتِ / والأرض بقدرته ، الأولِ بلا عديل ، والآخرِ بلا مثيل ، والواحدِ بلا نظير ، والقاهرِ بلا ظهير ، ذي العظمة ، والملكوت والعزة والجبروت ، الذي لا يؤوده حفظُ ما ابتدأ ، ولاتدبيرُ مابدأ ، جلَّ عن تحديد الصفات ، فلا يُرامُ بالتدبير ، وخَفِيَ عن الأوهام فلا يُقَاسُ بالتفكير . ومرَّ في الخُطْبة المتقدمة إلى آخرها . ثم قال :

أما بعد

حمداً لله ، والثناء عليه بما هو أهله ، والصلاة على محمد نبيه ، فإنَّ أولَ ماتَفَكَّر فيه المتفكرون ، واعتبر به المعتبرون ، وأنْصَتَ إليه المستمعون : كلامُ اللهِ الذي هو شفاءٌ لما في الصُّدورِ ، وهدىً ورحمةٌ للمؤمنين .

روي عن رسول الله ﷺ أنه قال : « **يقول الله ﷻ : مَنْ شغَلَه قراءةُ القرآنِ عن دعائي ومَسْألَتِي أعطيتُه أفْضَل ثوابِ الشَّاكِرِين** »[1]

وروي عنه ﷺ أنه قال : « **فَضْلُ كلامِ اللهِ ﷻ علَى سَائِرِه من الكلام كفضلِ الله على خَلْقِه** »[2]

وروي عنه ﷺ أنه قال : « **إنَّ الكتابَ الأولَ أُنْزِل من بابٍ واحدٍ ، ونَزَلَ القرآنُ من سبعةِ أبوابٍ على سبعةِ أحرفٍ ، زاجرٍ وآمرٍ ، وحلالٍ**

---

(١) رواه الترمذي في سننه برقم / ٢٨٥٠ فضائل القرآن ، وهو عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ « يقول الله ﷻ من شغله قراءة القرآن عن دعائي ومسألتي أعطيته أفضل ثواب الشاكرين ، وفضل كلام الله ﷻ على سائر الكلام كفضل الله على خلقه » قال الترمذي : حديث حسن غريب .

(٢) أورده الدارمي في سننه ٢/ ٤٤١ .

وحرامٍ ، ومُحكمٍ ومتشابهٍ ، وأمثالٍ ، فأحِلُّوا حلالَه ، وحَرِّمُوا حرامَه ، وافعَلُوا ماأُمِرتُم به ، وانتهوا مانهيتم عنه ، واعتَبِرُوا بأمثالِه ، واعمَلُوا بمحكمه ، وآمنوا بمتشابهه ، وقولوا : آمنّا به كلٌّ من عند ربِّنا »(١) .

وروي أن جبريل عليه السلام أتى النبي ﷺ فقال : « اقرأ القرآنَ على حرفٍ ، فقال ميكائيلُ : استزِدْه حتّى بلغ سبعةَ أحرفٍ ،كلٌّ شافٍ كافٍ ، ما لم يختمْ آيةَ عذابٍ بآيةِ رحمةٍ ، أو آيةِ رحمةٍ بآيةِ عذابٍ »(٢) .

روي عن رسول الله ﷺ أنه قال : « أقرأني جبريلُ على حرفٍ فلم أزل أستزيده حتى انتهى إلى سبعةِ أحرفٍ »(٣) .

وروي عن عمر بن الخطاب ﷺ أنه قال : « سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورةَ الفُرقَان على غير ما أقرأها عليه ، وكان رسول الله ﷺ أقرأنيها ، فكِدتُ أَعْجَلُ عليه ، ثم أمهَلْتُه حتى انصرف ، ثم لَبَّبْتُه بردائِه ، فجئتُ به رسولَ الله ﷺ ، فقلت : يا رسول الله إنّي سمعتُ هذا يقرأ سورة الفرقان على غير ما أقرأتنيها .

فقال له رسول الله : اقرأ ، فقرأ القراءةَ التي سمِعْتُهَا يقرأ ، فقال رسول الله : هكذا أنزلت ، ثم قال لي : اقرأ ، فقرأت ، فقال : هكذا أنزلت ، إنَّ هذا القرآنَ أُنزلَ على سبعةِ أحرفٍ فاقرؤوا ما تيسر منه »(٤)

---

(١) رواه الطبراني وفيه عمار بن مطر وهو ضعيف جداً ، وقد وثقه بعضهم . مجمع الزوائد ١٥٣/٧ .

(٢) رواه أحمد بن حنبل في مسنده ١٦٩/٤ .

(٣) سنن النسائي ٢/ ١٥٤ .

(٤) صحيح البخاري فضائل القرآن / باب أنزل القرآن على سبعة أحرف ١/ ٢٢٤ .

وروي عنه ﷺ أنه قال : « إنَّ هذا القرآنَ مأدُبَةُ اللهِ فتعلَّموا من مأدُبَتِهِ ما استطعتم إنَّ هذا القرآنَ حَبْلُ اللهِ ، وهو النورُ المبين ، والشِّفَاءُ النَّافِعُ ، عصمةٌ لِمَنْ تَمَسَّكَ به ، ونجاةٌ لمن اتَّبعهُ ، لا يَعْوَجُ فَيُقَوَّمُ ، ولا يَزِيغ فَيُستَعْتَبُ ، ولا تنقضي عجائبُهُ ، ولا يَخْلَقُ على كثْرَةِ الردِّ[1] ، فَاتْلُوه فإنَّ اللهَ تعالى يَأجُرُكُم على تلاوته بكل حرفٍ عشرَ حسناتٍ ، ألا إنِّي لا أقول (الم) حرفٌ ، ولكنْ ألفٌ عشرةٌ ، ولامٌ عشرةٌ ، وميمٌ عشرةٌ »[2] .

وروي عنه ﷺ أنه قال : « إنَّ للهِ أهْلِينَ مِنْ النَّاسِ ، قِيلَ مَن هُمْ يارسول الله ؟ قال : أهلُ القرآنِ هُمْ أهلُ اللهِ وخاصتُه »[3] .

وعنه ﷺ أنه قال : « يقالُ لقارئِ القرآنِ يوم القيامة : اقرأ وارقَ ورتِّل كما كنتَ تُرتِّل في الدنيا ، فإنَّ منزلَتَك في آخر آيةٍ تقرأها »[4] .

وروي عنه ﷺ أنه قال : « إنَّ اللهَ تعالى يَرفعُ بهذا الكتابِ أقواماً ويضَعُ به آخرين »[5] .

وعنه ﷺ أنه قال : « إنَّكمْ لن تَرْجِعُوا إلى الله بشيءٍ أفضلَ مما خَرَجَ منه »[6] .

---

(١) أي : مهما ردده وقرأه وأعاده لا يمله ولا يسأمه بل يجده حلواً جديداً .

(٢) رواه الحاكم في مستدركه من حديث إبراهيم الهجري عن أبي الأحوص عن عبد الله بن مسعود ، قال الحاكم : تفرد به صالح بن عمر عنه ، وهو صحيح ، وتعقبه الذهبي بأن صالحاً ثقة خرج له مسلم لكن إبراهيم ابن مسلم ضعيف . انظر مجمع الزوائد٧/١٦٤ ، وفيض القدير ١/ ٥٤٦ .

(٣) رواه ابن ماجة في سننه (١/ ٧٨ برقم ٢١٥) .

(٤) رواه أبو داود في سننه (باب استحباب الترتيل في القراءة ٢ / ٧٣) .

(٥) سنن ابن ماجة ١/ ٧٩ برقم ٢١٨٠ .

(٦) رواه أحمد بن حنبل في مسنده من حديث أبي أمامة بلفظ : وما تقرب العباد إلى الله تعالى بمثل ما خرج منه يعني القرآن .

(مسند الإمام أحمد بن حنبل ٥/ ٢٦٨)

وعنه ﷺ أنه قال : « عَلَيْكُمْ بالقرآنِ كلامِ ربِّ العالمين الذي هو منه ، واعْتَبِرُوا بأمثالِهِ »[١] .

وعنه ﷺ أنه قال : « أُعْطِيتُ السبعَ الطوالَ مكانَ التَّوراةِ ، وأعطيتُ المِئِينَ مكانَ الإنجيلِ ، وأُعْطِيتُ المَثانِي مكانَ الزَّبورِ ، وفُضِّلْتُ بالمُفَصَّل »[٢] .

وعنه ﷺ أنه قال : « خَيْرُكُم مَن تَعَلَّم القُرآنَ وعَلَّمَهُ »[٣] .

وعنه ﷺ أنه قال : « لا حَسَدَ إلا في اثنين : رجلٌ آتاهُ / اللهُ القرآنَ فهو يَتْلُوه آناءَ الليلِ وآناءِ النَّهارِ ، فيقول رجلٌ لو آتاني اللهُ مثلَ ما أُوتِي فلانٌ فعلتُ مثلَ ما يفعل ، ورجلٌ آتاهُ اللهُ مالاً فهو يُنفِقُهُ في حقهِ فيَقُولُ رجلٌ : لو آتاني اللهُ مِثْلَ ما أُوتِي فُلانٌ فعلتُ مِثْلَ ما يَفعلُ »[٤] .

وعنه ﷺ أنه قال : « إنَّ هذه القلوبَ تَصْدَأُ كما يَصْدأُ الحديدُ ، قِيلَ : فما جلاؤها يا رسول الله قال : قراءةُ القرآنِ »[٥] .

وعنه ﷺ أنه قال : « الذي يقرأ القرآنَ وهو به ماهر مع السفرة الكرام البررة ، والذي يقرأ القرآن وهو يشتد عليه فله أجران »[٦] .

---

(١) رواه ابن شاهين في السنة ، وابن مردويه عن علي وقال السيوطي : ضعيف . (فيض القدير ٤ / ٣٤٥)

(٢) الحديث رواه واثلة بن الأسقع وفيه : وأعطيت مكان الزبور المئين ، وأعطيت مكان الإنجيل المثاني ، وفضلت بالمفصل . ذكره أحمد في مسنده ، والطبراني وفيه ليث بن أبي سليم وقد ضعفه جماعة ويعتبر بحديثه ، وبقية رجاله رجال الصحيح . مجمع الزوائد ٧/ ١٥٨ ، وفيض القدير ١/ ٥٦٥ .

(٣) البخاري في صحيحه باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه ٣ / ٢٣٢ .

(٤) رواه البخاري في صحيحه باب اغتباط صاحب القرآن ٣/ ٢٣٢ .

(٥) كنز العمال ١/٤٤٥ .

(٦) رواه مسلم في صحيحه انظر صحيح مسلم بشرح النووي باب فضيلة حافظ القرآن ٦/ ٨٤ . يعني الذي يقرأ القرآن بدون تلعثم ومشقة مع السفرة السابقين ، والذي يقرأ بكلفة ومشقة فله أجران .

وعنه ﷺ أنه قال : « أَعْرِبُوا القرآنَ ، والتَمِسُوا غَرَائبَه »(١) .

وعنه ﷺ أنه قال : « اقرؤوا القرآنَ بألحانِ العَربِ ، وإيّاكم وألحانَ أهلِ الفسقِ ، وأهلِ الكتابين ، فإنه سيَجِيءُ قومٌ من بعدي يُرَجِّعُون بالقرآن تَرْجِيعَ الغِنَاء والرَّهْبانية والنَّوْحِ ، لا يُجاوزُ حناجِرَهم مَفتونةٌ قُلوبُهم وقلوبُ من يُعْجِبُهم شأنُهم »(٢) .

وعنه ﷺ أنه قال : « نزَلَتْ صحفُ إبرَاهِيم عليه السلام أولَ ليلةٍ من شهر رمضان ، ونزلتْ التَّوراةُ على موسى عليه السلام في ستٍ من شَهْرِ رمضان ، ونزل الزَّبورُ على داود عليه السلام في اثني عشر من شهر رمضان ، ونزَلَ الإنجيلُ على عيسى عليه السلام في ثماني عشرة من شهر رمضان ، وأنزَلَ اللهُ الفرقانَ على مُحَمّدٍ ﷺ في أربعٍ وعشرين من شهر رمضان »(٣) .

وروى سفيان عن عاصم الأحول ، عن عكرمة قال : من قرأ القرآن لم يرد إلى أرذل العمر لكيلا يعلم من بعد علم شيئاً ، ثم قرأ ﴿ ثم رددناه أسفلَ سَافِلين إلا الّذين آمنوا وعَمِلُوا الصَّلِحَت فلهم أجرٌ غيرُ مَمْنون ﴾(٤) . قال : هم أصحاب القرآن(٥) .

---

(١) أي : تعرفوا ما فيه من بدائع العربية ودقائقها وأسرارها ، وليس المراد الإعراب المصطلح عليه عند النحاة . وقد رواه الحاكم في مستدركه ، وقال : صحيح عند جماعة . ورده الذهبي فقال : مجمع على ضعفه ، وتبعه العراقي فقال :سنده ضعيف ، وقال الهيثمي : فيه متروك ، وقال السيوطي : ضعيف . اهـ .

(مجمع الزوائد ١٦٣/٧ وفيض القدير ٥٥٨/١)

(٢) رواه الطبراني في الأوسط ، وفيه راوٍ لم يسم . مجمع الزوائد ١٧٢/٧ .

(٣) رواه البيهقي في شعب الإيمان ١/ ٣٧٠ ، وحسنه السيوطي في الجامع الصغير ١/ ٤٣ . انظر فيض القدير ٣/ ٥٦ .

(٤) الآية ٥ من سورة التين .

(٥) هذا القول نقل عن ابن عباس . انظر تفسير ابن كثير ٤ / ٥٢٧ .

والأحاديث في هذا الباب أكثر من أن تُحصَى ، جعلَنا الله ممن وفقه للقيام بحقه ، وأعانه على أداء ما افترض وأحبَّهُ ، إنه القادر على ذلك لا إله غيره .

يقول عليُّ بن محمد بن هُذَيل : إنَّ المقرئ أبا محمدٍ قاسمَ بنَ فِيرُّه بن أبي القاسم الرُّعيني أيده الله بطاعته ، وأمده بتوفيقه ومعونته ، قرأ عليَّ القرآنَ من فاتحته إلى خاتمته ختمةً واحدةً مذاهب الأئمة السبعة رحمهم الله .

رُوِي عن ابن عباسٍ ﷺ أنه قال : « كان ﷺ أجودَ الناسِ في الخير ، وكان أجودَ ما يكون في رمضانَ لأن جبريل صلى الله على نبينا وعليه كان يَلقاهُ في كلِّ ليلةٍ من رمضانَ حتَّى يَنسَلِخَ يَعْرِض عليه ﷺ القرآنَ ، فإذا لقِيَهُ جبريلُ كان رسول الله ﷺ أجودَ بالخَيْرِ مِنْ الرِّيحِ المُرْسَلةِ »[1] .

وروي عن ابن مسعود ﷺ انه قال : قال ﷺ :« اقرأ عليَّ ، فقلتُ : أقرأُ عليكَ ، وعليكَ أنزِلَ القرآنُ ، قال : إنِّي أُحِبُّ انْ أسْمَعَهُ من غَيري ، قال : فافتتحتُ سورةَ النِّساء ، فلما بلغتُ ﴿ فكيف إذا جِئنا مِنْ كلِّ أمةٍ بشهيدٍ وجِئنا بك على هؤلاء شهيداً ﴾ ، قال : قال : فرأيتُهُ وعيناهُ تَذْرِفانِ ، فقال لي : حَسْبُك »[2] .

وروي أن ﷺ « قال لأبي بن كعبٍ : إنِّي أُمِرْتُ انْ أقرأَ عليكَ القرآنَ ، قال : قلتُ : يا رسول الله ذكَرَني الله وسَمَّانِي باسمي ، قال : نعم ، قال : فجعلَ أبي يضحَكُ ويبكي ، ثم قال : بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا »[3] .

---

(١) رواه البخاري في صحيحه كتاب الصوم / باب أجود ما كان النبي ﷺ يكون في رمضان ٣٢٥٠/١ .

(٢) رواه البخاري في صحيحه / باب قول القارئ للقارئ حسبك ٢٣٥٠/٣ .

(٣) رواه البخاري في صحيحه / باب مناقب أبي بن كعب ٢/ ٣١٤ .

[ورُوِي عنه أنه قال :« إن الله أمرني أن أقرأ عليك القرآن »][(١)] .

ورُوِي عن زيد بن ثابت أنه قال : القراءة سنة ، فاقرؤوا كما تجدونه .

ورّوِي عن عروة بن الزبير أنه قال : قراءة القرآن سنه من السنن فاقرؤوا كما قرأ أوَّلكم .

ورُوِي عن محمد بن المنكدر أنه قال : قراءة القرآن سنة يأخذها الآخر عن الأول .

والأخبار في هذا المعنى كثيرة ، وفيها أعظم دليل على إثبات السنة بالقراءة على رسول الله ﷺ ، ومن بعده من التابعين رضوان الله عليهم أجمعين .

فأما قراءته علي فمذهب نافع بن أبي نعيم ، / وهو من الطبقة الثالثة بعد الصحابة ﷺ .

وبمذهب عبد الله بن كثير وهو من الطبقة الثانية من التابعين على اختلاف في ذلك

وبمذهب أبي عمرو بن العلاء البصري ، وهو من الطبقة الثالثة بعد الصحابة ﷺ .

وبمذهب عبد الله بن عامر اليحصبي ، وهو من الطبقة الثانية من التابعين ، وبمذهب أبي بكر عاصم بن أبي النجود ، وهو من الطبقة الثالثة بعد أصحاب رسول الله ﷺ .

وبمذهب أبي عمارة حمزة بن حبيب الزيات وهو من الطبقة الثالثة بعد الصحابة ﷺ ، وبمذهب أبي الحسن بن علي بن حمزة الكسائي .

---

(١) ما بين المعقوفتين سقط من (ث) .

وأما قراءة نافع فقرأها من رواية أبي عمرو عثمان بن سعيد المعروف بورش من طريق أبي يعقوب يوسف بن عمرو بن يسار الأزرق ، ومن رواية أبي موسى عيسى ابن مينا الملقب[1] قالون من طريق أبي نشيط محمد بن هارون .

وأما قراءة أبي معبد عبد الله بن كثير فمن رواية قنبل بن عبد الرحمن من طريق أبي بكر ابن مجاهد ، ومن رواية البزي أحمد بن محمد من طريق أبي ربيعة محمد بن إسحاق .

وأما قراءة أبي عمرو بن العلاء فمن رواية أبي عمر حفص بن عمر الدوري من طريق أبي الزعراء عبد الرحمن بن عبدوس ، وهي قراءة أهل العراق ، ومن رواية أبي شعيب صالح بن زياد السوسي من طريق موسى بن جرير النحوي ، وهي رواية أهل الرقة ، وأما قراءة ابن عامر فمن رواية أبي عمرو عبد الله بن أحمد بن بشير بن ذكوان القرشي الدمشقي من طريق أبي عبدالله هارون بن موسى بن شريك الأخفش ، ومن رواية أبي الوليد هشام ابن عمار من طريق أحمد بن يزيد الحلواني .

وأما قراءة أبي بكر عاصم فمن رواية أبي عمر حفص بن سليمان بن المغيرة الأسدي البزاز الكوفي من طريق أبي العباس أحمد بن سهل الأشناني ، ومن رواية أبي بكر شعبة بن عياش بن سالم الأسدي من طريق يحيى بن آدم .

وأما قراءة أبي عمارة حمزة بن حبيب فمن رواية أبي محمد خلف بن هشام من طريق إدريس بن عبد الكريم ، ومن رواية خلاد بن خالد من طريق أبي بكر محمد بن شاذان الجوهري .

---

(١) قوله : [الملقب] في (ع) [المعروف] .

وأما قراءة أبي الحسن علي بن حمزة الكسائي فمن رواية أبي عمر حفص ابن عمر الدوري من طريق جعفر بن محمد ، ومن رواية أبي الحارث الليث ابن خالد من طريق محمد ابن يحيى الكسائي .

وقد أجزتُ له وفقه الله بجميع هذه القراءاتِ السبع من الروايات والطرق المنصوصة على سبل الإجازة والرواية ، وأذِنْتُ له أن يقرأ ويُقرئَ بها على حسب ما قرأها علي ، وأخذنها عليه ، وضبَطَها عني وسمعها مني ، وعلى حسب ما نص عليه الإمام الحافظ المقرئ اللغوي أبو عمرو في مصنفاته التي سمع بعضها علي ولا يخالف ذلك ويتعدَّاه[1] إلى غيره فهو الطريق الواضح ، والسبيل القويم إن شاء الله .

وقد قرأتُ القرآن بهذه القراءات من الطرق المذكورة على الإمام المقرئ الزاهد أبي داود ﷺ حدثني بها عن شيخه الحافظ أبي عمرو عن شيوخه المذكورة ، وأسانيد قراءتهم في التيسير وغيره من أوضاعه رحمه الله .

وكذلك أجزتُ له جميع ما أحمله عن الشيخ الإمام المقرئ المذكور عن شيوخه من القراءات والتفسير ، والناسخ والمنسوخ ، والمعاني والإعراب ، والغريب والمشكل ، والأحكام ، وعدد الآي ، والعبادات والرقائق ، وسائر المصنفات في الحديث ، والمؤلفات في الفقه من الجامعات والمختصرات ، وغير ذلك من أنواع العلم وضروبه ، مما قد تضمن ما ذكرته وما لم أذكره من شيوخه ﷺ .

---

(١) قوله : [ويتعداه] في (ع) [ولا يتعداه] .

وهم : الحافظ أبو عمر يوسف بنُ محمد بن عبد البر النَّمْري[1] ، والفقيه القاضي أبو الوليد سليمان بن خلفٍ البَاجي[2] ، / والفقيه المحدث أبو العباس أحمد بن أنس ابن دَلْهَاث العُذْرِي[3] ، والفقيه صاحب الأحكام والخُطْبَةِ والصلاة أبو شاكر عبد الواحد بن مَوْهب[4] ،] والفقيه القاضي أبو عمر أحمد

---

(١) شيخ الإسلام حافظ المغرب : أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري القرطبي ، ساد أهل الزمان في الحفظ والإتقان ، قال أبو الوليد الباجي : أبو عمر حفظ أهل المغرب له مؤلفات كثيرة أهمها : التمهيد ، والاستذكار ، الكافي ، توفي سنة ثلاث وستين وأربع مائة .

(تذكرة الحفاظ ٣/١١٢٨)

(٢) الحافظ العلامة ذو الفنون أبو الوليد الباجي ، كان فقيهاً متعلماً ، أديباً شاعراً ، صاحب رحلة خرج من الأندلس لطلب العلم وعاد إليها بعد ثلاثة عشر عاماً ، فبرع في الحديث ، والفقه ، والكلام ، توفي سنة أربع وسبعين وأربع مائة .

(تذكرة الحفاظ ٣/ ١١٧٨)

(٣) أحمد بن عمر بن أنس بن دَلْهَاث بن أنس العذري من أهل المرية ، يكنى أبا العباس ، رحل إلى الحجاز وأقام بها ، وطلب العلم وسمع عن أبي العباس الرازي ، وأبي الحسن بن جهضم وغيرهما ، وكان معتنياً بالحديث ونقله وروايته وضبطه مع ثقته وجلال قدره ، وعلو إسناده ، حدث عنه ابن عبد البر ، وابن حزم ، وأبو علي النسائي ، توفي بالمَرية سنة ثمان وسبعين وأربع مائة .

(الصلة لابن بشكوال ١/ ٦٩)

(٤) عبد الواحد بن محمد بن موهب التجيبي القبري من أهل قرطبة سكن بلنسة ، يكنى أبا شاكر ، سمع من أبي محمد الأصيلي ، وأبي حفص بن نابل ، وأبي عمر بن أبي الحباب ، كان من أهل النبل والذكاء ، متواضعاً ، تقلد الصلاة والخطبة والأحكام بمدينة بلنسية ، توفي سنة ست وخمسين وأربع مائة .

(الصلة ١/ ٣٦٦)

ابن الحسن المعروف بابن أبي ريال[١]][٢] ،والفقيه القاضي أبو المطرّف عبد الرحمن بن عبد الله بن جَحَّاف المَعَافِري[٣] ،والفقيه الزاهد أبو عبد الله محمد ابن حِزْبَ الله[٤] ، والفقيه المحدث أبي الحسن علي بن بَطّال الجَيَّانِي[٥] ، والفقيه القاضي أبو القاسم بن بطال القرطبي[٦] ، والفقيه أبو القاسم مولى

---

(١) أحمد بن الحسن القاضي ، أبو عمر المعروف بابن أبي ريال ، فقيه محدث مشهور .

(بغية الملتمس ١٦٣)

(٢) مابين المعقوفتين زيادة من (ت) و (ع) .

(٣) عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن جحاف المعافري ، من أهل بلنسية وقاضيها ، يكنى أبا المطرف ، روى عن خلف بن هاني ، وسمع من أبي بحر الأسدي ، وحدث عنه ببغداد أبو الليث السمرقندي ، توفي سنة اثنين وسبعين وأربع مائة .

(الصلة لابن بشكوال ١/ ٣٢٥)

(٤) محمد بن عبد الله بن حزب الوثائقي : من أهل بلنسية ، يكنى أبا عبد الله ، كان متقدماً في علم مالك وأصحابه ، وكان فقيهاً ببلنسية . توفي سنة ثلاث وأربع مائة .

(الصلة ٢/ ٤٩٦)

(٥) علي بن خلف بن عبد الملك بن بطال ، من أهل قرطبة ، يكنى أبا الحسن ، روى عن أبي المطرف ويونس ابن عبد الله القاضي ، وكان من أهل العلم والمعرفة والفهم ، حسن الضبط ، شرح صحيح البخاري في عدة أسفار ، توفي سنة تسع وأربعين وأربع مائة .

(الصلة ٢ / ٣٩٤)

(٦) خلف بن أحمد بن بطال البكري : من أهل بلنسية ، يكنى أبا القاسم ، روى عن أبي عبد الله بن الفخار ، والقاضي بن جحاف ، كان فقيهاً أصولياً من أهل النظر والاحتجاج لمذهب مالك ، واستقضي ببعض نواحي بلنسية ، ودخل إفريقية . توفي سنة أربع وخمسين وأربع مائة .

(الصلة ١/ ١٦٧)

يوسف بن بَهْلُول[١] ، والفقيه اللغوي أبو عبد الله محمد بن سَعدون القروي[٢] ، والفقيه صاحب الأحكام والخطبة أبو عبد الله بن سَمَاعَة[٣] .

فليرو ذلك كلّه أو ماشاء منه عني عن الإمام المقرئ أبي داود وليروه من أحب ، وليقل فيه أو في ما شاء منه إذا صح عنده وعارض بكتبي ، أو بما ثبت عنده عنّي ، أو أخبرنا ، أو أنبانا ، وقد حدثني الإمام المقرئ المذكور بحاضرة دانية حرسها الله ، قال : حدثنا الحافظ أبو عمرو[٤] بها ، قال حدثنا أبو الحسن علي بن محمد الرَّبعي بالقيروان[٥] ، قال حدثني زياد بن يونس السدري[٦] ، قال قال عيسى بن مسكين : الإجازة قوية وهي رأس مال كبير .

---

(١) خلف مولى يوسف بن بهلول يعرف بالبربلي ، سكن بلنسية ، يكنى أبا القاسم ، كان فقيهاً حافظاً للمسائل ، توفي بعد سنة ثلاث وأربع مائة .

(الصلة ١/ ١٦٦)

(٢) محمد بن سعدون بن علي بن بلال القروي ، يكنى أبا عبد الله ، من القيروان ، كان من أهل العلم بالأصول والفروع ، وكتب الحديث بمكة ومصر والقيروان ، سمع بمصر من أبي الحسن بن منير ، وبمكة من أبي الحسن ابن صخر . توفي سنة خمس وثمانين وأربع مائة .

(الصلة لابن بشكوال ٢/ ٥٧٠)

(٣) محمد بن يحيى بن العبدري ، يعرف بابن سماعة ، من أهل سرقسطة وخطيبها ، يكنى أبا عبد الله ، حدث عن الطلمنكي وغيره ، وحدث عنه أبو علي سكرة ، وكان مشهوراً بالصلاح ، وتوفي سنة اثنتين وسبعين وأربع مائة ، ودفن هو وأبو الوليد الباجي وصلي عليهما في وقت واحد وموضع واحد .

(الصلة ٢/ ٥٢٢)

(٤) الحافظ أبو عمرو بن عبد البر

(٥) لم أجد له ترجمة .

(٦) لم أجد له ترجمة .

وجائز له أن يقول : حدثني فلان .

نفعني الله وإياه بما علمنا وشرح صدورنا للعلم وجعلنا من أهله وممن يريد به وجهه خالصاً ، وسلك بنا طريق أسلافنا ، ومنهاج أئمتنا ، وما كان عليه أصحاب محمد ﷺ وتابعوهم بإحسان ، وخالفوهم من أئمة الدين وفقهاء المسلمين ، وعصمنا من البدع المضلّة والأهواء الطاهرات أمهات المؤمنين وسلم تسليماً .

تحدیث نعمت کے طور پر میں یہاں اپنے واجب الاحترام شیخ اپنے مربی استاذ اقراء والمجودین الشیخ عبدالفتاح عجمی المرصفی المصریؒ سے حاصل کردہ اسناد الشاطبیہ۔ الدرہ اور طیبہ کی نقول دے رہا ہوں۔ اپنے دوسرے واجب الاحترام شیخ اور مربی استاذ القراء والمجودین القاری المقری شیخ اظہار احمد التھانویؒ سے حاصل کردہ اسناد روایت حفص اور الشاطبیہ کی نقول اس لئے نہیں دے رہا ہوں کہ حصہ سوم کے آغاز میں حضرت شیخ کی اسناد کی نقول آ چکی ہے اور ان کے ہوتے ہوئے راقم کو جاری کردہ اسناد کی نقول کتاب میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

إجازة بالقراءات السبع من طريق الشاطبية

الحمد لله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين. والصلاة والسلام على سيدنا محمد سيد الخلق أجمعين ... وبعد:

فليعلم الواقف عليه أن الشيخ محمد إدريس عاصم اللاهوري المولود في لاهور بباكستان قد حضر إلي وقرأ على القرآن الكريم من أوله إلى آخره بالقراءات السبع من طريق الشاطبية بالتحرير والإتقان والتجويد والإحسان وأتمها بعون الله تعالى وأخبرته بأني تلقيت القراءات السبع من طريق الشاطبية ضمن القراءات العشر من الشاطبية والدرة عن غير واحد من الثقات الجهابذة الأثبات منهم الأستاذ العالم الفاضل الشيخ أحمد عبد العزيز الزيات المقرئ بالقاهرة المحروسة وهو أخبرني أنه تلقى ذلك عن الشيخ عبد الفتاح هنيدي. وهو أخبره أنه تلقى ذلك عن شيخ الإقراء بمصر محمد أحمد الشهير بالمتولي. وهو عن الشيخ أحمد الدري التهامي. وهو عن شيخ قراء وقته الشيخ أحمد بن محمد المعروف بسلمونة وهو عن شيخه السيد إبراهيم العبيدي. وهو عن العالم الشهير الشيخ عبد الرحمن الأجهوري وهو عن العالم العلامة أبي السماح الشيخ أحمد البقري. وهو عن شيخ قراء وقته في مصر محمد بن قاسم البقري وهو عن شيخ قراء وقته أيضا الشيخ عبد الرحمن اليمني. وهو عن والده الشيخ شحاذة اليمني. وهو عن العلامة ناصر الدين الطبلاوي. وهو عن شيخ الإسلام أبي يحيى زكريا الأنصاري. وهو عن شيخ شيوخ وقته أبي النعيم رضوان العقبي وهو عن الحافظ محمد بن محمد بن محمد الجزري. وهو عن الشيخ أبي محمد عبد الرحمن بن مبارك بن علي البغدادي الواسطي ثم المصري. وهو عن الشيخ أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الخالق المصري المعروف بالصائغ. وهو عن شيخ إقراء مصر الإمام أبي الحسن علي بن شجاع المعروف بالكمال الضرير صهر الشاطبي. وهو عن الإمام أبي القاسم الشاطبي. وهو عن الشيخ أبي الحسن علي بن هذيل الأندلسي وهو عن أبي داود سليمان بن نجاح وهو عن الحافظ أبي عمرو الداني بأسانيده المذكورة في التيسير منتهية إلى البشير النذير صلى الله عليه وسلم.

ولما تبين لي من حال الشيخ المذكور أنه بلغ معرفة القراءات السبع من الشاطبية أجزته بأن يقرئ ويقرأ بها قراءة ورواية في أي قطر نزل داعيا له الله عز وجل أن ييسر له أمره وأن يجعله من خير وموصيا إياه بتقوى الله في السر والعلانية. وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

أقره الفقير إلى الله تعالى
عبد الفتاح السيد عجمي المرصفي
المقرئ الأزهري المصري
[illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

إجازة بالقراءات الثلاث المتممة للقراءات العشر من طريق الدرة
للحافظ ابن الجزري

الحمد لله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد سيد الخلق أجمعين. وبعد.

فليعلم الواقف عليه أن القارئ محمد إدريس عاصم المولود في مدينة لاهور بالباكستان قد حضر إلي وقرأ علي القرآن الكريم من أوله إلى آخره بالقراءات الثلاث المتممة للقراءات العشر وهي: قراءة الإمام أبي جعفر المدني وقراءة الإمام يعقوب الحضرمي البصري وقراءة الإمام خلف ابن هشام البزار البغدادي الكوفي من طريق الدرة بالتحرير والإتقان والتجويد والإحسان وأتم القراءة بعون الله تعالى. وأخبرته بأني تلقيت القراءات الثلاث على غير واحد من الثقات الجهابذة الأثبات منهم الأستاذ العالم الفاضل الشيخ أحمد عبد العزيز الزيات المقرئ بالقاهرة المحروسة وهو أخبرني أنه تلقى ذلك من الشيخ عبد الفتاح هنيدي وهو أخبره أنه تلقى ذلك من شيخ الإقراء بمصر الشيخ محمد محمد الشهير بالمتولي وهو عن الشيخ أحمد الدري التهامي وهو عن شيخ قراء مصر الشيخ أحمد بن محمد المعروف بسلمونة وهو عن شيخه السيد إبراهيم العبيدي وهو عن العالم الشهير الشيخ عبد الرحمن الأجهوري وهو عن العالم العلامة أبي السماح الشيخ أحمد البقري وهو عن شيخ قراء مصر في وقته محمد بن قاسم البقري وهو عن شيخ قراء وقته أيضا الشيخ عبد الرحمن اليمني وهو عن والده الشيخ شحاذة اليمني وهو عن العلامة ناصر الدين الطبلاوي وهو عن شيخ الإسلام أبي يحيى زكريا الأنصاري وهو عن شيخ شيوخ وقته أبي النعيم رضوان العقبي وهو عن الحافظ المحدث المقرئ الشيخ محمد بن محمد بن محمد الجزري الشافعي بأسانيده المذكورة في كتابه تحبير التيسير منتهية إلى البشير النذير صلى الله عليه وسلم.

ولما تبين لي من حال القارئ المذكور أنه بلغ معرفة القراءات الثلاث المتممة للقراءات العشر من طريق الدرة أجزته بأن يقرأ ويقرئ بها قراءة ورواية في أي قطر نزل داعيا له الله عز وجل أن ييسر له أمره وأن يوفقه لكل خير وموصيا إياه بتقوى الله في السر والعلانية. وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

المدينة المنورة في ٢ شعبان سنة ١٤٠٣هـ

أقر به الفقير إلى الله تعالى
عبد الفتاح السيد عجمي المرصفي
المقرئ الأزهري المصري

بسم الله الرحمن الرحيم

إجازة بالقراءات العشر من طريق الطيبة للحافظ ابن الجزري

الحمد لله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد سيد الخلق أجمعين وبعد.

فليعلم الواقف عليه أن القارئ محمد إدريس عاصم المولود في مدينة لاهور بالباكستان قد حضر إلي وقرأ على القرآن الكريم من أوله إلى آخره بالقراءات العشر من طريق الطيبة بالتحرير والإتقان والتجويد والإحسان وأتم القراءة بعون الله تعالى.

وأخبرته بأني تلقيت القراءات العشر من طريق الطيبة على غير واحد منا الثقات الجهابذة الأثبات منهم الأستاذ العالم الفاضل الشيخ أحمد عبد العزيز الزيات المقرئ بالقاهرة المحروسة وهو أخبرني أنه تلقى ذلك عن الشيخ عبد الفتاح هنيدي وهو أخبره أنه تلقى ذلك عن شيخ الإقراء بمصر الشيخ محمد الشهير بالمتولي وهو عن الشيخ أحمد الدري التهامي وهو عن شيخ قراء وقته الشيخ أحمد بن محمد المعروف بسلمونة وهو عن شيخ السيد إبراهيم العبيدي وهو عن العالم الشهير الشيخ عبد الرحمن الأجهوري وهو عن العالم العلامة أبي السماح الشيخ أحمد البقري وهو عن شيخ قراء عصره في وقته محمد بن قاسم البقري وهو عن شيخ قراء وقته أيضا الشيخ عبد الرحمن اليمني وهو عن والده الشيخ شحاذة اليمني وهو عن العلامة ناصر الدين الطبلاوي وهو عن شيخ الإسلام أبي يحيى زكريا الأنصاري وهو عن شيخ شيوخ وقته أبي النعيم رضوان العقبي وهو عن الحافظ المحدث المقرئ الشيخ محمد بن محمد بن محمد الجزري الشافعي بأسانيده المذكورة في كتابه النشر في القراءات العشر منتهية إلى البشير النذير صلى الله عليه وسلم.

ولما تبين لي من حال القارئ المذكور أنه بلغ معرفة القراءات العشر من طريق الطيبة أجزته بأن يقرأ ويقرئ بها قراءة ورواية في أي قطر نزل داعيا الله الله عز وجل أن ييسر له أمره وأن يوفقه لكل خير وموصيا إياه بتقوى الله في السر والعلانية.

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

المدينة المنورة في غرة شعبان سنة ١٤٠٥ هـ

أقر به الفقير إلى الله تعالى
عبد الفتاح السيد عجمي المرصفي
المقرئ الأزهري المصري

(اپیل) راقم الحروف ان تمام اہل علم حضرات سے درخواست گزار ہے کہ یہ کتاب جن جن اہل علم حضرات کے ہاتھوں میں پہنچے ان کے پاس کسی بھی سلسلے کی سند تجوید وقراءات (ان اسناد کے علاوہ جو ہم نے اپنی اس کتاب میں بیان کی ہیں) موجود ہوں تو وہ ہمیں ارسال کریں۔ ہم شکریہ کے ساتھ ان کی اسناد کو (بشرطیکہ وہ ان بیان کردہ اسناد سے ہٹ کر ہوں) کتاب کے اگلے ایڈیشن میں شائع کریں گے۔ انشاءاللہ العزیز

العارض

(القاری) محمد ادریس العاصم عفی عنہ

یہاں پہنچ کر "شجرۃ الاساتذہ فی اسانید القراءات العشر المتواترۃ" اختتام پذیر ہوتی ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے میرے عالی مرتبت شیخ القاری المقری اظہار احمد التھانوی نور اللہ مرقدہ کے لئے ان کے والدین اور اساتذہ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

اور یہی دعا راقم اپنے لئے بھی کرتا ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله على سيدنا محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الرحمين

خادم القرآن الکریم

(القاری) محمد ادریس العاصم عفی عنہ
المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن
اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

الحمد للہ

علم تجوید و قرآءت کے فروغ کے لیے کوشاں

قراءت اکیڈمی

ہماری پہچان

معیاری

دیدہ زیب

مستند اور

اعلیٰ طباعت کی حامل کتب

28-الفضل مارکیٹ 17-اردو بازار-لاہور

فون: 7122423